فتاویٰ علمائے حدیث

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابو الحسنات علی محمد سعیدی

مکتبہ سعیدیہ خانیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقيق الاسلامي زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ علمائے حدیث

kitabosunnat.com

مولانا ابوالحسنات علی محمد سعیدی

مکتبہ سعیدیہ
خانیوال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماخذ فتاوی علماء حدیث جلد ۱۳

۱:۔ فتاوی نذیریہ دہلی

۲:۔ فتاوی ثنائیہ

۳:۔ فتاوی اہلحدیث روپڑی

۴:۔ فتاوی ستاریہ کراچی

۵:۔ القول المحمود فی رد جواز السود

۶:۔ اخبار اہلحدیث امرتسر

۷:۔ اخبار اہلحدیث دہلی

۸:۔ اخبار اہلحدیث لاہور

۹:۔ اخبار اہلحدیث سوہدرہ

۱۰:۔ اخبار اہلحدیث گزٹ دہلی

۱۱:۔ اخبار تنظیم اہلحدیث لاہور

۱۲:۔ اخبار الاسلام لاہور

۱۳:۔ اخبار محدث دہلی

۱۴:۔ ہفت روزہ آمین

۱۵:۔ اخبار الاعتصام لاہور

kitabosunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفتیان فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۱۴

۱۔ حضرت مولانا نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ
۲۔ مناظر جلیل حضرت مولانا محمد بشیر سہسوانی "
۳۔ حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی لاہوری "
۴۔ حضرت مولانا محمد یعقوب ابرق عظیم آبادی "
۵۔ علامہ قاضی اطہر مبارک پوری "
۶۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری "
۷۔ حضرت مولانا ابو سعید محمد شرف الدین محدث دہلوی "
۸۔ مولانا مولوی محمد اعظم صاحب مبارک پوری "
۹۔ شیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی "
۱۰۔ فقیر محمد خواجہ ضیاء الدین احمد "
۱۱۔ سید محمد ہاشم "
۱۲۔ محمد قطب الدین "
۱۳۔ محمد مسعود نقشبندی "
۱۴۔ حسبنا اللہ لیس حفیظ اللہ "
۱۵۔ مولانا محمد یوسف "
۱۶۔ صدر الصدور صدر الدین دہلی "
۱۷۔ مولانا ابو الفضل عبدالمنان دہلوی "
۱۸۔ خلیل احمد ناظم انجمن اہلحدیث مرزا پور "
۱۹۔ مولانا سید شریف حسین دہلوی "
۲۰۔ مولانا محمد عبدالحی لکھنوی "

۲۱۔ مولانا عبدالسلام بستوی ریاض العلوم دہلی رحمۃ اللہ
۲۲۔ خادم شریعت رسول الثقلین تلطف حسین دہلوی "
۲۳۔ مولانا عبیداللہ رحمانی مدظلہ
۲۴۔ ابو محمد عبدالغفار دہلوی کراچی رحمۃ اللہ
۲۵۔ مولانا محمد داؤد ارشد عثمان والا ضلع لاہور "
۲۶۔ مولانا محمد عبداللہ "
۲۷۔ مولانا عبدالحق اعظم گڑھی "
۲۸۔ ابو الطیب عبدالصمد مبارکپوری "
۲۹۔ مولانا عبدالقہار کراچی "
۳۰۔ مولانا علی احمد "
۳۱۔ حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ روپڑی "
۳۲۔ ابو زرق قدرۃ اللہ فوق مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد
۳۳۔ مولانا ابو البرکات احمد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ
۳۴۔ ثانی شیخ الکل حضرت مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ
۳۵۔ حضرت مولانا سلطان محمود شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد
۳۶۔ حضرت مولانا خالد صاحب مدرس [illegible] بھوپالی رحمۃ اللہ
۳۷۔ مولانا عبدالرحمن مدرس مدرسہ حاجی علی جان دہلی "
۳۸۔ مولانا محمد یوسف زیرہ ضلع فیروزپور پنجاب "

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۹:۔ مولانا محمد حسین بٹالوی ؒ

۴۰:۔ مولانا محمد جونا گڑھی دہلوی رح

۴۱:۔ مولانا ابو طاہر بہاری مدرسہ احمدیہ آرہ

۴۲:۔ مولانا احمد محدث دہلوی رح

۴۳:۔ مولانا عبدالستار کلانوری نزیل دہلی رح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین فتاویٰ علماء حدیث جلد ۱۲

مضمون	صفحہ
افتتاحیہ	۱۴
القول المحمود فی رد جواز السود	۱۷
ربٰو کی جامع مانع تعریف	۳۲
جنگ کے متعلق مولٰنا عبدالواحد غزنوی کا فتویٰ	"
تعاقب بر فتویٰ حضرت مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی لاہوری	۳۳
ڈاکخانہ کے سرٹیفکیٹ خریدنے جائز ہیں یا نہیں	۳۴
مذاکرہ علمیہ	۳۷
مذاکرہ علمیہ متعلق منی آرڈر	[illegible]
سوال زید اور عمرو میں منی آرڈر کے ذریعہ سے روپے بھیجنے میں گفتگو ہے الخ	۳۹
لطیفہ	۴۱
سوال آیا منی آرڈر بیع تاویل ہو سکتی ہے یا نہیں الخ	۴۳
ضروری اصول قابل لحاظ	۴۴
مذاکرہ علمیہ بابت وی پی۔	۴۵
سوال سرکاری و غیر سرکاری بینکوں و پوسٹ آفس سیونگ بینک کا سود اہل اسلام کیلئے جائز ہے یا نہیں الخ	۴۹
سوال بعض لوگ دار الحرب میں سود کا جواز بیان کرتے ہیں الخ	۵۱
سوال دار الاسلام اور دار الحرب کی کیا تعریف ہے الخ	"
سوال کیا ہندوستان دار الحرب ہے اور دار الحرب میں مسلمانوں کو سود لینا جائز ہے یا نہیں	۵۲

مضمون	صفحہ
بحث سود بحالت اضطراری	۵۴
سوال ایک شخص نے دوسرے شخص کے پاس سو روپیہ عوض اپنی زمین گرو رکھی الخ	۵۵
سوال یہاں آگرہ میں پکا چمڑا فروخت کرنیوالوں نے ایک انجمن قائم کی ہے الخ	"
سوال چوسر ساگوانی وغیرہ وغیرہ جو بغیر تخم ریزی انسان کے پہاڑوں پر اگے ہوئے ہوتے ہیں الخ	۵۶
سوال ایک حجام سر مونڈنے کا کام کرتا ہے الخ۔	"
سوال اسامی جب سے چار روپیہ کے حساب بھاؤ کپاس لگایا تھا الخ	"
سوال مردار کا چمڑا گیا خریدنا اور فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں	۵۷
سوال بیع سلم جائز ہے یا نہیں، بیع سلم کیا ہوتی ہے الخ	"
سوال ایک مسلمان ..... دوکاندار کیلئے یہ جائز ہے الخ	"
سوال کھجور کا کشارس الخ	"
تاڑی کی تحقیق	۵۸
تاڑی کی تشریح	۵۹
سوال سود کے پیسے سے زراعت کی زمین لینا جائز ہے یا نہیں	۶۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
سوال زید بیوپار کرتا ہے الخ	۶۰
سوال ایک چینا قوم کا فرنے ایک شخص کا حقہ الخ	〃
سوال اگر دکان میں کوئی اجنبی گاہک مال خریدنے آئے اور قیمت جو سے جائے الخ	۶۱
سوال مستورات کو ململ کپڑے سے بند وغیرہ رکھنا جائز ہے یا نہیں	〃
تشریح از قلم حضرۃ العلام مولانا ابو الفضل عبدالمنان صاحب دہلوی	〃
سوال ہر قسم کے آتش بازی الخ	۶۴
سوال پتنگ بازی کی تجارت جائز ہے یا نہیں	〃
ایک شخص مسلمان ہے اور اس نے کارندہ منشی اہل ہنود رکھا ہے الخ	〃
سوال ایک شخص نے ایک سوسائٹی کے بہت سے روپیہ جمع کر کے اسٹامپ تحریر کرایا ہے الخ	〃
سوال تجارت کیلئے ایک شخص نے کچھ روپیہ قرض مانگا سا ہوکار نے سود تو طلب نہیں کیا الخ	۶۵
سوال چند اشخاص نے ایک شخص سے نالش ہو کر آپس میں یہ طے کیا کہ الخ	〃
سوال ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام تمدن اور دنیوی ترقی کا مانع و حرام نہیں ہے الخ	〃
سوال زید کی دکان کریانے کی ہے الخ	۶۶
سوال بکر غریب آدمی ہے الطف زید سے مبلغ دس روپیہ نقد لئے اور ماہ جیٹھ بار کو اقرار پختہ تین روپیہ کے حساب الخ	〃

مضمون	صفحہ
سوال نذر امام مسجد پابند شریعت ہے الخ	۷۷
تشریح از حضرۃ العلام مولانا ابو سعید محمد شرف الدین صاحب محدث دہلوی	〃
سوال جب اپنے مال کا ہر شخص کو اختیار ہے الخ	〃
سوال کیا ہر شخص سنٹرل بینک آف انڈیا گورنمنٹ کا ممبر ہو الخ	۷۸
سوال رنڈی کا مال تو بہ کرنے کے بعد حلال ہے یا نہیں	۷۹
سوال زید پیشہ وکالت کو انجام دیتا ہے الخ	〃
سوال جو مسلمان مال رکھ کر کسی مسلمان کی عزت نہیں سمجھتا الخ	〃
سوال زید نے بسبب شہوت کے اپنی کاشت الخ	〃
سوال ما قولکم رحمکم اللہ ایسی صورت میں کہ ان شہروں میں بیع سلم ۔۔ میں اکثر لوگ مبتلا ہیں الخ	۸۰
سوال ایک شخص کو واسطے چاندی خریدنے کے کچھ روپیہ دیا گیا الخ	۸۱
سوال اکثر لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان کو غلہ کی تجارت نہ کرنی چاہئے الخ	〃
سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تجارت غلہ کی عموماً حرام ہے یا نہیں الخ	〃
سوال زید اور اس کی زوجہ ہندہ نے بحالت خواہش و ثبات عقل بخوشی کل اپنی جائیداد کو الخ	۸۲
سوال اگر کوئی شخص اپنی گائے دودھ والی دس روپیہ کے بدلے گرو رکھے الخ	۸۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
سوال ایک شخص نے دوسرے شخص کے پاس بیس	
روپیہ کے عوض [illegible]	
سوال ایک شخص نے کچھ روپیہ لیا الخ	۸۴
سوال ایک شخص نے تیس روپیہ من کے حساب سے ادھار	
بیچنے کا بیاج مقرر نہیں کیا الخ	״
سوال بینک میں روپیہ رکھ کر سود سے بچ نہیں سکتے الخ	״
سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ نوٹ کرنسی	
جس کو چلنی بولتے ہیں۔	״
زید نے بکر کو روپیہ دیا الخ	۸۶
سوال ایک شخص مسلمان سور کا گوشت بیچتا ہے الخ	״
سوال ایک شخص حنفی و مرزا میر کے پر [illegible] الخ	۸۷
سوال بیع المضاربت کی تعریف کیا ہے الخ	״
مسئلہ کوئی شخص کسی مفلس شخص سے روپیہ بابت [illegible] الخ	״
سوال بیع سلم سونا چاندی میں جائز ہے یا نہیں	۸۹
سوال ایک شخص مکان ناجائز روپیہ سے تعمیر کرایا الخ	״
سوال زید نے اپنی ضرورت ایک ہزار روپیہ الخ	״
سوال شخص زید [illegible] عمرو نے اس کو سفر	
میں بھیجا الخ	״
سوال اگر کوئی حکیم یا ڈاکٹر طوائف کا علاج کرے الخ	۹۰
سوال ایک شخص نے سود کے ساتھ بہت سا روپیہ	
جمع کیا الخ	״
تبصرہ از مولانا عبدالسلام مرحوم الخ	۹۰

مضمون	صفحہ
سوال زید دس سال سے سودی لین دین کرتا ہے	۹۱
[illegible]	۹۲
سوال [illegible]	
سوال نوٹ کی قیمت میں کمی بیشی لانا دینا جائز ہے یا نہیں	۹۳
سوال اس سنار کے متعلق کہ جس کے پاس سے	
اپنے گاہکوں کا سونا باوجود حفاظت کے چوری کیا	״
گیا تھا الخ	
سوال زید نے بکر کی گائے چرا لی اور کسی دوسرے محلہ	۹۴
میں لے جا کر بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کر لی الخ	
سوال ٹھیکہ تاڑی اور خمر کا درست ہے یا نہیں الخ	״
سوال میوا جو ایک بڑے درخت کا پھل ہے [illegible]	۹۵
میں بہت ہوتا ہے الخ	
سوال میوا جس کا عرق [illegible] اس کی خریداری شراب	״
کے ٹھیکہ داروں کی طرف سے ہوتا ہے الخ	
سوال گڑ داب کی بھی یہی حالت ہے الخ	۹۶
سوال شراب بیچنے والے اس کی تجارت کے واسطے	״
مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں	
سوال زید در [illegible] چند سہ بازی لاٹری یا [illegible]	״
در رہا در کار خیر صرف کند الخ	
سوال رجسٹری آفس میں دستاویز لکھنے والا کاتب الخ	״
سوال کیا بوجہ مجبوری بلیک مارکیٹ سے [illegible]	״
والا بھی گنہگار ہے۔	

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
...دو تین سال قبل باغات کے ثمر خریدنے جائز ہیں یا نہیں؟	۹۶
...یا ایہا الذین آمنوا لا تأکلوا اموالکم الخ اس آیت کی تفسیر اور شان نزول بیان فرما دیں الخ	۹۷
...ل تاڑی کے خمیر سے ڈبل روٹی یا بسکٹ وغیرہ بنا کر الخ	"
...ل ایک گاؤں میں پانچ روپیہ من گڑ فروخت ہوتا ہے الخ	۹۸
...ل مزارعت کرنی جائز ہے یا نہیں	"
...وال جس چیز کا نرخ زمانہ گذشتہ میں ارزاں تھا الخ	۹۹
...ل سودی معاملات میں سود خوار سود وصول کرنے کیلئے ...ن کیا ہے الخ	"
...وال زید نے بکر سے اس کے حصہ کی زمین رہن میں شرط پہلا الخ	"
...ال زید کہتا ہے کہ جو شخص کسی کی زمین ظلماً ایک بالشت ...لے گا الخ	"
...وال اشیاء خوردنی اگر مسلمان کے یہاں نہ مل سکیں یا ملیں مگر گراں ملیں تو اس صورت میں ہندو کا ادھار ہے ...خرید سکتا ہے یا نہیں	۱۰۱
...وال کیا رشوت کا کھانا سود کا کھانا شراب کا پینا خنزیر کے ...حرام کا کھانا اس میں کچھ فرق ہے یا نہیں	"
سوال سودی روپیہ سے تجارت کرنا حرام اور گناہ ہے یا نہیں	"
سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں بیع و شرا ...دانستہ یا نادانستہ سود خوار سے جائز ہے یا نہیں الخ	۱۰۲
سوال ایک وقت میں دو بیع کرنا یعنی نقد اور ادھار میں فرق کرنا جائز ہے یا نہیں	۱۰۲
سوال ایک دیہاتی مدرسہ کے لئے محکمہ تعلیم سے گرانٹ ملتی ہے الخ	۱۰۳
سوال کیا کوئی انجمن اپنے بیت المال میں ہر قسم کے صدقات خیرات۔ زکوٰۃ جمع کرکے اس سے کتابیں چھاپ کر اس کی تجارت کر سکتی ہے،	۱۰۴
سوال چنگی لینا جائز ہے یا نہیں	"
سوال میری دکان پر سائیکلوں کی مرمت ہوا کرتی ہے الخ	۱۰۵
سوال سود خور اور زانی دونوں گناہ میں برابر ہیں یا کچھ فرق ہے	"
سوال اگر کسی شخص کو کچھ نوٹ دستیاب ہوں تو وہ ان کا اعلان کس طرح کرے الخ	۱۰۶
سوال آج ایک شخص کو گلی دے کر باڑی کو جو، چنے گی کے برابر مقرر کرلینی جائز ہے یا نہیں	"
سوال آج جبکہ عام طور سے مسلمانوں کی معاشی حالت بہت ہی مایوس کن ہے الخ	۱۰۷
سوال آج سلامی کا رواج عام ہے مکان کا مالک اپنے کرایہ داروں سے ہزاروں روپیہ وصول کر لیتے الخ	۱۰۸
سوال یہاں کشمیر میں بیع ودفر (ح) کی ہوتی ہے الخ	۱۰۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
سوال بصورت دیگر فصل ابھی بالکل تیار نہیں ہوئی الخ	۱۰۹
سوال پنجاب یا دیگر علاقوں میں جو آدمی عورتوں کو خواہ مسلمان ہوں یا غیر مسلمان اغوا کر کے فروخت کرتے ہیں الخ	"
سوال کیا اسلام مسلمانوں کو شراب اور خنزیر کا گوشت فروخت کرنے کی کسی حالت میں اجازت دیتا ہے الخ	"
سوال ایک شخص نے کسی بازاری طوائف سے ایک بکرا قربانی کے لئے خریدا جو حرام کی کمائی سے پلا ہوا تھا الخ	۱۱۰
سوال ایک بازاری عورت فاحشہ جو زنا کی کمائی سے گزارہ کرتی ہے الخ	"
سوال دو اشخاص اس طرح شراکت میں کام کرتے ہیں الخ	۱۱۱
سوال اکثر جگہوں پر زندہ جانور کا چمڑا قبل ذبح خرید و فروخت ہوتا ہے الخ	"
سوال زید نے اپنا مکان اپنے چچا عمر کو ہبہ کر دیا الخ	"
سوال ایک شخص اس شرط پر روپیہ دیتا ہے کہ فی من غلہ یا دیگر کسی چیز میں مقررہ فی من آٹھ آنہ یا چھ آنہ کے حساب سے کمیشن لیں گے الخ	۱۱۲
سوال ایک صاحب اناج کی منڈی رکھتے ہیں الخ	"
سوال آج کل جو دوکاندار بازار سے چیزیں خرید کر محلے کی دوکانوں میں فروخت کرتے ہیں الخ	۱۱۳
سوال زید بیس روپیہ کا سوت خریدتا ہے الخ	۱۱۴

مضمون	صفحہ
سوال اگر کوئی شخص کوئی جانور بوجہ تنگی خوراک مویشی کو منکا دیوے کہ وہ جہاں چاہے جا کر گزر اوقات کرے الخ	[illegible]
سوال اگر کسی شخص پر کسی کا کچھ روپیہ بطور قرض واجب ہو الخ	"
سوال یہاں افریقہ میں پونڈ کی قیمت دس روپیہ ہے الخ	"
سوال تمباکو، سگریٹ اور حقہ کا سامان فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز	۱۱۶
سوال کوئی مسلمان دوکاندار ذیل کے دو قسم کے مال فروخت کر سکتے ہیں یا نہیں الخ	"
سوال زید نے اپنا جنگل لاکھ کا ایک شخص کو ٹھیکہ پر دیا الخ	۱۱۷
سوال قرآن و حدیث پڑھانے کا عوض مزدوری کا یا تنخواہ لینی جائز ہے یا نہیں	۱۱۷
سوال ٹھیکہ شراب کی ملازمت جائز ہے یا نہیں الخ	"
سوال جو شخص زمین کو رہن لیوے اپنا روپیہ دیکر الخ	۱۱۸
سوال ایک شخص ایک من دھان اس شرط پر دیتا ہے الخ	"
سوال ایک تاجر کا دعویٰ ہے کہ ان کا چیز یعنی دو روپیہ ایک روپیہ کی چیز کو دو یا تین روپیہ میں ہم فروخت کریں گے الخ	"
سوال جانفت سے پہلے جو غلام مردار کی بیع جائز ہے یا نہیں	۱۱۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
سوال کیا مشترکہ سرمایہ سے لمیٹڈ تجارتی کمپنی بنانا شرعاً جائز ہے	۱۲۰
سوال گنے وغیرہ ادھار پر بیچنا بیع جائز ہو یا نہیں	״
سوال ایک چیز دس روز کے وعدے پر بیچی گئی الخ	۱۲۱
سوال بیع الوفاء الخ	״
سوال چہ مے فرمایند علمائے دین کہ بیع الوفاء عند الشافعی جائز است یا نہ	״
سوال زید نے اپنے ایک عزیز سے کچھ زمین گرو رکھ کر روپیہ لیا الخ	۱۲۴
سوال ملک بنگال میں لوگ اپنی زمین ٹھیکہ پر دیتے ہیں الخ	۱۲۵
سوال بیمہ کمپنی سے زندگی کا بیمہ کرانا جائز ہے یا ناجائز الخ	۱۲۷
سوال کیا مکان کی پگڑی جائز ہے	۱۳۰
سوال آج کل سلامی کا رواج عام ہے الخ	۱۳۲
سوال حکومت نے جو انعامی بانڈ نکالے ہیں الخ	״
سوال مسلمانوں کو قبروں اور مزاروں کے سالانہ عرس نیز ہندوؤں کے مذہبی میلوں میں تجارت جائز ہے یا نہیں	״
سوال اکثر ہندو لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی میں الخ	״
سوال مرابحہ خرید و فروخت یعنی ایک وقت میں دو بیع کرنا ادھار بیچنے کے ساتھ دینا الخ	۱۳۳
سوال یہاں ساہوکاری اور تجارت پیشہ ہندو مسلمان میں یہ رواج ہے الخ	۱۳۵
سوال گروی سے نفع اٹھانے کے عدم جواز پر نہی دلیل	״
سوال غیر آباد زمین جو کسی کی ملک نہ ہو الخ	۱۳۹
سوال زید نے بکر سے برائے کاشت کچھ اراضی ٹھیکہ پر لینی کی سبیل الخ	۱۴۴
سوال تراویح میں قرآن مجید ختم کرتے وقت اکثر حفاظ الخ	۱۴۵
سوال زید اپنی زمین بکر کے یہاں گرو رکھ کر حسب لیاقت روپیہ لیتا ہے الخ	۱۴۶
سوال حامد علی اپنی بھینس محمود کے یہاں گرو رکھ کر کچھ روپیہ حاصل کرتا ہے الخ	۱۴۷
سوال جس جگہ تقریباً بیس سال مسجد بنا کر نماز باجماعت پڑھی گئی ہو الخ	۱۴۸
سوال سائل نے اپنی زمین ٹھیکہ پر دے رکھی تھی الخ	۱۵۰
سوال حکومت کا شرعاً نرخ مقرر و معین کرنا جائز ہے یا نہیں	۱۵۱
سوال ابوداؤد کی حدیث بیع مضطر والی کا مطلب ہے الخ	۱۵۲
سوال مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ کی احادیث احتکار و احکرة خاص طور پر غلہ روکنے کے متعلق عام ہے الخ	״
باب السود	״
سوال سود کے بارہ میں آنحضرت کا ایک خطبہ	۱۵۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
سوال مذاکرہ علمیہ بابت ربا اور سود	۱۵۹
سوال الکلام المحمود فی مذمت سود	۱۶۰
سوال طلوع اسلام کا یہ کہنا [illegible] درست ہے یا نہیں	۱۶۱
سوال بینک کا سود	〃
سوال استفسارات بینک کا سود	۱۶۱
سوال بیان کیا جاتا ہے کہ اسلام میں سود کی لین دین بدترین جرم ہے الخ	۱۶۲
سوال ہر بینک میں جمع شدہ رقم کو سودی قرضوں کے لین دین پر لگاتا ہے الخ	۱۶۳
سوال مندرجہ بالا تین صورتوں میں کون سی صورت جائز ہے الخ	۱۶۴
سوال پراویڈنٹ فنڈ کا شرعی حکم الخ	〃
سوال کیا زید کیلئے پراویڈنٹ فنڈ لینے الخ	۱۶۶
سوال اس شرکت کا نفع کا اصل رقم جو اپنے تک [illegible] سود جیسا ہی ہے الخ	۱۶۷
سوال اس گروہ کا سود کو حلال جاننا کیسا ہے الخ	۱۶۸
سوال باب الاقتصاد [illegible]	۱۶۹
سوال دارالحرب میں سود	۱۸۰
سوال مروجہ دلالی اور آڑھت کی شرعی حیثیت	۱۸۲
سوال باب آڑھت	۱۸۶
سوال گروی مسئلہ کی جو مختلف صورتیں ہیں ان کی وضاحت فرمائیں الخ	۱۸۷

مضمون	صفحہ
سوال کمیشن پر تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں۔	۱۸۸
سوال۔ ایک تاجر کا دعویٰ ہے الخ	
سوال اس مسئلہ میں [illegible]	۱۸۹
[illegible] ہو سکتا ہے یا نہیں الخ	
سوال حکومت بعض شعبوں کے ملازمین کی تنخواہ پر کچھ [illegible] بینک کے پاس [illegible] ہے الخ	〃
سوال کوئی آدمی بینک کی معرفت ٹریکٹر خریدنا چاہے	۱۹۰
سوال گندم کا بھاؤ بازار میں [illegible] الخ	〃
سوال اہل ہنود کے میلوں یا مسلمانوں کے عرس [illegible] بغرض تجارت اپنا سامان لے جانا کوئی چیز خریدنے کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں	۱۹۱
سوال بعض لوگ چھ پائی دھان وغیرہ الخ	〃
سوال۔ ایک دوکاندار نمک، تیل وغیرہ کے ساتھ تمباکو سگریٹ بیڑی کی تجارت بھی کرتا ہے الخ	۱۹۲
سوال مردار یا جھٹکا کی کھال کی خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں	۱۹۳
سوال زمیندار نے بسبب شدید ضرورت کے اپنی کاشت کھیت گنا پر سال آئندہ کے واسطے روپے قرض لیا الخ	〃
سوال۔ مروجہ مزارعت	۱۹۵
سوال۔ تجارت میں ایک بنیادی شرط	۲۰۱
سوال۔ زید اپنا کھیت بکر کو اس شرط پر دیا الخ	۲۰۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
سوال۔ ایک شخص کسی کو روپیہ اس شرط پر دیتا ہے کہ الخ	۲۰۲
سوال۔ سود اور بڈی کی تجارت جائز ہے یا ناجائز الخ	ایضاً
سوال۔ آپ نے اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۴ مئی میں سوال ۳ کا جواب دیا ہے الخ	۲۰۵
سوال۔ علاقہ ایک رئیس کے ماتحت ہے الخ	۲۰۶
سوال۔ جو اشیاء خاص کر بتوں پر چڑھائی جاتی ہیں الخ	۲۰۷
سوال۔ زید نے کہا بعد تعمیر مکان دعوت ہے الخ	ایضاً
سوال۔ جب میرا ارادہ ہے کہ نیلام کمپنی لے الخ	۲۰۸

مضمون	صفحہ
سوال۔ ایک دوکاندار کسی آلو کسی کو کئی اس وقت اس شرط پر دیتا ہے الخ	۰۸
سوال۔ اگر کوئی شخص ماہ پھاگن میں کسی کو دہ من پختہ گندم اس شرط پر دیتا ہے الخ	۹
سوال۔ اراضی مرہونہ کا نفع	۱۴
سوال۔ فتویٰ بابت استفتاء از میرٹھ	۱۷
سوال۔ باپ کی فی سبیل اللہ دی ہوئی زمین کو بیٹے کا خریدنا۔	۱۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افتتاحیہ

(از افادات یگانہ زمان حضرت نواب صدیق حسن خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل کسب بیع مبرور اور اپنے ہاتھ سے کام کرنا اللہ دوست رکھتا ہے، حرفہ کرنے والے کو سچے تاجر امانت دار کا حشر ہمراہ نبیوں اور صدیقوں کے ہوگا. حدیث میں بہت سی چیزوں کی بیع سے منع کیا ہے بہت صورتوں کو ناجائز فرمایا ہے ان ممنوع صورتوں کا رواج آج کل بہت ہے یہ بھی ایک فتنہ ہے اسلام میں جب لین دین موافق شرع کے نہ ہو جو رزق اس سے ہاتھ آئے گا، وہ حرام ہوگا. نہ حلال پھر جب حرام سے پرورش بدن کی ہوئی تو پھر یہ بدن لائق دوزخ کے ہوا نہ لائق جنت کے اس فتنے میں پڑے اور ان پڑھے، سب گرفتار ہیں کسی طرح کی پرواحلت رزق میں نہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی عبادت میں اثر قبولیت نہیں ان کے کاموں میں کوئی برکت نہیں، اسلام کا نور چہرے پر نہیں، نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ. صدقہ خیرات سب کچھ کرتے ہیں. لیکن مال حرام پر بنیاد ہے حرام مال کو صدقہ میں دینا اجر کی امید رکھنا قریب کفر ہے. اس وقت میں کوئی مال اشتباہ سے خالی نہیں تعلوق نے لینا سود کا دار الحرب میں جائز کر دیا ہے، قرآن و حدیث میں کسی جگہ سود کو حلال نہیں کہا بلکہ سود خوار کو خدا سے لڑائی کرنا فرمایا ہے سینکڑوں رقوم خلاف شرع کی آمدنی ہوتی ہے، وہ سب مال بلاشک حرام ہے یہ ایسا فتنہ عام ہے، جس سے بچنا مشکل ہے، دھواں تو اس کا ہر شخص کو ضرور ہی لگ جاتا ہے، جب تو عبادات اور معاملات سب کے سب خراب ہیں، نام کی مسلمانی رہ گئی ہے سارا اسلام آپس کے دو قدم میں منحصر سمجھا گیا ہے، قیامت جلدی نہ آوے تو پھر کیا ہو آخر شرار امت ہی پر قائم ہوگی حلال طلب کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے، اللہ تعالیٰ سوا حلال کے کسی حرام کو قبول نہیں کرتا، جھوٹ، فریب غیبت چالاکی سے جو رزق حاصل ہوتا ہے وہ آخر کو دوزخ کا کندہ بناتا ہے حدیث میں آیا ہے کوئی آدمی لمبا سفر کرتا ہے، پریشان بال پریشان حال ہوتا ہے. آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر یا رب یا رب کرتا ہے اس کا کھانا حرام پینا، پہننا حرام غذا حرام پھر کس طرح اس کی دعا قبول ہو اس کو مسلم ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے، دوسری حدیث میں ہے ایک زمانہ ایسا آوے گا کہ آدمی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروا نہ کرے گا. کہ حلال مال لیا یا حرام یہ بخاری میں ابوہریرہؓ مرفوعاً آیا ہے حرام خوری سبب ہے دخول نار کا اس حدیث کو ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کرکے صحیح کہا ہے. رزق حلال کی تاکید میں. رزق حرام سے بچنے میں بہت احادیث آئی ہیں مگر کون سنتا سمجھتا ہے اب تو جو کچھ ہے مال ہی مال ہے، ایمان رہے یا جائے مالداروں کی قدر ہے ان پر حسد ہے ایک شعبہ بیع کا کمی کرنا ہے ناپ تول میں غلہ وغیرہ کے اس کا بھی خوب رواج ہے دوسرا شعبہ غش، کھوٹ. ہے یہ ہر چیز میں چلتا ہے. مصنوعی ادویہ مصنوعی روغن وزعفران وغیرہ اشیاء کا لین دین بدستور جاری ہے حالانکہ حدیث میں آیا ہے.

لَیْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّنَا ۔ دھوکے باز ہماری امت سے خارج ہیں ۔

جعلی روپے اشرفی نوٹ بھی بننے لگے. موتی جواہر ڈھلنے لگے. نقود سے تا عروض کوئی ایسی چیز معلوم نہیں ہوتی جس میں میل کا دخل نہ ہو کوئی معاملہ بیع کا نظر نہیں آتا جس میں کوئی منکر شرعی موجود نہ ہو کوئی عبادت ایسی نہیں جس میں فساد مذہبی قائم نہ ہو. دعویٰ اسلام کا تو ہم سب کو خوب دھوم دھام سے ہے لیکن سوا چھلکے کے مغز کا کہیں اتا پتا نہیں مفاسد بیوع و منکرات اس قدر ہیں کہ ایک کتاب علیحدہ چاہیئے واسطے بیان جزئیات مذکورہ کے جس کو علم قرآن و حدیث ہے، وہ جلد درمیان حلال و حرام کے تمیز کرسکتا ہے. ماخوذ .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

KITABOSUNNAT.COM

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہا ہے سود سے اگر ہو تم ایمان والے

القول المحمود

فی

رد جواز السود

سنہ ١٣٢٧ھ

از افادات فاضل بے بدل عالم باعمل مناظر بے نظیر مولانا الحاج مولوی محمد بشیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible]

جناب شمس العلماء [illegible] نے سود کی دلیلیں جواز سود کی لکھی ہیں

اول یہ کہ سود دینا اصل تو حرام و ناجائز ہے مگر ہم لوگ انگریزی عملداری کے رہنے والے حکم ممانعت سود کے مخاطب ہی نہیں ہیں کیونکہ ہم اپنی خاص حالت کی وجہ سے مضطر ہیں۔ اور مضطر کو جس طرح میتہ و خنزیر جائز ہے اسی طرح ہمارے لئے سود کا معاملہ بھی جائز ہے بہت سے احکام شرعی کی ہم انگریزی عملداری میں تعمیل کر نہیں سکتے۔ جیسا کہ رجم زانی، قطع ید سارق [illegible] کے مقابلہ میں [illegible] ممانعت حدود۔ اسی طرح ہم حکم ممانعت سود کی تعمیل نہیں کر [illegible]

الجواب من وجوہ اول یہ [illegible] معاملہ [illegible] ہے کیونکہ دولت کمانے کے پہلے سے زیادہ بہتیرے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ مانند نوکری، تجارت، زراعت وغیرہ۔ ایک سود کا لین دین نشد نشد۔ غرض سود کا معاملہ نہ کرنے سے [illegible] وجہ خوف ہلاکت کی پائی نہیں جاتی ہے۔

دوم بفرض محال اگر اضطرار تسلیم کیا جائے تو سود کے [illegible] دینے میں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ سود کے لینے میں کوئی وجہ اضطرار کی متحقق نہیں ہے اس لئے دعویٰ عام ہے اور دلیل خاص جو لیٰ فما تقولہ فہو جوابنا۔

سوم اضطرار کی حالت میں ان ہی اشیاء کا استعمال جائز ہے جن کا ثبوت دلیل شرعی سے ہے۔ اور سود کا جواز حالت اضطرار میں کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے [illegible] تعلیہ الاٰیۃ۔

چہارم قیاس سود کا رجم زانی و قطع [illegible] سماعت و حدود پر ایک قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ یہ سب [illegible] سے متعلق ہیں۔ اور [illegible] اہل اسلام کی ہندوستان میں نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس پر قدرت نہیں رکھتے ہیں [illegible] کہ اس کو حکومت سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔ ہم کو [illegible] ہے کہ [illegible] سود کا معاملہ [illegible] اسلام کی جانب سے [illegible] ہے۔

پنجم اس دلیل سے تو تصویر سازی اور تصویر کی بیع و شراء اور شراب سازی اور اس کی بیع و شراء و معارف و مزامیر سازی اور اس کی بیع و شراء اور قمار بازی اور دیگر بیوع اور اجارات فاسدہ اور نیلام فاسد اور پیشہ

له مؤلفہ شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم الدہلوی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغنیہ اور بیع و شرائِ خنزیر یہ سب جائز ہو جاتے ہیں۔ فَمَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا۔

دلیل دوم[1] یہ ہے کہ قرآن میں ایک جگہ تو اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً یعنی سود در سود کی مناہی ہے، اور دوسری جگہ مطلق سود کی، اور تفسیر امام رازی سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے لوگوں میں صرف سود در سود کا رواج تھا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرآن میں جہاں سود کی مناہی ہے۔ وہاں یہی سود در سود مراد ہے، اور چونکہ مطلق سود الربوا معرف فرمایا ہے نحو کے قاعدے سے وہی ربوا سمجھا جائیگا معہود فی الذهن جو عرب میں مروج تھا۔

الجواب من وجوہ۔ اول یہ کہ یہ قول کہ عرب کے لوگوں میں صرف سود در سود کا رواج تھا، غلط ہے بلکہ عرب میں سوائے سود در سود کے سود مروجہ حال بھی مروج تھا۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا امام رازی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ المسئلة الاولى القوم كانوا فى تحليل الربوا على هذا الشبهة وهى ان من اشترى ثوبا بعشرة ثم باعه باحد عشر فهذا حلال فكذا اذا باع العشرة باحد عشر يجب ان يكون حلالا لانه لا فرق فى العقل بين الامرين فهذا فى الربوا النقد واما فى ربوا النسيئة فكذلك ايضا لانه لو باع الثوب الذى يساوى عشرة فى الحال باحد عشر جاز فكذا اذا اعطى العشرة باحد عشر الى شهر وجب ان يجوز لانه لا فرق فى العقل بين الصورتين انتهى۔ قال ابو السعود اى ذلك العقاب بسبب انهم نظموا الربوا والبيع فى سلك واحد لافضائهما الى الربح فاستحلوه استحلاله وقالوا يجوز بيع درهم بدرهمين كما يجوز بيع ما قيمته درهم بدرهمين۔ انتهى۔ قال فى النيسابورى ثم انهم كانوا يقولون فى تحليل الربوا على هذه الشبهة وهى ان من اشترى ثوبا بعشرة ثم باعه باحد عشر نقدا اونسيئة فهذا حلال۔ وكذا اذا اعطى العشرة باحد عشر لا فرق بين الصورتين اذا حصل التراضى بين الجانبين انتهى۔ وايضا فى النيسابورى وليس المراد النهى عن الربوا فى حال كونه اضعافا انما علم انه منهى عنه مطلقا وانما هو نهى عنه مع توبيخ بما كانوا عليه فى الغالب والمعتاد من تضعيفه كان الرجل منهم اذا بلغ الدين محله زاد فى الاجل وقيه

---

[1] جواز سود کی دوسری دلیل صاحب المفرق والفرائض نے یہ لکھی ہے ۱۲ منہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایضا ثم الربوا قسمان ربا النسیة وربا الفضل اما الاول فهو الذی کانوا یتعارفونه فی الجاهلیة کانوا یدفعون المال مدة علی ان یاخذوا کل شهر قدرا معینا ثم اذا حل الدین طالب [illegible] کانوا یتعاملون به فی الجاهلیة واما ربوا الفضل الخالی عن العوض عند مقابلة التی بالجنس مثل ان یباع قفیزا من الحنطة بقفیزین منها وقد اتفق جمهور العلماء علی تحریم الربوا فی القسمین اما القسم الاول فبالقرآن واما ربا الفضل فبالخبر (ا) شیخ زادہ علی البیضاوی۔

یہاں تک تو صاحب الحقوق والفرائض کی اوّل ودوم دلیل کا الگ الگ جواب دیا گیا۔ اب ان دونوں دلیلوں کے ملانے سے یہ جواب پیدا ہوتا ہے کہ یہ دونوں دلیلیں باہم متناقض۔ اور از تعارضا تساقطا کے موافق دونوں دلیلیں پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔ اور دونوں دلیلوں کے متناقض ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ پہلی دلیل میں تو صاحب الحقوق والفرائض نے سود در سود کے سوا اصل سود کی حرمت کے حکم کا بھی قرآن شریف میں موجود ہونا تسلیم کیا ہے۔ اور دوسری دلیل میں اس امر مسلمہ کا انکار کر کے یہ لکھا ہے۔ کہ قرآن میں جہاں سود کی منا ہی ہے۔ وہاں بھی سود در سود مراد ہے۔ صاحب الحقوق والفرائض نے یہ دوسری دلیل کا مطلب امام رازی کے قول سے نکالا ہے۔ حالانکہ خود صاحب الحقوق والفرائض نے صٓ۲۲۷ میں امام رازی کا جو قول لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ شرح قرضہ کے وقت معین شرح سود پر ایک مدت کے لئے روپیہ قرض دے کر سود کی رقم ماہانہ وصول کر لیا کرتے تھے۔ اور اصل رقم جوں کی توں برقرار رہتی تھی۔ پھر ختم مدت کے بعد مدیون سے رقم اصل کا تقاضہ کرتے تھے۔ اس تقاضہ پر اگر مدیون شخص اصل رقم نہیں ادا کرتا تھا تو سود در سود کی صورت اختیار کرتے تھے۔ اس حالت میں امام رازی کے حوالہ سے صاحب الحقوق والفرائض نے صٓ۲۲۳ میں یہ جو لکھا ہے کہ عرب کے لوگوں میں سود در سود کا رواج تھا یہ قول صاحب الحقوق والفرائض کا امام رازی کے عبارت کے بالکل مخالف ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف الحقوق والفرائض کو صٓ۲۲۳ کا قول لکھتے وقت صٓ۲۲۷ کی عبارت یاد نہیں رہی۔ خیر کچھ بھی ہو۔ اصل مطلب یہ ہے کہ اس غلط بنا پر مؤلف نے صٓ۲۲۳ میں دور تک جو کچھ لکھا ہے اس کے رد کے لئے اسی کتاب کا صٓ۲۲۷ کافی ہے اس رد کے بعد دو آیتوں کے نازل ہونے کی یہ ضرورت بھی مؤلف الحقوق کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ دونوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کے رواجوں کی منا ہی میں دو آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ تعجب یہ ہے کہ مؤلف الحقوق نے ص۱۲ میں اس ضرورت کو خود بھی تسلیم کر کے لکھا ہے۔ اگرچہ سود مطلق حرام ہے مگر وہ لوگ سود در سود بھی لیتے تھے اور اب بھی لیتے ہیں۔ اور یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے اس سبب اس کو الگ منع فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ص۲۲ کے لکھتے وقت ص۱۲ اور ص۲۲ دونوں صفحوں کا مطلب مؤلف مذکور کو یاد نہیں رہا جو کچھ بیان یکسر لکھ گیا اگرچہ مناظرہ کے قاعدے کے موافق اس سے زیادہ کچھ اور لکھنے کی ہم کو ضرورت نہ تھی کیونکہ مناظرہ کی سب کتابوں میں لکھا ہے کہ جب مدعی کوئی دعویٰ کرے اور اپنے اس دعویٰ پر کوئی دلیل قائم کرے اور اس کا مقابل اس دلیل پر کچھ جرح کر دیوے تو پھر جب تک مدعی معقول طور پر اس جرح کو نہ اٹھا دے تو اس وقت تک بحث ختم شمار کی جاتی ہے اور مدعی کا دعویٰ بلا دلیل کالعدم ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مزید توضیح کے طور پر صاحب الحقوق والفرائض اور مولوی سید عبد الصمد صاحب بلند شہری کے کچھ اقوال علیحدہ علیحدہ بھی نقل کئے جاویں اور ان کا جواب دیا جائے۔ یہ مولوی صاحب بلند شہری بھی صاحب الحقوق والفرائض کے ہم مشرب ہیں اور انہوں نے بھی جواز سود میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ دلیلیں دونوں صاحبوں کی ایک ہی فقط اتنا ہی فرق ہے کہ صاحب الحقوق والفرائض نے بوجہ اضطراب کے آیت حرم الربوا کو غیر معمول بہا خیال کیا ہے اور صاحب رسالہ نے بوجہ اجمال کے صاحب الحقوق اور رسالہ بلند شہری نے الربوا کے الف لام کو عہد ذہنی ٹھہرا کر یہ بات قرار دی ہے کہ قرآن شریف میں جہاں کہیں الربوا کا لفظ ہے وہاں یہی سود در سود مراد ہے اور اسی کی قرآن شریف میں ممانعت ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ تفسیر کبیر تفسیر نیشاپوری اور شیخ زادہ حاشیہ بیضاوی کے حوالہ سے جب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ شروع قرضے کے وقت معین شرح سود پر ایک مدت کے لئے روپیہ قرض دے کر سود کی رقم ماہانہ وصول کر لیا کرتے تھے اور ختم مدت کے بعد اس اصل کا تقاضا کرتے تھے اس تقاضے پر اگر مدیون شخص اصل روپیہ ادا نہیں کرتا تھا تو پھر سود در سود کی صورت اختیار کرتے تھے اور سود در سود کے علاوہ جو معاملات کرتے تھے ان میں نقد سود کو بمنزلہ بیع کے جانتے تھے تو اس حالت میں اگر الربوا کا الف لام عہد ذہنی بھی لیا جاوے گا تو اس میں عرب کا رواجی سود لیا جاوے گا جس میں دونوں طرح کا سود ہے کیونکہ الربوا سے لفظ سود در سود کا رواج لیا جاوے گا۔ تو قرآن شریف کی سورۃ بقرہ اور آل عمران دونوں آیتوں کا مطلب خبط ہو جاوے گا کس لئے کہ سورۃ بقرہ کی آیت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا سے سود در سود کے چھوڑنے کا مطلب اگر لیا جاوے۔ تو فلکم رؤس
اموالکم کا فیصلہ صحیح نہیں ٹھہرتا کس واسطے کہ اس فیصلہ سے صاف یہی نکلتا ہے کہ اگر اکہرا سود مدیونوں کے ذمہ رہ گیا
ہو گا تو وہ بھی چھوڑنا ہوگا [illegible] صاحب رسالہ بلند شہری کے نزدیک وہ ایک
حلال [illegible] مالکم کے فیصلہ سے دب گئی پھر اتنی فیصلہ اور ایسا نا منصفانہ صاحب
الحقوق اور بلند شہری کا یہ اعتقاد ہوگا ہمارا تو یہ اعتقاد نہیں ہے۔ اسی طرح آیت سورۂ آل عمران میں
الربوا کے الف لام سے سود در سود لیا جاوے تو اضعافا مضاعفۃ کا لفظ غیر ضروری ٹھہرتا ہے جو کلام
النبی کی شان سے بالکل خلاف ہے۔ قال صاحب رسالہ بلند شہری ص۷ اگر یہ کہا جاوے کہ زیادتیہ
کو آیت قرآنی باطل کرتی ہے اور ربوا النقد کو حدیث شریف باطل کرتی ہے تو اس سے لازم ہوگا
تخصیص کرنا قرآن کا ساتھ خبر واحد کے۔ اور یہ غیر جائز ہے ثم قال فی صفحہ ۸ اور نزدیک امام اعظم صاحب
وامام احمد صاحب کے علت چاندی وسونے میں وزن ہے۔ اور امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک
قیمت۔ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب رسالہ کو مث کا قول لکھتے وقت مث کا قول یاد نہیں رہا کیونکہ مث
کے قول کا تو یہ حاصل ہے کہ حرم الربوا مجمل ہے اور جن حدیثوں میں اس مجمل کی تفسیر ہے وہ خبر واحد
ہیں اس لیے اصول کے موافق خبر واحد سے مجمل آیت کی تخصیص جائز نہیں ہے۔ مث کے قول کا
حاصل یہ ہے کہ جن حدیثوں میں مجمل آیت حرم الربوا کی تفسیر ہے۔ وہ حدیثیں خبر واحد نہیں ہیں بلکہ اخبار
مشہورہ ہیں اسی واسطے امام اعظم صاحب نے اپنے مذہب کے موافق ان حدیثوں کو جو مجمل آیت کی تفسیر
بیانی ٹھہرا کر ربوا النقد کی علت میں بحث کی ہے جس بحث کو صاحب ہدایہ نے ان لفظوں میں بیان کیا
ہے، فالعلۃ عندنا الکیل مع الجنس او الوزن مع الجنس حاصل یہ ہے کہ ان دونوں قولوں
میں ایک قول دوسرے قول کا اچھا خاصا رد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب رسالہ بلند شہری نے یہ رسالہ
جب لکھا ہے تو کتب فقہ اور اصول فقہ کو دیکھ کر نہیں لکھا کیونکہ ربا النقد کی بحث میں صاحب ہدایہ نے
لکھا ہے، والاصل فیہ الحدیث المشہور صاحب فتح القدیر نے اس قول کی شرح میں صحیح مسلم
کی روایت عبادہ بن صامت کی حدیث نقل کی ہے کہ جو صاحب رسالہ نے اپنے رسالہ کے صفحہ میں درج
کی ہے۔ حدیث مشہور کی بحث میں صاحب حسامی نے لکھا ہے، فتصح الزیادۃ بہ علی کتاب
اللہ تعالیٰ اگر صاحب رسالہ بلند شہری کی نظر ہدایہ اور اس کی شرح فتح القدیر پر پڑ جاتی۔ تو صاحب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیۃ حرم الربوا کو مجمل غیر مفسر اور حدیث بیان شافی اجمال کو تفسیر وار نہ ٹھہرا کر صاحب ہدایہ کے کلام کا رد نہ کرتا۔ اسی طرح مشار الیہ کی نظر حامی پر پڑتی تو حکمی احادیث مشہورہ کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حرم الربوا کی تفسیر ٹھہرا کر آیۃ کے اجمال کو رفع کیا ہے صاحب رسالہ اس کو ایسا نامعتبر قول نہ سمجھتا۔ اور منت اور صفا میں جو کچھ مشار الیہ نے لکھا ہے اس کے لکھنے میں وہ ضرور کسی قدر تامل کرتا۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ قال صاحب الحقوق فی ص ۲۲۔ وہ یعنی پیغمبر صاحب اسلام کی غرض و غایت کو سب سے بہتر سمجھتے تھے۔ مگر صاحب الحقوق کا عمل بالفعل اس قول کے موافق نہیں ہے کیونکہ حرم الربوا کا مطلب جب پیغمبر صلعم نے نقد سود کا بھلا اور بیع کی حدیثوں میں نقد سود و کے اشیاء حرام شدہ کی تفسیر فرما کر آیۃ کے اجمال کو رفع کر دیا۔ تو اس کے بعد وہی شخص اس باب میں عقلی بحث کرے گا جس کا خیال یہ ہو گا کہ وہ اسلام کی غرض و غایت کو پیغمبر صلعم سے بہتر سمجھتا ہے قواعد اصول فقہ کے بیان کے موافق مجمل آیۃ کا حکم توقف کا ہے مگر ان احادیث بیانی کا انکار کر کے مؤلف رسالہ نے جواز سود کا فتوا جو دے دیا مشار الیہ کا یہ فعل بھی حد توقف کے باہر اور قواعد اصول کے برخلاف ہے۔ معتبر سند سے مسند بزار میں ابو درداء سے روایت ہے کہ کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی چیز کو حلال یا حرام ٹھہرانا اللہ تعالے کے حکم پر موقوف ہے کسی دوسرے کا اس میں کچھ دخل نہیں ہے۔ مؤلف الحقوق مؤلف بلند شہری اور ان کے ہم مشرب اور جن لوگوں نے عقلی دلائل سے سود کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ ان سب کے جواب کے لئے یہ ایک صحیح حدیث کافی ہے کیونکہ اس صحیح حدیث کے موافق ان لوگوں کے حق میں یہ کہہ دینا کفایت کرتا ہے کہ ان لوگوں نے خاص الخاص اختیارات الٰہی میں دخل دے کر یہ کام کیا ہے جس کا مواخذہ ان کے ذمہ ہے۔ علاوہ اس کے ان کی غلط تحریرات سے جو لوگ بہک جاویں گے۔ ان کے بہکانے کا وبال بھی ان کے نامۂ اعمال میں لکھا جاوے گا۔ قال صاحب الحقوق والفرائض سب سے آسان تدبیر جو سوجھ پڑتی ہے۔ وہ یہی ہے کہ ہم اپنی خاص حالت کی وجہ سے اپنے تئیں حکم ممانعت سود کا مجبور یا اور مخاطب نہ قرار دیں۔ یہ اس سے بدرجہا بہتر ہو گا کہ مامور ہو اور مخاطب بن کر بیباکی اور شوخ چشمی کے ساتھ خلاف حکم کریں۔

اقول۔ جو شخص اپنے آپ کو حکم ممانعت سود کا مخاطب نہ قرار دے گا وہ حرام چیز کے حلال ہونے کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معتقد ہوگا جو اعتقاد حد کفر تک پہنچتا ہے، اور جو شخص حکم ماننے [redacted] غالب بن کر [redacted] اگر بہ نسبت کبیرہ گناہ کے کفر کا اختیار [redacted] ہے تو وہ اور بات ہے۔ ورنہ قواعد اسلام کے موافق تدبیر مذکورہ بہترین تدبیروں میں کی ایک تدبیر ہے۔ قال صاحب رسالہ بلند شہری لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب۔

اقول۔ یہ مرسل مکحول کی ایک روایت ہے جس کو بیہقی نے کتاب المعرفۃ کی کتاب السیر میں امام شافعیؒ سے روایت کرکے لکھا ہے قال الشافعی وھذا لیس بثابت ولا حجۃ فیہ کذا فی تخریج الہدایۃ للزیلعی۔ اور عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں ھذا حدیث غریب لیس لہ اصل مسند وقال حافظ ابن حجر فی تخریج الہدایۃ حدیث مکحول لم یرد فی صحیح ولا مسند ولا کتاب موثوق بہ۔ صلا میں تو صاحب رسالہ بلند شہری نے عبادہ کی مشہور حدیث کو خبر واحد مشہور کر یہ فیصلہ کیا تھا کہ خبر واحد سے قرآن کی تخصیص جائز نہیں ہے۔ اب صٹ میں خبر مجہول سے قرآن کی تخصیص کیونکر جائز ہوگی۔ غرض اس حدیث کے صحیح نہ ہونے کی وجہ سے اول تو یہ مسئلہ لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب کا صحیح نہیں ہے دوسرے اگر بفرض محال اس مرسل حدیث کو صحیح مان بھی لیا جاوے، تو اصول حنفیہ کے برخلاف اسی خبر واحد سے آیۂ تحریم الربوا پر دار الحرب کی زیادت کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔ ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے وھذہ الادلۃ یعارضہ اطلاق النصوص الا بعد ثبوت حجیۃ حدیث مکحول وتقدیمہ لو سلم حجیۃ فالزیادۃ بخبر الواحد لا تجوز فاثبات قید زائد علی المطلق من نحو قولہ لا تاکلوا الربوا ونحوہ ھو الزیادۃ لا تجوز۔ فتح القدیر کی اس عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب قرآن شریف کی آیۃ حرم الربوا اور آیۃ لا تاکلوا الربوا میں بغیر قید دار الحرب کے مطلق طور پر سود کے حرام ہونے کا حکم نازل ہو چکا ہے تو قرآن کے اس مطلق حکم سے کوئی معارضہ اس وقت تک کیونکر ہو سکتا ہے جب تک مکحول کی اس مرسل روایت کو صحیح اور قابل حجت نہ ثابت کیا جاوے بلکہ اس مرسل روایت کو صحیح مان بھی لیا جاوے تو اس طرح کی خبر واحد سے قرآن شریف کے مطلق حکم پر دار الحرب کی قید کا بڑھانا اصول مذہب کے برخلاف کیونکر جائز ہو سکتا ہے، علاوہ اس کے یہ دار الحرب کا مسئلہ ثابت بھی ہوا۔ تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا یہ قول ثابت ہوگا کہ دار الحرب میں جب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متذکرۂ بالا سود لینا چاہیے۔ لیکن ہندوستان میں جمعہ و عیدین کی نماز جنگ ہیبت کی آنکھوں کے سامنے ادا کی جاتی ہے۔ تو پھر حنفی مذہب کے موافق ہندوستان نہ دار الحرب ہے نہ ہندوستان میں حسب متذکرۂ بالا سود کا لینا جائز ہو سکتا ہے۔ چنانچہ در مختار میں ہے تصیر دار الحرب دار الاسلام باجراء احکام اھل الاسلام کجمعة وعید وکذا قال شیخ الاسلام ابوبکر فی شرح السیر والطحاوی فی حاشیة الدر وابن الھمام فی فتح القدیر حاصل کلام یہ ہے کہ اول تو مکحول کی یہ مرسل روایت صحیح نہیں ہے۔ اور اگر صحیح ہوتی تو اس میں قرآن شریف کی آیتوں کی تخصیص کی صلاحیت نہیں پھر اگر صحت حدیث اور صلاحیت تخصیص کو مان بھی لیا جاوے تو در مختار وغیرہ کی عبارت کے موافق یہ مسئلہ ہندوستان میں جاری نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے ہند کے مجوزین سود کو تین باتوں کے ثبوت کا بار اپنے ذمہ لینا چاہیے:

مکحول کی روایت کو صحیح ثابت کیا جاوے۔ بعد صحت روایت مذکورہ کے اس میں قرآن کے تخصیص کی صلاحیت پیدا کی جاوے۔ ان دونوں باتوں کے طے ہو جانے کے بعد ہندوستان کے دار الحرب ہونے میں در مختار وغیرہ کی عبارت متذکرہ کو کیونکر نا معتبر قرار دیا جا سکتا ہے اس کی مفصل وجہ بیان کی جاوے، دونہ خرط القتاد۔ قال صاحب رسالہ مبلغ شہیر رواج زمانہ جاہلیت میں یہ تھا کہ وقت قرضہ کے سود مقرر نہیں ہوتا تھا بلکہ مدت جب گزر جاتی تھی اس وقت سود کا تقرر ہوتا تھا۔

اقول اوپر ثابت کیا جا چکا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں قرضہ دینے کے وقت سود مقرر ہو کر مانا لیا جاتا تھا، اور مدت گزر جانے پر راس المال اگر نہ ملے تو سود در سود کا تقرر ہوتا تھا۔ اس لئے صاحب رسالہ کا یہ قول غلط ہے کہ وقت قرضہ کے سود مقرر نہیں ہوتا تھا۔ قال صاحب رسالہ مبلغ شہیرے مسئلہ سود میں آئمہ ایک دوسرے کے مخالف اور نیز حدیثیں بھی ایک دوسرے کی معارض ہیں۔

اقول یہ قول بالکل غلط ہے کیونکہ سود کے حرام ہونے میں آئمہ ایک دوسرے کے ہرگز مخالف نہیں ہیں چنانچہ میزان شعرانی میں ہے۔ اجمعوا علی ان الاعیان المنصوص علی تحریم الربا فیھا الذھب والفضة والبر والشعیر والتمر والملح۔ ان ان چیزوں میں سود کے حرام ہونے کا سبب آئمہ نے اپنے اپنے اجتہاد کے موافق بیان کیا ہے، سود کے حلال ہونے کا کوئی سبب کسی نے بیان نہیں کیا۔ غرض حرمت میں اتفاق اور سبب حرمت میں اختلاف ہے اور یہ بات ہے اور نفس حرمت میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف اور بقیہ مطابق دونوں کو ایک سمجھنا کسی صاحب فہم کا کام نہیں ہے، ہم مرتبہ دوم صحیحین بھی ایک تقلید میں متعارض نہیں ہیں، اور اگر ہیں تو صاحب رسالہ کا لازم ہے کہ وہ پیش کرے۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس کا جو یہ قول ہے وہ ان چیزوں کے دست بدست معاملہ میں ربا کو جائز سمجھتے تھے۔ حازمی نے کتاب الاعتبار میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنیں، تو اپنے اس قول کو انہوں نے چھوڑ دیا، اور اس سے توبہ کی، اسی طرح عبداللہ بن عمر نے اپنے قول سے رجوع کیا ہے جس کا ذکر صحیح مسلم میں ہے ابن ماجہ وغیرہ میں معاویہ کا عبادہ بن الصامت کا جو قصہ ہے اس میں معاویہ کی جانب سے کوئی حدیث پیش نہیں ہوئی، صحیح مسلم میں جو اسامہ کی جو حدیث ہے کہ سود قرض کی صورت میں ہے نقد کی صورت میں نہیں ہے اس کا فیصلہ امام بخاری نے صحیح بخاری میں کر دیا ہے کہ یہ حدیث بیع صرف کی صورت میں ہے جب کہ چاندی کے عوض میں سونا لیا جائے یا سونے کے عوض میں چاندی لی جائے، اور اسی کو بیع صرف کہتے ہیں، یہ دست بدست ہو تو اس میں باہمی بیشی جائز ہے، لیکن یہ بیع قرض کے طور پر جائز نہیں ہے۔ قال بلند شہری۔ وصف جودت کا اعتبار بیع میں ضروری ہے اس واسطے کہ جو حدیث شریف عدم اعتبار پر دلالت کرتی ہے اس میں ہنوز کلام ہے کہ آیا صحیح ہے یا نہیں، جیسا کہ صاحب ہدایہ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔

اقول جس حدیث کا مطلب صاحب ہدایہ نے بیان کیا ہے یہ ایک شریف بات کہی ہے کہ فان جیدها وردیئها سواء یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ابی سعید خدری کی روایت سے اور فقط صحیح بخاری میں ابو ہریرہ کی روایت سے ہے یعنی اس صحیح حدیث کی نسبت بلند شہری نے یہ جو کہا ہے کہ جو حدیث عدم اعتبار جودت پر دلالت کرتی ہے اس میں ابھی تک کلام ہے کہ آیا صحیح ہے یا نہیں مشار الیہ کا یہ قول بالکل غلط ہے اور اپنے اس غلط قول کی بنا پر مشار الیہ نے مدت قرضہ کو سود کا معاوضہ جو ٹھہرایا ہے، وہ غلط در غلط ہے کیونکہ اس حدیث کی تفسیر میں ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: وما جمع اهل العلم ان الربا بالجيد والردی بیع بعضه ببعض الا مثلا بمثل وسواء فيه الطيب والردی وانه كله على اختلاف انواعه جنس واحد، حاصل یہ ہے کہ اس غلط بنا پر صفحہ ۱۲ میں مشار الیہ نے جو کچھ خامہ فرسائی کی ہے وہ بناء غلط علی الغلط ہے۔ قال بلند شہری۔ لہٰذا میری رائے ناقص میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آیت قرآنی واحل الله البيع وحرم الربوا کو بھی ان دونوں آیتوں کے محل کیا جاوے کہ جن کے متعلق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفسرین تحریر فرماتے ہیں اللہ اعلم بمرادہ۔ یعنی مانند آیات مقطعات و متشابہات کے کہ جن کے معنی ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔

اقول۔ تفسیر کے باب میں حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کا بڑا اعتبار ہے کیونکہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر حضرت عبد اللہ بن عباس کے حق میں یہ دعا کی ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو قرآن شریف کا مطلب سکھا دے اور ان سے علم تفسیر کو دنیا میں پھیلا دے، اب حضرت عبد اللہ بن عباس سے تفسیر کی باتوں کو بہت سے طریقوں سے روایت کیا جاتا ہے، مگر ان طریقوں میں علی بن طلحہ ہاشمی کا وہ اعلیٰ درجہ کا طریقہ ہے جس کو امام بخاری نے صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں معتمد علیہ قرار دیا ہے۔ اور امام احمد بن حنبل نے اس طریقہ کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ مدینہ سے مصر تک اس طریقہ کی ایک روایت کے حاصل کرنے کے لئے اگر کوئی شخص سفر کر کے اس کو حاصل کرے، تو ایسے شخص نے ایسی روایت کو گویا مفت پایا۔ تفسیر ابن ابی حاتم میں اسی علی بن طلحہ کے طریقہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت ہے کہ قرآن شریف میں جو آیتیں عمل کے لئے نازل ہوئی ہیں جیسے نماز روزہ حج و سعی کی آیتیں وہ سب محکم ہیں اور جن آیتوں سے عمل متعلق نہیں ہے بلکہ ان آیتوں پر فقط ایمان کا ایمان لانا مقصود الٰہی ہے جیسے صفات الٰہی کی یا قیامت کے حال کی آیات یا حروف مقطعات یہ سب متشابہ ہیں۔ اب یہ بات ہر شخص کی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ صاحب رسالہ بلند شہری نے حرام و حلال کے عمل کی آیت مذکورہ کو آیات متشابہات کی مانند جو قرار دے دیا یہ خبر الٰہی کی فن تفسیر سے ناواقفی کا سبب ہے علاوہ اس کے جب کسی مفسر نے اس آیت کو متشابہ نہیں لکھا اور ہر مذہب کے آئمہ اور علماء نے آیت ذکر کو بھی اور احادیث صحیحہ کو رافع اجمال قرار دے کر حکم متذکرہ آیت کی علامت فقہیہ پر ہر طرح بحث کی ہے تو تن تنہا بیچارہ صاحب رسالہ کو یہ اختیار کہاں سے مل گیا کہ وہ تمام شرعی دنیا کی مخالفت پر کمر باندھے۔

قال صاحب الحقوق و الفرائض۔ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی جو سایہ کی طرح پیغمبر صلعم کے ساتھ رہتے تھے فرماتے ہیں کہ حرمت ربوا پیغمبر صلعم کی حیات کے ایسے آخری زمانے میں نازل ہوئی کہ ہم میں سے کسی کو ربوا کے بارے میں پیغمبر صلعم سے پوچھنے اور دریافت کرنے کی نوبت نہیں آئی یہ بات حضرت عمرؓ نے ضرور کسی ایسے موقع پر فرمائی ہوگی کہ کسی نے ربوا کے بارے میں کچھ اشتباہ ظاہر کیا ہوگا۔ اس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے ایسا فرمایا۔ اس سے یہ بات نکلی کہ صحابہؓ کو بھی ربوا کے بارہ میں اشتباہات تھے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عجب نہیں کہ وہ اشتباہات اسی طرح کے ہوں جن کی تھوڑی تصریح ہم اوپر کر چکے ہیں۔

اقول۔ صاحب المتوق والفرائض نے جن اشتباہات کی تصریح اوپر بیان کی ہے وہ اس مطلب [illegible] صاحب المتوق اس طرح کا اشتباہ اگر ایک صحابی سے نقل کرنا چاہے تو کسی طرح ممکن نہیں کیونکہ نقد سود کے حرام ہونے پر صحابہ کا اجماع ہے چنانچہ میزان شعرانی میں ہے۔ اجمعوا علی ان الاعیان المنصوص علی تحریم الربا فیہا الذہب والفضۃ والبر والشعیر والتمر والملح اذا علمت عللہا فقد اجمع المسلمون کلہم علی انہ لا یجوز بیع الذہب بالذہب منفردا والورق بالورق منفردا الا مثلا بمثل وزنا بوزن یدا بید وحرام نسیئۃ۔ غرض صاحب المتوق کا یہ خیال تو بالکل غلط ہے کہ نقد سود کے حرام ہونے میں یا نقد سود کی حرمت کی چیزوں میں حضرت عمرؓ یا کسی اور صحابی کو کچھ اشتباہ تھا یا نقد سود کے حرام ہونے یا حرمت کی ان اشیاء کو حضرت عمرؓ اسی سبب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کر سکے کہ ربا کی آیۃ پیغمبر صلعم کی آخری عمر میں نازل ہوئی۔ کیونکہ مؤلف المتوق والفرائض نے صلا میں صحیح بخاری و مسلم کے حوالے سے خود حضرت عمرؓ کی جو حدیث نقل کی ہے وہ اور صلا میں مؤلف مذکور نے حضرت عمرؓ اور چند صحابہ کی روایتوں سے جو نتیجہ نکالا ہے۔ وہ مؤلف کے اس خیال کو غلط ٹھہرانے کے لئے کافی ہے۔ مؤلف مذکور کا وہ نتیجہ یہ ہے۔ احادیث مذکورہ بالا سے تو یہ ثابت ہو گیا۔ کہ سونے چاندی گیہوں جو کھجور نمک میں سے ہر ایک کو اسی کے جنس سے ادھار اور کمی بیشی کے ساتھ بیچنا یا بدلنا ناجائز اور حرام ہے۔ اب یہ ایک ظاہر بات ہے کہ صحابہ کے ایک انبوہ کی روایتوں سے نتیجہ مذکورہ کو نکالنا اور پھر یہ خیال کرنا کہ صحابہ کو نقد سود کے حرام ہونے میں اشتباہ تھا یا یہ خیال کرنا کہ سود کی آیۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر میں نازل ہوئی اس لئے اصل سود کی حرمت صحابہ میں نہیں پھیلی۔ یہ ایک غلط خیال ہے۔ ان سود کی بعض بعض خاص صورتوں میں بعضے بعضے صحابہ کو اشتباہ تھا لیکن جب انہوں نے اور دوسرے صحابہ سے اس اشتباہی مسئلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سن لیں۔ تو ان کا وہ اشتباہ جاتا رہا۔ جیسے مثلاً عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کا قصہ اوپر گزر چکا ہے یا جیسے معاویہ اور عبادہ بن الصامت کا قصہ جس کو مؤلف المتوق والفرائض نے صلا میں ابن ماجہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اس قصہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ عبداللہ بن عمرؓ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور معاویہؓ کی بہ نسبت حضرت عمرؓ کو سود کے مسئلہ کی جزئیات زیادہ معلوم تھیں اسی واسطے انہوں نے عبادہ بن صامتؓ کی حدیث کی تائید کی اور معاویہ کی رائے کو غلط ٹھہرایا۔ اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ یہ مجوزین سود حضرت عمرؓ کے متذکرہ بالا قول کو اس غرض سے اپنی کتابوں میں جو نقل کرتے ہیں کہ اس سے سود کی حرمت میں اشتباہ ڈالیں اور یہ کہیں کہ حضرت عمرؓ کو بھی سود کی حرمت میں اشتباہ تھا، وہ لوگ بڑی غلطی پر ہیں، کیونکہ حضرت عمرؓ تو سود کے مسئلہ میں اشتباہ سے ایسے دور تھے کہ جن لین دین میں سود کا اشتباہ ہو ان کے بھی چھوڑ دینے کے لئے حکم دیا کرتے تھے چنانچہ خود مؤلف الحقوق نے حضرت عمرؓ کا یہ قول دارمی کے حوالے سے صفحہ ۱۲ میں نقل کیا ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہ قول ایک صحیح حدیث کے موافق ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں نعمان بن بشیرؓ کی روایت سے ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرام و حلال یہ دونوں چیزیں تو ایسی ہیں کہ جن کے احکام صاف صاف ہیں مگر مشتبہ چیزوں سے آدمی کو بچنا چاہیئے کیونکہ مشتبہ چیزوں کے عمل میں لانے سے حرام کی حد کے اندر پہنچ جانے کا خوف ہے۔ مشتبہ وہ چیز ہے جن کے حرام یا حلال ہونے کا صاف حکم شریعت میں نہ ہو۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جو آدمی مکروہ سے نہ بچے اس کا قدم حرام کی حد کے اندر رفتہ رفتہ پہنچ جاتا ہے۔ اور جو شخص مشتبہ کو عمل میں لاتا ہے وہ آخر مکروہ کی حد میں گھس جاتا ہے۔ جلندھری نے بھی اسی غلط خیال کی تائید کے طور پر حضرت عمرؓ کا متذکرہ قول اپنے رسالہ میں نقل کیا ہے اس کا بھی وہی جواب ہے جو اوپر گزرا۔ قال صاحب الحقوق والفرائض دوسرے ادیان کے نسخے ان کی آنکھ کا تنکا نہیں تو یہ سود کا مسئلہ اسلام کی آنکھ کا شہتیر ہے۔ اقول اس قول میں دو بڑی بھاری غلطیاں ہیں۔

(۱) اوپر مؤلف مذکور نے یہ لکھا ہے کہ اکیلا اسلام ہی سود کا دشمن نہیں۔ یہودی، نصرانی، سب ہی تو مذہب اس کے مخالف ہیں۔ اس بنا پر مؤلف کو یہاں یہ لکھنا لازم تھا کہ یہ سود کا مسئلہ شریعت موسوی و شریعت عیسوی و شریعت محمدی ان تین شریعتوں کی آنکھ کا شہتیر ہے اس صورت میں اس شہتیر کو معیوب ٹھہرانے والے ہندو اور پارسی دنیا میں پائے جاتے جو اسلام کی اکثر باتوں کو عیب لگاتے ہیں جب مؤلف الحقوق نے اب تک یہ مشورہ اہل اسلام کو نہیں دیا کہ ان عیب بین لوگوں کو خوش کرنے کے لئے دین کے اکثر ارکان کو چھوڑ دیا جاوے تو سود کے مسئلہ میں شاید ایسے ہی مشورے کے درپے ہے وہ مشورہ محض خود غرضی ہے اسلام کی خیر خواہی کسی طرح نہیں ہے۔

(۲) مؤلف نے اوپر تثلیث کے مسئلہ کا ذکر کرنے کے بعد میں یہ لکھا ہے کہ دوسرے ادیان کے نسخے ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی آنکھ کا ناخن ہیں تو یہ سود کا مسئلہ اسلام کی آنکھ کا ڈینٹ ہے جو ان کی پوری تحریر کا نتیجہ یہ ہوا کہ تثلیث کا مسئلہ شرک کا مسئلہ آنکھ کے ناخن کے برابر ہے۔ تو یہ نابالغ منطق کی نوعیت ہے اور مسئلہ کو کانی سے روکنے کا سود کا مسئلہ شرک سے بھی بڑھ کر آنکھ کے ڈینٹ کی برابر ہے۔ ہمارے نزدیک مؤلف مذکور کا یہ قول ایسا ہے کہ شاید ان کو اس سے رجوع اور توبہ لازم ہے [illegible]

(خلاصہ) مجوزین اور محرمین سود کے درمیان سود کے حرام اور حلال ہونے کی جو بحث تھی وہ گویا اس طرح سے طے ہوئی کہ مؤلف الحقوق نے تو نقد سود کی حرمت کو تسلیم کر کے فرقہ سود خوار کو سود کے کھانے پر اس طرح بے بس اور مجبور بتلایا ہے جس طرح قریب الہلاک بھوکے شخص کو مجبوری کی حالت میں بقدر سدِ رمق حرام چیزوں کے کھانے کی شریعت میں اجازت ہے۔ لیکن صاحب الحقوق والفرائض کا یہ عذر ایسا ہے کہ جس طرح کوئی مالدار شخص ہر طرح کی حلال چیزوں کے کھانے پر قادر ہو، اور پھر مثلاً مردار جانور کا گوشت کھانے کی عادت ڈال لیوے اور کوئی آدمی اس سے مردار جانور کے گوشت کھانے کا سبب پوچھے تو وہ کہے کہ حلال چیزوں کے خریدنے اور پکوانے کی دردسری مجھ سے نہیں ہو سکتی، اس لئے مردار جانور کا گوشت اس بے بسی کی حالت میں مجھ کو جائز ہے۔ یہ سود خوار فرقہ کے لوگ ہزارہا روپیہ کے مالک ہوتے ہیں جن روپیوں سے ہر طرح کی حلال تجارت کا موقع ان کو حاصل ہے مگر اس مردار خوار شخص کی طرح تجارت کی دردسری سے بچ کر سود خوار بن گئے ہیں، اور اس مردار خوار شخص کے مانند زبردستی سود خواری کے لئے اپنے آپ کو بے بس قرار دیتے ہیں جو قرار داد بالکل خلاف عقل و نقل ہے۔ اس واسطے بحث کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کے حق میں سود کی حرمت ثابت اور ان کا عذر بالکل ناثابت ہے۔

بلند شہری نے ص۔۔ میں نقد سود کی حرمت کو تسلیم کر کے یہ جو لکھا ہے کہ اس سے لازم ہوگا تخصیص کرنا قرآن کا ساتھ خبر واحد کے یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس کے بعد ص۔۔ میں مشار الیہ نے جو کچھ لکھا ہے وہی اس کے رد کے لئے کافی ہے۔ کس لئے کہ ص۔۔ کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو حدیثیں آیۃ کی اجمال کی رافع ہیں ان کو آئمہ اربعہ نے خبر واحد نہیں سمجھا بلکہ ان کو احادیث مشہورہ مان کر انہیں آیت کا بیان اور آیت کی تفسیر قرار دیا ہے اور ان حدیثوں میں جن اشیاء کا ذکر تھا، ان اشیاء کی حالت پر غور کر کے سود کے اسباب حرمت پر طرح طرح سے بحث کی ہے۔ بلند شہری کی طرح اگر آئمہ اربعہ بھی ان احادیث کو اخبار احاد سمجھتے، تو پھر یہ ص۔۔ کی بحث کیوں کر پیدا ہوتی کتب فقہ میں بیع کی تعریف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبادلة المال بالمال لکھی ہے اور ربا کی تعریف الفضل الخالی عن العوض ہے اور سود تو ربا ہونے سے بیع اور ربا میں جو فرق ہے وہ ہر شخص کی سمجھ میں اچھی طرح آسکتا ہے کیونکہ سودخوار شخص جو روپیہ قرض لینے والے شخص کو قرض دیتا ہے وہ تو مدت قرض پر کوڑی کوڑی واپس آجاتا ہے آخر کو زر سود خالی عن العوض رہ جاتا ہے بخلاف بیع کے کہ اس میں بیع شدہ چیز بائع کی ملک سے نکل کر ہمیشہ کے لئے مشتری کی ملک میں چلی جاتی ہے بلند شہری نے اپنے رسالہ کے صفحہ میں بیع اور سود کے مابہ الامتیاز سے جو انکار کیا ہے یہ بھی اہل علم کی سمجھ میں آنا مشکل ہے اسی طرح بلند شہری نے اپنے رسالہ کے صفحہ میں جو مدت قرضہ کو سود کا معاوضہ جو ٹھہرایا ہے جمہور فقہا کے برخلاف ہونے کے علاوہ وہ بھی مشار الیہ کی ایک نافہمی ہے کیونکہ مدت قرضہ مالیت کی چیز ہے نہ اس پر مبادلة المال کی تعریف صادق آتی ہے علاوہ اس کے مدت تو سود در سود میں بھی موجود ہے پھر وہاں مدت کو سود کا معاوضہ کیوں نہیں ٹھہرایا جاتا۔ ان فی ذلک لذکریٰ لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید۔ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین وصلی الله علی خیر خلقه محمد وعلی آله وصحبه اجمعین۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال۔ ربٰو کی جامع مانع کیا تعریف ہے؟

جواب:۔ ربٰو کی تعریف یہ کرتے ہیں، وہ چیز جو بغیر تجارت کے روپیہ کے بدلے میں مقرر صورت میں ملے۔

تشریح:۔ بیاج شرع میں زیادتی کرنا بلا عوض ہے اور شرط کی جائے زیادتی درمیان عقد کے اور بیاج حرام ہے۔ اور اس کی حرمت کا منکر کافر ہے۔ اور بیاج دو قسم ہے۔ ایک بیاج نسیئہ کا یعنی نقد کو ساتھ وعدہ کے بیچنا اور دوسرا بیاج فضل کا۔ یعنی تھوڑی چیز کو بدلے بہت کے بیچنا پھر اگر دونوں چیزیں پائی جاویں۔ یعنی ایک اتحاد جنس اور دوسری اتحاد قدر یعنی کیل اور وزن تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں قسم حرام ہیں، جیسے گیہوں بدلے گیہوں کہ جنس بھی ایک ہے اور قدر بھی ایک ہے کہ کیل ہے۔ اور اگر اتحاد جنس اور قدر ایک چیز میں پائی جاوے تو بیاج نسیئہ کا حرام ہے فضل حرام نہیں جیسے کہ چونے کے ساتھ بیچے کہ اس میں فضل حلال ہے اور نسیئہ حرام اور امام مالک کے نزدیک علت بیاج ان چیزوں کی جو حدیث میں آئی ہیں ثمنیت اور قوت جو ذخیرہ ہوتا ہے۔ پس ان کے نزدیک ترکاری وغیرہ میں جو ذخیرہ نہیں ہو سکتیں بیاج نہیں، اور امام شافعی کے نزدیک ترکاریوں میں بیاج ہوتا ہے۔

(حاشیہ ترمذی مترجم نولکشور جلد ص۲۴، فتاویٰ ثنائیہ جلد۲ ص۱۲۲)

بینک کے سود کے متعلق

مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی کا فتویٰ۔

قابل غور علمائے کرام

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اہلحدیث زاد عنایتکم السلام علیکم۔ میں نے ایک استفتاء بخدمت مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی بھیجا تھا۔ چونکہ جناب موصوف نے اس فتویٰ کے اخیر میں خود لکھا ہے کہ یہ فتویٰ علماء کے سامنے پیش کرنا۔ چونکہ اخبار اہلحدیث عموماً علمائے اہلحدیث کی نظر سے گزرتا ہے لہٰذا ملتمس خدمت ہوں کہ براہ مہربانی اس فتویٰ کو چھاپ کر ناظرین تک پہنچا دیں۔

(خاکسار علی محمد سائل)

بخدمت جناب حضرت مولانا مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی ادام اللہ فیوضہم۔ السلام علیکم عرض ہے کہ آج کل تجارت اور فلاحت وغیرہ میں بینکوں سے لین دین رہتا ہے۔ عرض ہے کہ ان بینکوں میں روپیہ اگر رکھا جاوے۔ تو اس کا نفع جو ملے وہ نفع لینا جائز ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

[illegible] بالتحقیق [illegible] کیا [illegible] (شیخ امرتسر)

الجواب: بعون الوہاب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [illegible] لازم ہے [illegible] اگر
کوئی آدمی اپنی جائداد [illegible] پر [illegible] بینک یا ڈاکخانوں میں [illegible] یا دوام تنخواہ [illegible] ہزار
تک بزور کچھ مبلغ رکھے جاتے ہیں پھر بینک وقت کچھ زیادہ بھی دیتے ہیں جبکہ وہ خود بھی زیادہ دیتے ہیں
نہ ہم نے زیادہ کے واسطے روپیہ دیا تھا اور نہ نیت تھی [illegible] اگر [illegible] تھا ورنہ اب ان سے ہم
سود طلب کرتے ہیں [illegible] تو [illegible] نہیں [illegible] امام
مولوی عبدالجبار صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے قرض لیتے تو ادا کے وقت
زیادہ دیا کرتے تھے جب بدون [illegible] بہ نیت ربا نہ دیا جاوے [illegible] ہوں کا استعمال
کیا جاتا [illegible] ہے [illegible] بیشک حرام [illegible]
سے سودی روپیہ [illegible] تجارت [illegible] بینک میں [illegible]
الجواب واللہ اعلم بالصواب میں بھی [illegible] لاہوری [illegible] عبدالواحد بن عبداللہ الغزنوی عفا اللہ عنہ ۲۰ شعبان [illegible]
اہلحدیث [illegible] فتویٰ [illegible]

تعاقب بر فتوی مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی لاہوری

اخبار اہلحدیث مورخہ [illegible] مارچ [illegible] اور ڈاکخانہ کے سود کے متعلق جناب مولوی

عبدالواحد صاحب غزنوی کا جو فتویٰ شائع ہوا ہے وہ میری [illegible] دیکھنے میں آیا میرے ناقص علم میں جناب موصوف
کا یہ جواب غیر صحیح ہے اور قابل عمل نہیں گو مجبوری سے بھی ان جگہوں میں روپے رکھے جائیں، اور ڈاک خانہ
یا بینک [illegible] تاہم اس کا [illegible] میں داخل ہونے سے نفع لینا جائز نہیں کیونکہ
ہدیہ تو برضا و رغبت دیا جانا اور لیا جانا جائز ہے مگر یہ بھی ہدیہ اگر مدیون و قرض لینے والا [illegible]
[illegible] تو [illegible] خاص صورت میں ہدیہ لینا جائز ہوگا
[illegible] عن انس [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اذا اقرض احدکم قرضا فاھدی [illegible]
[illegible] علی الدابۃ فلا یرکبہ [illegible] الا ان یکون جری بینہ وبینہ قبل ذلک
ترغیب [illegible]

[illegible]

www.KitaboSunnat.com

از علامہ قاضی اطہر مبارکپوری

علماء نے لکھا ہے کہ بینک وغیرہ کا سود لے لیا جائے مگر اسے نہ خود خرچ کیا جائے نہ کسی عبادت اور قربت کے کام میں خرچ کیا جائے بلکہ کسی محتاج اور غریب کو دے دیا جائے اور اس کے لئے ثواب کی امید نہ کی جائے۔

(ہفت روزہ انقلاب بمبئی ۲۰ فروری ۱۹۷۸ء۔ فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ...)

سوال: ڈاک خانہ کے کیش سرٹیفکیٹ خریدنے جائز ہیں یا نہیں؟

جواب: کیش سرٹیفکیٹ خریدنا گویا سودی قرضہ دینا ہے اس لئے جائز نہیں۔ واللہ اعلم

(اہلحدیث ۴ مارچ ۱۹۳۲ء)

سوال: ایک دودھ کا بیوپاری ایک زانیہ بازاری عورت سے اس کی گائے کا دودھ خرید کر فروخت کرتا ہے زانیہ نے وہ گائے بھی حرام کی کمائی سے خریدی ہے ایسا ہی گائے کی پیدائش بھی حرام کی کمائی سے ہے کیا دودھ والے سے ایسا دودھ خرید کر پینا جائز ہے اور کیا دودھ والے کی آمدنی حلال ہے؟

جواب: زانیہ سے ایسی چیز کی بیع کرنی جو کسب زنا سے حاصل ہو جائز نہیں ہے مگر اس دودھ فروش سے خریدنے والا انشاء اللہ اس حکم میں شامل نہ ہوگا واللہ اعلم۔ (اہلحدیث امرتسر ۹ جون ۱۹۴۲ء)

شرفیہ: دودھ خریدار اگر بے خبر ہے تو مضائقہ نہیں اور اگر اس سے خبردار اور واقف ہے تو خریدنا جائز نہیں کیونکہ مال حرام ہے۔ مستفید (ابو سعید شرف الدین دہلوی۔ فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ...)

مذاکرہ علمیہ

بابت حدیث لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا الخ جو کہ اس مذاکرہ میں بحث کیا گیا ہے اس کا خلاصہ بعنوان سوال یہ ہے مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا ومؤکلہ وکاتبہ وشاہدیہ وقال ہم سواء رواہ مسلم۔ یعنی جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاج کھانے والے بیاج کھلانے والے اور بیاج کے لکھنے والے اور بیاج کے دونوں گواہ پر لعنت کی ہے اور فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں روایت کیا اس کو مسلم نے اس حدیث کی تشریح یوں کی جاتی ہے کہ بیاج کھانے والا وہ شخص ہے جو بیاج لیتا ہے، اور کھلانے والا وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو بیاج دیتا ہے اسی کی طرح یہ ہے کہ بیاج دینا بھی گناہ ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس حدیث کی یہ تشریح نہیں ہو سکتی کہ بیاج کھانے والا وہ ہے جو خود بیاج کسی دوسرے کو کھلائے یعنی آیت ہے کہ ان قرینہ دفع ہو جا اگر یہ تشریح ٹھیک ہے تو اس حدیث سے بیاج دینے کی حرمت اور اس کا گناہ ہونا ثابت نہیں ہو گا۔ بینوا توجروا۔

جواب۔ اس حدیث کی یہ تشریح کہ بیاج کھانے والا وہ شخص ہے جو بیاج لیتا ہے اور کھلانے والا وہ شخص ہے جو بیاج دیتا ہے یہی تشریح صحیح ہے اور اس حدیث کی یہ تشریح کہ بیاج کھانے والا وہ ہے جو خود کھائے اور بیاج کھلانے والا وہ ہے جو بیاج کسی دوسرے کو کھلائے بالکل بے دلیل ہے اور غلط ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں اکل ربوا کا لفظ جہاں جہاں وارد ہوا ہے ہر جگہ اس سے مراد ہے عام اس سے کہ بیاج لینے والا اس بیاج کو خود کھائے یا کسی دوسرے کو کھلائے اسی طرح الذین یاکلون الربوا کے اندر جو وعیدیں ہیں وہ مطلق بیاج لینے والوں کے لیے ہیں یعنی ان بیاج لینے والوں کے لئے بھی ہیں جو بیاج لے کر خود کھائیں اور اپنے مصرف میں لائیں اور ان بیاج لینے والوں کے لئے بھی ہیں جو بیاج لے کر خود نہ کھائیں بلکہ دوسروں کو کھلا دیں یا کسی مصرف خیر وغیرہ میں لگا دیں آکل ربوا کے معنی بیاج لینے والوں کے آئے ہیں عام اس سے کہ وہ بیاج لے کر خود کھائیں یا دوسرے کو کھلائیں مثلاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً۔ یعنی اے ایمان والو مت کھاؤ بیاج دونے پر دونا۔

اور فرمایا اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ۔ یعنی جو لوگ بیاج کھاتے ہیں وہ نہ اٹھیں گے قبروں سے مگر جیسا کہ اٹھتا ہے وہ شخص جس کو باؤلا کر دیا ہے شیطان نے آسیب سے۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دِرْهَمُ رِبٰوا یَاْکُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ یَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَّثَلٰثِیْنَ زَنْیَةً کذا فی المشکوٰۃ۔ بیاج کا ایک درم جس کو کوئی شخص جان کر کھاتا ہے چھتیس زنا سے زیادہ سخت ہے۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں شب معراج کو ایک ایسی قوم پر گزرا کہ ان کے پیٹ گھروں کے مثل تھے جن کے اندر سانپ تھے اور پیٹ کے باہر سے نظر آتے تھے میں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبریل سے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے کہا ھٰؤلاء اکلۃ الربوا یعنی یہ لوگ بیاج کھانے والے ہیں ظاہر
ہے کہ ان لوگوں اور ان کے امثال میں کہ جو بیاج کھانے والے ہیں بیاج کھانے والے سے مراد بیاج لینا ہے عام
اس سے کہ اپنی ذات کے خرچ میں یا کسی اور کو دے کے سب کا ایک ہی حکم ہے یعنی بیاج کھانے والوں
سے مراد بیاج لینے والے ہیں عام اس سے کہ بیاج سے کر خود کھائیں یا دوسرے کو کھلائیں حافظ ابن حجر
فتح الباری میں لکھتے ہیں والمراد من الاکل من یاکل الربوا و من لم یاکل فیہ و انما خص الاکل بالذکر
کما ان کلھم من الربا بل جمیع من کان لہ کسوۃ او اکل منہ فیما کان یہ یکفیہ یلتحق بہ
جیسے تم یہ جان چکے تو سمجھو کہ حدیث مذکور میں بیاج کھانے والے سے مراد بیاج لینے والا
ہے عام اس سے کہ بیاج لے کر خود کھائے یا کسی دوسرے کو کھلائے اور جب آپ کو یہ معلوم ہو کہ بیاج لینے والا مراد
ہے تو ثابت ہوا کہ بیاج لینے والا ہے وہ شخص ہر گز مراد نہیں ہو سکتا جو بیاج لے کر خود نہ کھائے بلکہ دوسرے
کو کھلائے کیونکہ اس معنی پر مقابلہ آپ کے فرمان کا نہیں ہوتا جو یہ معنی لکھے ہیں کہ بیاج دینے والا
اس کا مقابلہ ہے بیاج دینے والا مراد ہوگا کیونکہ موکل متعدی ہے آکل کا لیکن جب آکل کا معنی بیاج
لینے والا ہے تو موکل کے معنی بیاج دینے والا ہوگا

دوسری دلیل | بیاج لینا بلا شک گناہ کا کام ہے اور بیاج دینا اور بیاج کا کاتب اور گواہ بھی گناہ
کے کام ہیں مگر ظاہر ہے کہ اس وجہ سے کہ تعاونوا علی الاثم والعدوان ظاہر ہے
کہ بیاج دینا اول نمبر کی اعانت ہے اور اس کی کتابت و شہادت دوسرے درجہ میں ہے
پس یہ ان دونوں سے بڑھ کر ہے اگر موکل سے بیاج دینے والا مراد نہ ہو بلکہ وہ شخص مراد ہو جو بیاج لینے والے کو
تو لازم آتا ہے کہ اعانت کا ظہور ہی نہ ہو ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ...

تیسری دلیل | دارقطنی میں ہے عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الآخذ والمعطی فیہ سواء یعنی ابو سعید خدری سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیاج لینے والا اور بیاج دینے والا یہ دونوں برابر ہیں
مشکوٰۃ شریف میں ہے عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الذھب بالذھب والفضۃ بالفضۃ والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح
مثلا بمثل یدا بید فمن زاد او استزاد فقد اربی الآخذ والمعطی فیہ سواء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچو سونے کو سونے اور چاندی کو چاندی سے اور گیہوں کو گیہوں اور جو کو جو سے اور کھجور کو کھجور سے اور نمک کو نمک سے برابر برابر دست بدست پس جس نے زیادہ دیا یا زیادہ طلب کیا تو اس نے بیاج کا معاملہ کیا بیاج لینے والا بیاج دینے والا دونوں برابر ہیں روایت کیا اس کو مسلم نے ابو سعید خدریؓ سے کل روایتیں بتاتی ہیں کہ حدیث مذکور نقل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربو و موکلہ [illegible] میں بیاج کھانے والے سے مراد بیاج لینے والا ہے بیاج دینے والا بیاج کھلانے والا ہے سے مراد بیاج دینے والا ہے [illegible]

بعضہا یفسر بعضا

الحاصل حدیث مذکورہ کی یہ تشریح کہ بیاج کھانے والا وہ شخص ہے جو بیاج لیتا ہے اور کھلانے والا وہ شخص ہے جو بیاج دیتا ہے صحیح اور حق ہے اور اس کی دوسری غلط اور باطل ہے اور بلاشبہ آخذ اور معطی دونوں گنہگار ہیں اور جیسے بیاج لینا حرام ہے دینا بھی حرام ہے ہذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم۔ راقم محمد عبد الرحمن مبارکپوری مدرس مدرسہ اسلامیہ [illegible]

(فتاوی ثنائیہ جلد ۲ صفحہ [illegible])

مذاکرہ علمیہ

متعلق معنی اشعر

ستبدی لک الایام ما کنت جاہلا
ویأتیک بالاخبار من لم تزود

اس شعر کا ترجمہ۔ آنا جو تو نہیں جانتا آگے چل کر زمانہ تجھ کو بتلا دے گا اور تیرا بے دام نوکر تیرے پاس خبریں لائے گا۔

یہ شعر ہے تو جاہلیت کے کسی عربی شاعر کا مگر ہمارے حضور سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل التحیات کی زبان فیض ترجمان سے صحابہ نے سنا اور ہم تک پہنچا مطلب اس شعر کا یہ ہے کہ بہت سے واقعات ایسے جو اس وقت ہم کو معلوم نہیں عنقریب زمانہ ان کو ظاہر کر دے گا یہ قاعدہ دنیاوی اتفاقات کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ دینی امور میں بھی اس کی اصلیت پائی جاتی ہے بہت سے مسائل فقہا مجتہدین کے زمانہ میں پیش آئے جو صحابہ کے زمانہ میں نہ تھے بہت صورتیں امام ابو یوسف کے زمانہ میں پیدا ہوئیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئیں۔ جو امام ابوحنیفہ کے وقت میں نہیں تھیں، اور جہاں تک کہ فقہاء کو یہ کہتے سنا جاتا ہے کہ فصل مجتہدات میں عموماً امام ابو یوسف کی رائے بمقابلہ اپنے استاد امام ابوحنیفہ کے ترجیح پا رہی ہے اس کی دلیل یہ دیتے ہیں لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ جس کا مطلب ہے شنیدہ کے بود مانند دیدہ کیونکہ امام ابو یوسف کو بوجہ قاضی القضاۃ (چیف جج) ہونے کے ایسے تجربے ہوئے جو امام ابوحنیفہ کو نہ ہوئے تھے ہمارا یہ مضمون منی آرڈر اسی قسم سے ہے ناظرین حیرانی سے کہیں گے یہ کیا مضمون ہے اس کا نتیجہ کیا جس صورت میں کہ دنیا بھر کے صالح و طالح (نیک و بد) منی آرڈر بھیجتے اور لیتے ہیں تو مضمون ہذا کا نتیجہ عدم جواز ثابت ہوا تو کون سنے گا، اور کون باور کرے گا، اگر جواز ثابت ہوگا تو کون سا بڑا کام کیا جو اس کے کریہ کیا جائے گا۔ [illegible] جیسا کہ ہمارا بھی یہی خیال تھا، اس لیے ہم نے عرصے سے اس مسئلہ کو اپنے ناظرین تک نہیں پہنچایا مگر حال ہی میں اس کے متعلق ایک ضرورت پیش آئی ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔

عرصہ ہوا حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ ہم نے دیکھا تھا کہ منی آرڈر کرنا جائز نہیں چنانچہ مولانا رشید احمد صاحب فرماتے ہیں بذریعہ منی آرڈر روپیہ کا بھیجنا نادرست ہے، اور داخل ربوٰ ہے فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۱۶۱۔

بعض محرمات کی بابت فقہاء نے کسی ایک حیلے بتلائے ہیں منی آرڈر ابتلاء عام ہے کہ مرحوم سے اس کے حیلے کی بابت سوال ہوا۔ اس زمانہ میں جو منی آرڈر کے بھیجنے کا رواج ہو رہا ہے اس کے جواز کے لیے بھی کوئی حیلہ شرعی ہے یا نہیں کہ اس میں عام و خاص مبتلا ہو رہے ہیں۔

تو مولانا صاحب نے جواب دیا

کہ حیلہ بندہ کو معلوم نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۳۷)

اس وقت تو ہم نے یہ سمجھا تھا کہ جب مضمون شعر مندرجہ عنوان زمانہ خود ہی بتلا سکے گا، اور مولانا مرحوم کا جواب بے اثر کی اصلاح کرا دے گا، مگر رسالہ ضیاء الاسلام مراد آباد بابت فروری و جون ۲۳ء میں آیا تھا دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مولانا مغفور کے جواب کا حصہ وہی خیال ہے جو عرصہ ہوا مولانا صاحب کا تھا۔ رسالہ مذکور میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ایک فتویٰ شائع ہوا ہے جس کا سوال مع جواب درج ذیل ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال:- زید اور عمرو منی آرڈر کے ذریعہ سے روپے بھیجنے میں گفتگو ہے زید کہتا ہے کہ منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنا جائز ہے اور جواز کی دلیل یہ بیان کرتا ہے کہ ہر چیز میں اصل اباحت ہے عمرو کہتا ہے کہ چونکہ منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنا کسی معاملہ شرعی کے تحت میں داخل نہیں اس لئے ناجائز ہے زید کہتا ہے کہ یہ معاملہ شرعیہ کے تحت میں داخل ہے، اور داخل ہونے کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ اگر کوئی کسی حمال سے کام لے اور اجرت پیشگی دے دے۔ عمرو کہتا ہے کہ منی آرڈر کے ذریعہ سے روپے بھیجنے میں اور پیشگی اجرت دینے میں فرق ہے پہلی صورت کو دوسری صورت پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ منی آرڈر میں تو شرط ہے کہ روپیہ پہنچانے کی اجرت پیشگی لی جائے اور حمال کو پیشگی اجرت دینا شرط نہیں بلکہ دینے والے کا احسان ہے اگر پیشگی اجرت نہ دے تو حمال شرعاً یا عرفاً تقاضہ نہیں کر سکتا، اور منی آرڈر تو اس وقت تک روانہ ہی نہیں ہو سکتا جب تک پیشگی اجرت نہ دے اس کے علاوہ ناجائز ہونے کی وجہ عمرو ایک اور بھی بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ حمال پر قیاس کرنا اس وجہ سے بھی صحیح نہیں کہ حمال کے پاس جب تک وہ بوجھ ہے وہ اس کا امین ہے اگر حمال سے وہ بوجھ کھو جاوے تو تاوان نہ دیا جاوے گا، چونکہ امین ہے نہیں لیا جاتا منی آرڈر کا روپیہ اگر ڈاکخانہ والوں کے پاس سے کھو جائے تو اس کا تاوان لیا جاتا ہے۔ اور ڈاکخانہ سے گویا شرط ہے کہ اگر روپیہ کھو جاوے تو وہ تاوان دے گا اس کے علاوہ ناجائز ہونے کی وجہ ایک اور بھی بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ حمال پر قیاس کرنا اس وجہ سے بھی صحیح نہیں کہ حمال کے پاس جب تک وہ بوجھ ہے وہ اس کا امین ہے اور امین پر واجب ہے کہ جو چیز امانت دی جاوے بعینہ وہی واپس کرے، اور منی آرڈر میں سب جانتے ہیں کہ وہی روپیہ بعینہ نہیں ملتا بلکہ اس کی مثال دوسرا روپیہ ملتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ عموم بلویٰ و دفع حرج و تعامل علماء و صلحاء کی وجہ سے بعض ناجائز چیزیں بھی جائز ہو جاتی ہیں اور مباح الاصل ہے یہ کیونکر ناجائز ہوگا مثلاً غلہ یا پیول کو عموماً تبادل کر لیتے ہیں اور بعض اس میں تول برابر کرتے ہیں، اس کو سب جانتے ہیں۔ پھر عموم بلویٰ و دفع حرج اور تعامل علماء و صلحاء یا تعامل خلائق کی وجہ سے اس کو سب جائز جانتے ہیں اور غلہ کو سب استعمال کرتے ہیں، اسی طرح اگر منی آرڈر بھی بالفرض اگر ناجائز ہو تو جائز ہو جائے گا اب از روئے شرع شریف اس گفتگو کا فیصلہ فرمائیں، اور مدلل تفصیل ارشاد فرمائیں تاکہ قلب کو تسکین ہو۔

جواب:- قاعدہ کلیہ ہے اَلْاِقْرَاضُ تُقْضٰى بِاَمْثَالِهَا اور منصوص ہے کہ قرض کی پیشگی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شرط ہے۔ جواب سمجھنا چاہیے کہ منی آرڈر کا روپیہ جو ڈاک خانہ میں داخل کیا جاتا ہے آیا وہ امانت ہے اور وہاں ڈاک کا بعینہ یا قرض ہے اور اہل ڈاک مستقرض ہیں سو چونکہ یقینی معلوم ہے کہ وہ روپیہ بعینہ نہیں بھیجا اور نیز قانون ہے کہ اگر ڈاک خانہ سے وہ روپیہ اتفاقاً ضائع ہو جائے تو اہل ڈاک اس کا ضمان دیتے ہیں تو ان دونوں امر سے معلوم ہوا کہ وہ امانت نہیں بلکہ قرض ہے پھر دوسری جگہ ادا کیا جاتا ہے پس یہ بھی جزو قرض ہوا اور مقام دخول پر چونکہ بوضع فیس ادا کیا جاتا ہے اس لئے قرض میں کمی بیشی لازم آئی پس ہونا اس کے ممنوع ہونے کی ہے بلکہ اگر یہ فیس بھی نہ ہو تب بھی حسب قاعدہ کل قرض جر نفعا فہو ربو بوجہ منفعت مقصودہ خطر طریق کے داخل سفتجہ مستجبہ یعنی ہنڈی چک۔ ہنڈی ہونا مکروہ بحوفی الدر المختار کتاب الحوالہ وکرہت السفتجۃ۔ اور چونکہ یہ عقد اجارہ نہیں ہے جیسا اوپر مذکور ہوا بلکہ سفتجہ اس لئے اس کو کوئی مس نہیں کہ ہو ظاہر در عموم بلوی طہارت و تجارت میں مؤثر ہے بعض معاملات ربویات میں اور تعامل تاس کر نہیں سمجھے بلکہ وہ قسم اجماع کی ہے اور اس میں شرائط اجماع کا پایا جانا ضروری ہے منجملہ اس کے یہ بھی کہ علماء عصر واحد بلا نکیر اس کو قبول کریں متنازعہ فیہ میں یہ امر مفقود ہے اس لئے یہ تعامل نہیں ہے ایک رواج عام ہے جو شرعاً حجت نہیں اس لئے سب مذکورہ زیر جواب نکل آیا واللہ اعلم۔

البتہ بعض عرفی وحلی تقاضے اس کی تاویل کی گنجائش ہو سکتی ہے کہ فیس کو اجرت کتابت وردگی فارم کی کہا جاوے اس سے صورت تفاضل تو دفع ہو جائے گی مگر کراہت سفتجہ کی باقی رہے گی واللہ اعلم

(ضیاء الاسلام)

اگر مولانا اشرف علی صاحب نے فقیہانہ طرح سے جواب دیا ہے جو ایک ایسے شخص یا قوم اہلحدیث پر جو بغیر قرآن وحدیث کے کسی کی پیروی واجب نہ جانتی ہو حجت نہیں اس لیے جماعت اہلحدیث پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا لیکن ہمارے خیال میں فقہی اصول سے بھی یہ مسئلہ عدم جواز کا ثابت نہیں ہو سکتا البتہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں مولانا اشرف علی صاحب اور ان کے احباب کو حق حاصل ہے کہ وہ اس مسئلہ کے متعلق اہلحدیث کے تذکرہ علمیہ میں حصہ لیں مولانا اشرف علی صاحب نے منی آرڈر کی دو صورتیں بتلائی ہیں یا تو ڈاک خانہ اس روپیہ کو قرض لیتا ہے یہ صورت اس صورت میں جب اس لئے کہ [illegible] ساتھ ہی قرض کم ادا کرتا ہے یا ڈاک خانہ [illegible] ہے یہ صورت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے ناجائز ہے کہ اس صورت میں ڈاک خانہ امین ہے اور امین کا فرض ہے کہ امانت بعینہ وہی
پہنچا دے، حالانکہ ڈاک خانہ وہی روپیہ نہیں پہنچاتا۔ قاعدہ یہ ہے کہ ڈاک خانہ سے مکتوب الیہ کو کاغذ
بھیجے جاتے ہیں وہاں والے اپنے خزانہ سے روپیہ ادا کرتے ہیں، نیز امین سے نقصان ہو جائے تو
اس کو بھرنا نہیں آتا حالانکہ ڈاک خانہ بھرتا ہے تو ثابت ہوا کہ ڈاک خانہ قرضدار ہے نہ اجیر (مزدور) بنا
جب تک منی آرڈر کے عقد کی کوئی فقہی صورت نہ ہو منی آرڈر کرنا جائز نہیں (یہ ہے مولانا اشرف علی کا فتوی)

لطیفہ مدرسہ دیوبند میں ایک طالب العلم اس مسئلہ کا دل سے معتقد تھا اس کو روپیہ بھیجنے کی
ضرورت پیش آئی۔ منی آرڈر تو ناجائز تھا اس نے مبلغات ڈبیہ میں بند کر کے بھیجے خدا کی
شان وہ ضائع ہو گئے چلو مسئلہ تو حل ہو گیا۔ یہ خبر تو ایک لطیفہ ہے۔ مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ ہم یہ
صورت اختیار کرتے ہیں کہ ڈاک خانہ اجیر ہے، چنانچہ فیس منی آرڈر کا لفظ ہی اس کے اجیر ہونے
پر دلالت کرتا ہے کیونکہ فیس کے معنی اجرت کے ہیں فقہا کی اصطلاح میں اجیر دو قسم کے ہیں ایک
اجیر خاص، دوم اجیر مشترک۔ اجیر خاص وہ ہوتا ہے جو ایک ہی کا کام کرے، جیسے دھوبی، درزی وغیرہ
جو بہتوں کے کپڑے دھوتا اور سیتا ہے ان دونوں کے حکم بھی الگ ہیں، یہ بات بالکل بدیہی ہے
ڈاک خانہ اجیر ہے تو خاص اجیر نہیں بلکہ مشترک ہے۔ اجیر مشترک کی بابت صاحبین کا مذہب
ہے کہ نقصان ہونے کی صورت میں اس سے بھرا جائے، چنانچہ ہدایہ میں ہے: یضمنه عندهما۔ پس ضمان
بھرنے کا ثبوت تو صاحبین (امام ابویوسف اور امام محمدؒ) کے قول سے ملتا ہے جس کی تائید تعامل سے بھی
ہوتی ہے، رہا یہ سوال کہ بعینہ وہی روپیہ ادا نہیں ہوتا، اس کی بابت گذارش ہے کہ روپیہ اصطلاح فقہاء
میں مثلی چیز ہے، یعنی ایک روپیہ بعینہ وہی تو دوسرا بھی، یہی وجہ ہے کہ ہم ایک عقد میں اس جیسی دوسری
چیز لے لیں مثلاً دس لڈو ہمارے سامنے ہیں ان میں سے ایک کو ہاتھ میں لے کر ہم نے سودا کیا
مگر بیچتے وقت دوسرا لیا تو کوئی منع نہیں کیونکہ وہ سب مثلی ہیں ایک چیز کسی شخص کی ہم سے کھوئی گئی
اس کی قیمت ہم پر ادا کرنا واجب ہے، لیکن اس چیز کی مثل ہمارے پاس ہے تو ہم اس کے دینے سے
سبکدوش ہو سکتے ہیں، مثلاً کسی شخص کی چھتری ہم سے کھوئی گئی اس قسم کی بازار سے لا کر دے دیں
تو اصل مالک انکار نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ چیز مثلی ہے، پس اگر ڈاک خانہ وہی روپیہ نہیں پہنچاتا تو نہ سہی
اس کی مثل روپیہ تو پہنچاتا ہے جس کو ہم شکریہ ادا کر لیتے ہیں حق تو یہ ہے کہ روپیہ بھیجنے والے کو یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہے کہ روپیہ جو میں دیتا ہوں پہنچایا جائے نہ وصول کرنے والے کو یہ شوق ہے کہ وہی روپیہ جو بھیجنے والے نے داخل ڈاک خانہ کیا ہے مجھے ملے، بلکہ دونوں کو اس قسم کا خیال تو کیا پرواہ بھی نہیں۔

امید ہے کہ حضرات علماء بالخصوص مولانا گنگوہی اور مولانا اشرف علی کے معتقدین ضرور اس پر غور کر کے ہمیں مطمئن کریں گے۔ والسلام ۲۲ جمادی الاول ۱۳۳۱ھ مطابق ۲ مئی ۱۹۱۳ء کے اہلحدیث میں یہ مسئلہ بطور مذاکرہ علمیہ کے لکھا گیا تھا، کہ ہر صاحب علم اس کے متعلق مخالف موافق رائے دے سکتے ہیں، چاہیے تو یہ تھا کہ اہل علم اس پر توجہ کر کے اصل مسئلہ پر گفتگو کرتے، بجائے اس کے ایک صاحب نے نواح جھانسی سے گالیوں کا ایک اچھا خاصہ دشنام نامہ بھیجا، جس میں بہت کچھ اپنی قابلیت کا اظہار کیا، وجہ خفگی یہ بتلائی کہ تم کیا ہو جو بڑے بڑے علماء مثل مولانا رشید احمد مرحوم اور اشرف علی صاحب مسئلہ پر اعتراض کرتے ہو یہ سب کچھ لکھ کر دشنام نامہ کے درج اخبار کرنے کی درخواست کی تھی، ہمیں اپنی ذات خاص کی توہین اس کے درج کرنے سے مانع نہ تھی کیونکہ ہم عرصہ سے چکنے گھڑے ہو چکے ہیں، جس پر پانی اثر نہیں کر سکتا بلکہ یہ امر مانع تھا کہ ناظرین دیوبندی جماعت سے بدظن ہو جائیں گے، کہ ایسے صاف اور معقول مضمون کا جواب ایسا نامہذب اور ناقابل سماعت خیر وہ تو گذرا اس کے بعد ہم منتظر رہے کوئی اہل علم اس طرف توجہ کرے کسی نے نہ کی خدا بھلا کرے ایڈیٹر رسالہ ضیاء الاسلام مراد آباد کا کہ انہوں نے ہمارے مضمون کو گو پورا درج نہیں کیا، جو ان کو کرنا چاہیے تھا مگر اختصار کر کے بغیر اظہار اصل حال کے مولانا اشرف علی صاحب کے سامنے پیش کر کے جواب طلب کیا گو اخبار اہلحدیث کا پرچہ بھی مولانا کے پاس جا چکا تھا۔

اصل مسئلہ ناظرین کو شاید تو بھول ہو گیا ہو گا، اس لیے اس کا خلاصہ بتلا کر جواب اور جواب الجواب ناظرین کو سناتے ہیں، مولانا رشید احمد صاحب مرحوم گنگوہی اور اشرف علی صاحب تھانوی کا فتویٰ ہے کہ موجودہ طریق جو منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنے کا ہے جائز نہیں کیونکہ یہ عقد نہ اجارہ ہے، نہ قرض، اجارہ اس لیے نہیں کہ منی آرڈر کی رقم ضائع ہونے کی صورت میں ڈاک خانہ پھیر دیتا ہے، اجارہ میں اجیر پر بھرنا نہیں آتا۔ نیز وہ روپیہ بعینہ نہیں بھیجا جاتا حالانکہ اجارہ میں بعینہ دیا جاتا ہے، اور قرض اس لیے نہیں کہ فیس جو ساتھ دی جاتی ہے، وہ ڈاک خانہ واپس نہیں دیتا حالانکہ قرض میں سب کچھ ادا کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے بڑے مولناؤں کی تقریر کا خلاصہ اس کے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ عقد اجارہ ہے ڈاک خانہ ہم سے قرض نہیں مانگتا ڈاک خانہ کو قرضدار قرار دینا خلاف منشاء فریقین اور نیز قواعد ڈاک خانہ کے ہے چونکہ اجارہ ہے اس لئے اس کی اجرت بھی مقرر ہے جس کا نام فیس ہے رہا یہ کہ روپیہ بعینہ نہیں بھیجا جاتا اس کا جواب دیا تھا کہ روپیہ مثلی چیز ہے یعنی جو روپیہ ہم نے ڈاک خانہ میں جمع کیا ہے اس کے ساتھ کے اور روپیہ بھی ملتے ہیں جو کام کے لحاظ ہمارے روپیوں کے برابر ہو بہو ہیں اور مثلی چیز کا حکم یہ ہے وہ یا اس کی مثل دوسری چیز کا دینا جائز ہے بھرنے کا جواب دیا تھا کہ اجیر (مزدور) دو قسم کے ہوتے ہیں ایک خاص جو صرف ہمارا ہی کام کرتا ہے اس سے نقصان کا بھرنا تو ائمہ حنفیہ میں سے کسی کا مذہب نہیں مگر ڈاک خانہ اجیر خاص نہیں بلکہ اجیر مشترک ہے کیونکہ وہ ہمارا ہی کام نہیں کرتا بلکہ ہر ایک کا کرتا ہے اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) کا مذہب ہے کہ جو نقصان اجیر مشترک سے ہو وہ بھرا لینا جائز ہے۔ پس اس حکم کے مطابق ڈاک خانہ اگر نقصان بھرے تو عقد اجارہ میں خلل نہیں آتا یہ ہے ہمارے مضمون کا مندرجہ اہلحدیث ۲۰ مئی کا خلاصہ اسی کو ایڈیٹر صاحب رسالہ ضیاء الاسلام نے بعنوان ذیل مولنا اشرف علی صاحب کے پاس پہنچایا جو درج ذیل ہے۔

سوال: آیا جو منی آرڈر کی یہ تاویل ہو سکتی ہے یا نہیں کہ اس معاملہ کو اجارہ اور فیس کو روپیہ پہنچانے کی اجرت کہا جائے اور اس پر جو دو شبہے ہوتے ہیں ایک یہ کہ روپیہ بعینہ نہیں پہنچایا جاتا اور دوسرے ہلاک سے ڈاک خانہ پر ضمان مشروط ہوتا ہے۔ ان کا آیا یہ جواب ہو سکتا ہے یا نہیں کہ روپیہ بوجہ نقد ہونے کے تعین سے متعین نہیں ہوتا بلکہ ہر مثلی کا یہی حکم ہے کہ اس میں تعین نہیں ہوتی جیسے انڈا کہ عدداً مثلی ہے اور چیزی کہ صنعتاً مثلی ہے اور ضمان مشترک پر ایسی صورت میں کہ ہلاک بفعل اجیر نہ ہو گو وہ ہلاک ممکن الاحتراز ہو صاحبین کے نزدیک مشروع ہے بینوا توجروا۔

جواب: یہ تاویل صحیح نہیں دو شبہوں کی وجہ سے جو سوال میں مذکور ہیں اور ان کے جو جواب دیئے گئے ہیں ان میں سے اول کا جواب تو بالاجماع صحیح نہیں کیونکہ یہ عدم تعین صرف عقود میں ہے باقی امانات و غصوب میں نقود بھی متعین ہیں۔ پس یہ جواب مؤول کا صحیح نہ ہوا اور دوسرے شبہ کا جواب اول تو امام صاحب کے قول پر صحیح ہو سکتا تھا اور جب یہ نہیں تو وہ اجارہ ہی نہیں جو ڈاک خانہ کو اجیر مشترک کہا جاتا ہے اس لئے صاحبین کے قول پر بھی یہ جواب نہ چلا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث ناظرین نے سوال اور جواب جو مولنا اشرف علی صاحب تھانوی نے دیا ملاحظہ فرمالیا، پس اب ہماری طرف سے جواب الجواب بھی سنیئے؛

اجارہ ہی سے مخصوص نہیں بلکہ فقہ کے بہت سے مسائل کی بنا صرف اس بنا پر ہے کہ مالک کی اجیر کے ساتھ نزاع نہ ہو۔ اس لئے کوئی شخص زمین کرایہ پر لے تو جو کچھ اس میں بوئے اس کا ذکر اس کو کرنا ضروری ہے یا یہ کہدے کہ میں جو چاہوں گا بوؤں گا، ورنہ بوجہ نزاع کے خطرہ کے یہ اجارہ جائز نہ ہوگا۔ ہدایہ کتاب الاجارہ باب مَا یَجُوْزُ فِیْہِ الْاِجَارَۃُ وَمَا لَا یَجُوْزُ اس اصول کے مطابق آج ہم منی آرڈر کے طریق کو دیکھتے ہیں تو کوئی نزاع اس مطلب کے ہم نہیں پاتے کہ بھیجنے والے کو وہ روپیہ یا نوٹ یا پونڈ لینے میں کچھ تکرار ہو بلکہ وہ سب کو یکساں جانتا ہے وہ یہ بھی نہیں جانتا۔ نہ جاننا چاہتا ہے کہ بھیجنے والے نے ڈاک خانہ کو کیا دیا

اسی اصول پر یہ مسئلہ ہے جو مولنا اشرف علی صاحب نے بھی تصدیق فرمایا ہے کہ (روپیہ) مثلی ہونے کی وجہ سے عقود کی صورت میں بھی متعین نہیں ہوتے کیونکہ یہ روپیہ اصل مقصود نہیں بلکہ کاروباری کا ذریعہ ہے فقہا نے اس کی صاف تصریح کر دی ہے، پس جب کہ نقود کے عدم تعین کی مثال ملتی ہے، اور اس کی وجہ بھی فقہا کے الفاظ میں ہم بتا چکے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ منی آرڈر کی صورت میں اس تعین پر زور دیں، بلکہ عدم تعین میں نہ نزاع پیدا ہو، نہ تکرار۔

دوسری وجہ جس کو مولنا کمال بلند پروازی سے شبہ کے ساتھ تعبیر فرماتے ہیں، صاحبین کا مذہب ہے جن کے مذہب پر بوقت ضرورت عمل کرنا گویا امام صاحب کے مذہب پر عمل ہے۔ اجیر مشترک تو اس کو کہتے ہیں جو کئی ایک کا کام کرے جیسے دھوبی، درزی جو خاص ایک ہی کے نوکر نہ ہوں۔ ان سے اگر نقصان ہو جائے تو صاحبان کے مذہب میں اس کا بدلہ مالک کو ملتا ہے روپیہ کا بعینہ نہ جانا تو مالک اور مرسل الیہ کو پہلے ہی سے معلوم ہے پھر اس کی شرط ہی کیا۔

ضروری اصول قابل لحاظ اجارہ میں کسی چیز کا بعینہ پہنچانا اصل مالک کے فائدے کے لئے ہے یعنی اصل چیز کو لینا مالک کا حق ہے شرع کا حق نہ ہونے سے اجارہ کی ماہیت یا ذات میں داخل نہیں یہ ظاہر ہے کہ صاحب حق اپنا حق چھوڑ دے تو کسی کو مجال دم زدن کیا، منی آرڈر کرنے والا جس وقت منی آرڈر روانہ کرتا ہے اس کو خوب علم ہوتا ہے یہ روپیہ بعینہ نہیں پہنچے گا، باوجود علم کے وہ روانہ کرتا ہے تو گویا یقیناً وہ اپنا حق خود ساقط کرتا ہے، اس صورت میں عدم جواز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی کیا وجہ ہے۔

امید ہے حضرات مانعین اس پر کافی غور فرمائیں گے۔ ایڈیٹر صاحب رسالہ ضیاء الاسلام سے امید ہے کہ حسب سابق ہمارے معروضات پہنچا کر ثواب حاصل کریں گے۔ (۲۱ ستمبر ۱۹۱۱ء)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۱۵۲ و ۱۵۳)

مذاکرہ علمیہ

بابت وی پی مسائل شرعیہ مروجہ بہت کم ہیں ضروریات زمانہ زیادہ ہیں ایسی ضرورتوں کیلئے شرعی قواعد مقرر ہیں ان سے ایسے مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ آج کل انگریزی تعلیم کے اثر سے متاثر لوگوں کا یہ سوال ہمیشہ سے علماء پر چلا آیا ہے کہ یہ لوگ تو پرانے مسائل میں بال کی کھال اتارا کرتے ہیں۔ مگر نئے مسائل پر رائے زنی نہیں کر سکتے بلکہ ان کا حکم بھی نہیں بتا سکتے۔ مثلاً منی آرڈر کا حکم کیا ہے۔ وی پی کا حکم کیا ہے بظاہر تو بوجہ عام عمل ہونے کے اس قابل بھی نہیں کہ ان کی بابت کچھ سوال کیا جائے یا سوچا جائے لیکن ہمیں جو ضرورت محسوس ہوئی ہے اس کے لحاظ یہ سوچنے سے تعلق رکھتا ہے۔ وی پی کا طریق یہ ہے کہ خریدار (مشتری) فلاں کتاب یا فلاں چیز مجھ کو بذریعہ وی۔ پی بھیج دیجئے۔ اور وہ چیز بائع کی طرف سے چلی جانے کے بعد گم ہو جاوے یا مشتری تک پہنچنے اس کی قیمت اصل مالک بائع تک نہ پہنچے تو یہ نقصان کس کا ہوگا۔ یعنی دونوں صورتوں بائع اصل قیمت مشتری سے لے سکتا ہے یا نہیں؟

تشریح یوں ہے کہ ڈاک خانہ ایک چیز کی صورت میں چیز کو لیتا ہے اس کی اجرت کا سارا بوجھ مشتری پر پڑتا ہے۔ مشتری کے لکھنے پہ ڈاک خانہ میں دی جاتی ہے اس لئے مبنی جواب مذاکرہ یہ ہے کہ ڈاک خانہ وکیل کس کا ہے اور وکیل کیسا ہے وکیل بالبیع ہے یا وکیل بالقبض اس پر یہ جواب مرتب ہوگا کہ ڈاک خانہ کی غفلت کا خمیازہ کس پر پڑنا چاہئے۔ اہل علم ناظرین سے امید ہے جواب باصواب مدلل سے اطلاع فرماویں گے۔ (۱۱ فروری ۱۹۲۱ء)

عرصہ ہوا کہ یہ مذاکرہ جاری کیا گیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ آج کل جو اشیا بسلسلہ وی پی کرنے کا طریق ہے اس میں حسب قانون ڈاک خانہ کی اجرت مشتری کے ذمہ پڑتی ہے۔ اور مشتری کہتا بھی ہے

www.KitaboSunnat.com

کر بذریعہ ویلیو بھیجدے اب بشرط صورت میں سوال یہ ہے کہ صورت میں ڈاک خانہ وکیل کس کی جانب [illegible] یا مشتری کی طرف سے اس کا اثر اس صورت میں ظاہر ہوگا۔ جب اس ویلیو کی قیمت بائع کو وصول نہ ہو کیونکہ اگر ڈاک خانہ بائع کا وکیل بالقبض تو مشتری کا ذمہ پاک اور اگر مشتری کا وکیل اور اس نے بائع ملک قیمت نہیں پہنچائی تو بائع اس قیمت کا ذمہ دار نہیں۔

مذاکرہ علماء کرام نے توجہ نہیں فرمائی، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ساکن جنڈیالہ امرتسر نے ایک مختصر سا مضمون بھیجا ہے جو درج ذیل ہے۔

بہ ذکر علیہ بابت وحی پی کے جواب میں بندہ اپنی ناقص عقل کی بساط کے مطابق عرض کرتا ہے کہ اس بات کے تو آپ بھی قائل کہ ضروریات زمانہ بلحاظ مسائل شرعیہ مروجہ گو یا زیادہ ہیں مگر ان کے مشروع ہونے یا غیر مشروع ہونے کیلئے قواعد شرعیہ مقرر ہیں جن سے ایسے مسائل (متعلق ضروریات زمانہ) مستنبط ہو سکتے ہیں مگر استنباط کرنے والوں کی ضرورت ہے تو کس کا قرآن کریم تو ایسی کتاب ہے جس کی بابت ارشاد خداوندی ہے ناطق۔ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ. پس کون سی حدیث کے ساتھ بعد اس کے ایمان لاویں گے۔

اور حدیث نبوی بھی کہہ رہی ہے۔ لَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ ای لا یصلون الی الاحاطۃ بکنھہا حتی یقفوا وقوف من یشبع ولا تنقضی عجائبہ۔ نہیں پیٹ بھرتے اس سے عالم۔ ای نہیں پہنچتی احاطہ کرنے تک کہ ٹھہرتے ہیں ٹھہرنا اس شخص کا سا جو پیٹ بھرلے خدا سے۔ نہیں ختم ہوتے عجائبات اس کے۔

نیز ابن عباس سے مروی ہے۔ قَالَ جَمَعَ اللّٰهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ عِلْمَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ وَعِلْمَ مَا كَانَ وَعِلْمَ مَا يَكُوْنُ وَالْعِلْمَ بِالْخَالِقِ جَلَّ جَلَالُهُ وَأَمْرَهُ وَخَلْقَهُ۔ اکٹھا کیا اللہ نے اس کتاب میں علوم پہلے اور پچھلے لوگوں کے اور علم اس کا جو تھا اور علم اس کا جو ہوگا اور علم خالق کا بلند جلالیت اس کی اور اس کا اور صنعت خلقیہ اس کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام الٰہی قرآن کریم ہی ایک ایسی جامع کتاب ہے کہ ہر زمانہ کے ضروریات کیلئے استنباط مسائل کرنے تو کون۔ یہی علماء جن کو ورثۃ الانبیاء کہا گیا خواہ کسی کے زمانہ کے ہوں ؎

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود　　مرد باید کہ ہراساں نہ شود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر آج کل کے اکثر علماء جو اس محنت شاقہ کے متحمل ہو سکتے بھی ہیں۔ وہ تو خاموشی کو اختیار کر رہے ہیں یہی وجہ ہے آج کل انگریزی تعلیم سے متاثر لوگ علماء پر معترض ہوتے ہیں، ہائے افسوس ہماری غفلت اور سستی مولانا صاحب جب آپ نے اب وی پی کے مسئلہ کی نسبت ہر طرح سے کھول کر تشریح کر دی ہے تو اب نتیجہ نکالنا بھی کوئی امر ہے۔ کون ذی عقل ہے جو نہیں سمجھ سکتا کہ جب بائع نے اپنی کوئی چیز کتاب وی پی ہو یا منی آرڈر ہو ڈاک خانہ میں دے کر ان سے رسید بھی لیں دے کر وصول کر لی ہے، جس سے وہ چیز (وی پی یا منی آرڈر) ڈاک خانہ کی ضمانت میں آجاتی ہے۔ اگر اس حالت میں وی پی یا منی آرڈر کا نقصان ہوگا، تو ڈاک خانہ ہی ذمہ دار ہے۔ اسی طرح اگر مشتری (مرسل الیہ) نے وی پی یا منی آرڈر ڈاک خانہ سے وصول کر کے رسید لکھ دی پھر اگر یہ روپیہ جو مشتری سے ڈاک خانہ کے قبضہ میں آگیا جو وکیل بالبیع یا بالقبض تھا، ضائع ہو گیا تو وہی ڈاک خانہ ہی ضامن ہے اور نہیں۔ نہ بائع ہوگا نہ مشتری۔ هٰذا ما ظهر لي والله اعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب۔ (اہلحدیث امرتسری تاریخ بوجہ شکستگی نامعلوم ۱۹۲۱ء)

عرصہ ہوا یہ مذاکرہ علمیہ جاری ہوا اہل علم سے جیسی توقع تھی اس پر متوجہ نہیں ہوئے مندرجہ ذیل مضمون قابل غور ہے۔

ایڈیٹر:۔ وی پی ہو یا منی آرڈر دونوں صورتوں میں ڈاک خانہ اجیر کی صورت میں وکیل بالقبض ہوتا ہے، وی پی کی صورت میں صرف بائع کا اور منی آرڈر کی صورت میں مرسل زر کا ڈاک خانہ کی رسید اس کا ثبوت ہے جس کے پاس وہ ہوگی ڈاک خانہ بس اسی کا بصورت اجیر وکیل بالقبض ہوگا وی پی ہو یا اس کی قیمت، راستہ میں گم ہو جانے کی صورت میں مشتری اس کے نقصان کا ذمہ وار نہ ہوگا۔ اسی طرح مقروض کا ارسال کردہ زر گویا وی پی۔ فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ، وَصَحِيفَةً إِلَىٰ صَاحِبِهِ۔ اگرچہ حسن عقیدت اور خدائی تائید سے پہنچ گیا تھا۔ لیکن خدانخواستہ اگر راستہ میں تلف ہو جاتا تو مقروض ادائیگی قرض سے ہرگز سبکدوش نہ ہو سکتا، مرسلہ کے تلف ہونے کے خیال سے مقروض کا خود اس کی خدمت میں زر لے کر حاضر ہوگا۔ اور قرض دہندہ کا مطالبہ کرنا، ادا کنندہ کا دینے انکار نہ کرنا بلکہ دینے کے لئے آمادہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ مشتری وصولی سے پیشتر وی پی اور وصولی کے بعد اس کی قیمت کا ذمہ دار نہیں۔ ثُمَّ قَدِمَ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَاقَةٍ بِأَلْفٍ وَبِثَنَايَا (بخاری) يَا فُلَانُ مَالِي قَدْ طَالَتِ النُّقْعَةُ فَقَالَ أَمَّا مَالُكَ فَقَدْ دَفَعْتُ إِلَى وَكِيلِي وَأَمَّا أَنْتَ فَهَذَا مَالُكَ (فتح) ملکہ سبا نے سلیمان علیہ السلام کو ہدیہ بھیجا وصولی سے پیشتر راستہ میں اگر تلف ہو جاتا تو سلیمان علیہ السلام ہرگز ذمہ دار نہ ہوتے جس طرح ہدیہ قبول نہ کرنے پر اعلان جنگ کیا گیا، ہدیہ تلف ہونے پر بھی ایسا ہی ہوتا اور بلقیس کی مراد ہرگز پوری نہ ہوتی۔ اگر یہ بات درست ہے کہ مرسل الیہ یعنی خریدار کی وصولی شرط نہیں اور یہ کہ موکل وی پی کر دینے سے سبکدوش ہو جاتا ہے تو سلیمان علیہ السلام کا ہدیہ قبول نہ کرنا بے معنی ہوگا۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ مشتری کے لکھنے پر بائع وی پی کرنے کی جرأت کرتا ہے، ٹھیک ہے مگر وی پی کا نقصان اس پر نہیں پڑ سکتا، کیونکہ آج کل کے ڈاک خانہ کے جدید قانون کی وجہ سے تاجران کتب وانڈیبراں اخبارات کا اعلان ہے کہ پیشگی منی آرڈر کر دیا جائے تو کیا منی آرڈر تلف ہونے پر وہ ذمہ دار ہوں گے ہرگز نہیں اسی طرح مشتری بھی نقصان کا ذمہ دار نہ ہوگا رہا یہ سوال کہ جب مشتری کسی صورت میں ذمہ دار نہیں۔ تو پھر کون۔ بائع یا وکیل۔ تو جواباً عرض ہے کہ ڈاکخانہ کی بے احتیاطی اور غفلت وغیرہ کی وجہ سے اگر نقصان ہو تو نقصان ڈاک خانہ پر پڑے گا۔ بِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتَّى تُؤَدِّيَ (دارمی) وَبِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّعِيمُ غَارِمٌ (ترمذی دارقطنی) اگر ڈاک خانہ وغیرہ کی غفلت نہیں تو وی پی یا اس کی قیمت تلف ہونے کا نقصان بائع پر پڑے گا۔ اور ڈاک خانہ بری ہے کما بقولہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَعِيرِ غَيْرِ الْمُغِلِّ ضَمَانٌ وَلَا عَلَى الْمُسْتَوْدَعِ غَيْرِ الْمُغِلِّ ضَمَانٌ الْحَدِيثُ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ وَالْبَيْهَقِيُّ وَصَحَّحَاهُ مَوْقُوفًا وَقَفَهُ عَلَى شُرَيْحٍ۔ نیز نقصان غیر اختیاری صورت میں محکمہ ریلوے و ڈاک ذمہ دار نہ ہوگا کیونکہ یوشع بن نون پر مچھلی گم ہونے کا نقصان نہیں پڑا۔ قَالَ قَتَادَةُ إِذَا تَكَفَّلَ بِنَفْسٍ فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ (بخاری) یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ڈاک خانہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے وکیل بالقبض ہے وکیل بالبیع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وکیل بالبیع کو مبیع کے تصرف میں اختیار ہوتا ہے اور وہ مبیع کے منافع میں حقدار نہ ہونے کے باعث نقصان کا ذمہ دار بھی نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ بن جعد کو اضحیہ کی خریداری میں وکیل بنا کر بھیجا اس کے تصرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جو نفع ہوا عروہ اس کا مالک نہ ہو سکا تو نقصان کی صورت میں اس کا خمیازہ اس پر کیوں کر پڑ سکتا ہے اور حکیم بن حزام کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا (بخاری، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارقطنی) پس وکیل یا ایسا امین وکیل بالقبض میں بہت فرق ہے اور ڈاکخانہ وکیل بالقبض سمجھا جانا چاہئے الا اصل ادا کی یا اس کی قیمت کم ہونے سے نقصان مشتری پر نہیں پڑے گا۔ ڈاکخانہ کی خیانت وغیرہ سے ہو تو ڈاکخانہ پر۔ ورنہ مالک پر۔ اور منی آرڈر کی صورت میں ڈاکخانہ لے یا بھول زر پر کس کے پاس رسید ہوتی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ حدیث کا امتحان مخرج دارقطنی اصل بحث اور مذاکرہ سے غیر متعلق ہونے کی وجہ سے اس مقام پر قابل ذکر نہیں۔ (ابو الوفا ثناء اللہ وزیر آبادی از سسوانی مدرسہ اہل حدیث ۲۳ ذوالقعدہ ۱۳۴۲ھ) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۵)

سوال: سرکاری و غیر سرکاری بینکوں، پوسٹ آفس سیونگ بینک کا سود اہل اسلام کے لئے شرع محمدیہ کے مطابق جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو سود کی رقم کا مصرف قرآن و حدیث کے مطابق کیا ہونا چاہیے۔

(ملک ہدایت اللہ خاں سہجوال)

جواب: جب یہ بتایا گیا ہے روپیہ بغرض حفاظت ان بینکوں میں رکھا جائے تو حسب قاعدہ جو اس پر نفع ملے بعض علماء دیوبند مفتی جمعیۃ العلماء دہلی مرحوم وغیرہ مفتی سود جیسی بالا حور وغیرہ جائز رکھتے ہیں جمہور علماء ناجائز۔ (اہل حدیث ۱۴ اپریل ۱۹۳۳ء)

شرفیہ: بینک یا ڈاکخانہ میں جو لوگ اپنا روپیہ جمع کرکے ان سے نفع لیتے ہیں یہ قطعاً جائز نہیں حرام ہے اس لئے کہ بینک والے اس روپیہ کو سود پر چلاتے ہیں اور ان کا حساب کرکے جتنا سود میں سے اس کا حصہ نکلتا ہے دیتے ہیں اور سود حرام ہے اور بحکم لَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الآیۃ پ ۶ رکوع ۵۔ اگر کوئی نفع نہ بھی لے تب بھی حرام ہے کیونکہ تعاون علی الاثم ہے لہٰذا متعینین کے فتاویٰ مذکورہ باطل ہیں اور [illegible] سے باطل ہے اس لئے کہ قیاس مع الفارق ہے سواری کا جانور بلا غلط ہلاک ہو جاتا ہے بخلاف روپیہ کے وہ ڈوبنے کے سوا جو منتفع ہونے کے لائق ہو جدا ہو جاتا ہے اور قرض میں منفعت سے زائد حاصل ہوتا ہے اس کو محسوب کرنا لازم ہے کما فی الحدیث ملاحظہ ہو۔

(فتاویٰ نذیریہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح | از قلم خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف خاں صاحب رحمانی جھنڈے نگری

اسلام میں سود لینا، سود دینا، سود کے کاغذات مرتب کرنا اور سود کا شاہد بننا تک حرام ہے اور سود خوار کی وہی پوزیشن ہے جو ایک زانی، شرابی اور قمار باز کی ہوتی ہے لیکن یورپ سے جب جونک کی بیماری برصغیر ہندوستان پہنچی تو ہم مسلمانوں نے بھی اسی طرح اس کا خیر مقدم کیا جس طرح اور قوموں نے کیا ہم نے بھی دوسری غیر مسلم جماعتوں کی طرح سود کا لین دین شروع کر دیا اقبال (مرحوم) ہمارے اس کافرانہ نظام کے قبول کرنے پر لکھتے ہیں :

چنین دور آسمان کم دیده باشد   کہ جبریل امین را دل خراشد
بنا کردند خوش دیرے کہ اینجا   پرستد مومن و کافر تراشد

کافرانہ نظریات گھڑتا ہے۔ اور مسلمان اس فاسد نظام زندگی کا عملاً پجاری بنتا ہے۔ اکثر علماء نے اس نظام کی مخالفت بھی کی لیکن مسلم لیڈروں نے اپنے زعم میں کسی کی بھی پرواہ نہ کی اور اس پر عمل پیرا ہو کر اس کا مظاہرہ کرتے رہے مگر اس میں وہی سیاسی الجھنیں پیدا ہو گئیں جو دوسرے سیاسی مسائل میں پیدا ہوتی ہیں یعنی مسلمانوں میں سود لینے والے کم، اس طرح مسلمانوں کا ادا کیا ہوا سود غیر مسلموں کے پاس جانے لگا تو اسے صرف مسلمانوں تک محدود رکھنے کے لئے مسلم بینک قائم کیا گیا۔ حالانکہ لفظ مسلم کی بینک سے اتنی ہی ضد ہے جتنی کہ لفظ شمس کو لفظ لیل سے۔ لیکن ہم نے آج تک شمس لیل کا وجود نہیں دیکھا اور نہ قیامت تک دیکھ سکیں گے لیکن مسلم بینک کا وجود مغربی دنیا کو دکھا دیا۔ جس کا واحد مقصد مسلم غرباء سے سود وصول کر کے مسلم امراء کے خزانہ میں بھرنا ہے اور اس طرح ہم نے کھلم کھلا اسلام اور حدود کا ایک خود ساختہ مقدس ارتجاز دنیا کو کھلا دیا۔ شرعی نقطہ نظر سے اور مشاہدات اور تجربات کے لحاظ سے یہ سود لاکھوں کے لئے مرگ مفاجات ہے۔ اقبال نے خوب لکھا ہے:

سود ایک کا لاکھوں کے لئے مرگ مفاجات   ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جوا ہے

علامہ اقبال اس سود کو لاکھوں کے لئے مرگ مفاجات کا مرادف سمجھتے ہیں۔

اب سنئے ایک اور خطرہ بھی ہے اس سلسلہ میں جو پیش ہے جس کا خطرہ یقینی ہے۔ شریعت اسلام میں سود، شراب، زنا، قماربازی وغیرہ کا مرتبہ بحیثیت حرمت تقریباً برابر ہی ہے۔ لیکن آج جب کہ یورپ نے سود کو عام کر دیا۔ اور قانوناً اس کے لئے جواز مہیا کر دیا تو ہم نے فخر کے ساتھ مسلم بینک قائم کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا اور آگے کل کو بہت سے سرمایہ داروں نے اپنی عیاشی اور سرمایہ داری کی اغراض کے لئے شراب نوشی زناکاری قمار بازی وغیرہ کے لئے بھی قانون جاری کیا گیا۔ تو مسلم شراب خانہ، مسلم زنا خانہ اور مسلم قمار خانہ کے قیام پر بھی فخر ہونے لگے گا معاذ اللہ کیونکہ ہم یورپ کی سرمایہ داری کو قبول کر چکے ہیں اور اسلام کا لفظ تو ہم کو ورثہ میں مل ہی چکا ہے، اور اس کے استعمال سے ہم کو کوئی روکنے والا نہیں۔

اکبر الٰہ آبادی نے ایسے ہی لوگوں کے حق میں کہا ہے۔

جو چیز بھی آتی ہے آپ کے کام کی ہے … لیکن یہ ضروری ہے کہ ہو اسلام کی بھی

بہرحال مسلم بینک کا وجود متعدد مفلوک الحال غریب لوگوں کو مدد پہ قرض دے کر سود انہی سے وصول کرتا ہے اور چونکہ ہر مسلم بینک کو بھی ایک مضبوط قانونی طاقت حاصل ہے جو غریب کاشتکاروں سے وصول کرنے کے وقت جبر کا طریقہ اختیار کر لیتی ہے لہذا مفلس کاشتکار جو واجب الادا کا محتاج ہوتا ہے اپنی زمین، مکان، مویشی وغیرہ گرو رکھنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

اقبال مرحوم نے ایسے ہی مفلوک غریب اور مظلوم کاشتکاروں کے متعلق لکھا ہے۔

دہقاں ہے کسی قبر کا اگلا ہوا مردہ … بوسیدہ کفن جس کا ابھی زیر زمیں ہے

جاں بھی گرو غیر، بدن بھی گرو غیر … افسوس کہ باقی نہ مکاں ہے نہ مکیں ہے

(مصباح بابت رجب و شعبان [illegible]ھ۔ فتاوی ثنائیہ جلد ۲ ص [illegible])

سوال: بعض لوگ دار الحرب میں سود کا جواز بیان کرتے ہیں الخ کیا یہ قول صحیح ہے؟

جواب: فقہ حنفیہ کی ایک روایت ہے کہ دار الحرب میں سود لینا جائز ہے مگر یہ روایت کوئی صحیح نہیں ہاں دار الحرب کے احکام دار الاسلام سے مختلف ہیں۔

(فتاوی ثنائیہ جلد ۲ ص [illegible])

سوال: دار الاسلام اور دار الحرب کی کیا تعریف ہے، ہندوستان کس قسم سے ہے؟

جواب: دار الاسلام وہ ملک ہے جہاں ادائے ارکان اسلام کی آزادی ہو اور تعزیرات شرعیہ جاری ہوں جیسے آج کل حجاز نجد وغیرہ۔ دار الحرب وہ ہے جس کا بادشاہ غیر مسلم ہو اور مسلم حکومت سے اس کی جنگ ہو۔ ہندوستان نہ دار الاسلام ہے نہ دار الحرب بلکہ بقول مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم دار الامن ہے۔

(فتاوی ثنائیہ جلد ۲ ص [illegible])

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین در باب سود کے کہ بعض لوگ اکثر اہل اسلام بدلیل اس کے کہ یہ ملک دار الحرب ہے علاوہ دار الحرب میں سود لینا درست ہے۔ آپس میں ہندوؤں اور عیسائیوں سے سود لیتے ہیں اور دیتے ہیں آیا اس حیلہ سے سود لینا مسلمانوں کو اس ملک میں درست ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

جواب: در صورت مرقومہ جاننا چاہیئے کہ سود کا لینا اور دینا خواہ دار الاسلام ہو خواہ دار الحرب میں حرام اور ممنوع ہے نزدیک امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور امام ابو یوسف اور جمیع علماء رحمہم اللہ کے کیونکہ قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ سے حرمت ربا کی ثابت ہے قطعاً صرف امام ابو حنیفہ و امام محمد فرماتے ہیں کہ دار الحرب میں کافر حربی سے سود لینا درست ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے ملک ہندوستان یہ گمان ہے کہ باوجود تسلط کفار ہرگز دار الحرب نہیں مطابق مذہب امام صاحب کے اس لئے کہ موافق تحقیق اور تتبع علمائے متاخرین حنفیہ کے دار الحرب کی تعریف نزدیک امام صاحب کے یہ ہے کہ جب کل شعائر اسلام کے موقوف ہو جاویں تو اس صورت میں دار الاسلام دار الحرب ہو جاتا ہے اور جب تک ایک سبب بھی شعائر اسلام کا موجود ہوگا تو دار الحرب نہ ٹھہرا نزدیک امام صاحب کے بھی حرام و ممنوع ہوگا۔

وَلِاَنَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةَ صَارَتْ دَارَ الْاِسْلَامِ بِاِجْرَاءِ اَحْكَامِ الْاِسْلَامِ فِيْهَا فَمَا بَقِيَ شَيْءٌ مِنْ اَحْكَامِ الْاِسْلَامِ فِيْهَا تَبْقٰى دَارَ الْاِسْلَامِ عَلٰى مَا كَانَتْ فَاِنَّ الْعِلَّةَ اِذَا ثَبَتَ بِعِلَّةٍ فَمَا بَقِيَ شَيْءٌ مِنَ الْعِلَّةِ يَبْقٰى بِبَقَائِهِ هٰكَذَا ذَكَرَ شَيْخُ الْاِسْلَامِ اَبُوْ بَكْرٍ فِيْ شَرْحِ سِيَرِ الْاَصْلِ وَذَكَرَ فِيْ مَوْضِعٍ آخَرَ مِنْهَا اَنَّ دَارَ الْاِسْلَامِ لَا تَصِيْرُ دَارَ الْحَرْبِ اِذَا بَقِيَ شَيْءٌ مِنْ اَحْكَامِ الْاِسْلَامِ وَاِنْ زَالَ غَلَبَةُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ وَذَكَرَ شَمْسُ الْاَئِمَّةِ السَّرْخَسِيُّ فِيْ سِيَرِ الْاَصْلِ اَنَّ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّ دَارَ الْاِسْلَامِ لَا تَصِيْرُ دَارَ الْحَرْبِ مَا لَمْ يَبْطُلْ جَمِيْعُ مَا بِهِ صَارَتْ دَارَ الْاِسْلَامِ كَذَا ذَكَرَهُ فِيْ كِتَابِ اَحْكَامِ الْمُرْتَدِّيْنَ وَذَكَرَ شَيْخُ الْاِسْلَامِ الْاِسْبِيْجَابِيُّ فِيْ مَبْسُوْطِهِ اَنَّ دَارَ الْاِسْلَامِ مَحْكُوْمَةٌ بِكَوْنِهَا دَارَ الْاِسْلَامِ فَيَبْقٰى هٰذَا الْحُكْمُ بِبَقَاءِ حُكْمٍ وَاحِدٍ فِيْهَا وَلَا تَصِيْرُ دَارَ الْحَرْبِ اِلَّا بَعْدَ زَوَالِ الْقَرَائِنِ فَيُحْكَمُ بِهَا وَكَانَتْ دَارُ الْحَرْبِ تَصِيْرُ دَارَ الْاِسْلَامِ بِزَوَالِ بَعْضِ الْقَرَائِنِ وَهُوَ اَنْ يَجْرِيَ فِيْهَا اَحْكَامُ الْاِسْلَامِ وَذَكَرَ الْاِمَامُ فِيْ فَتَاوَاهُ هٰكَذَا وَذَكَرَ السَّيِّدُ الْاِمَامُ نَاصِرُ الدِّيْنِ فِي الْمَنْشُوْرَاتِ ......

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار الاسلام باجراء احکام الاسلام یخرج عن دار الاسلام کذا فی الفصول العمادیۃ
وھکذا فی الکفایۃ والدر المختار وغیرھما من کتب الفقہ قال مولانا عبد العزیز
رحمہ اللہ بعد نقل ھذہ الروایات المذکورۃ فی جواب السائل المستفتی ما محصلہ
من ھذہ الروایات المعتبرۃ ان ھذہ البلدۃ دار الحرب علی مذہب الامام
الاعظم ابی حنیفۃ بل تکون دار الاسلام کما یعنی لا یجوز للمسلم اخذ الربوا
من اھلھا الکفار او غیرھم لان حرمتہ قطعیۃ ثابتۃ بالآیۃ بقولہ تعالیٰ احل اللہ البیع
وحرم الربوا وبقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل
الربوا وموکلہ کما ھو مذکور فی کتب الاحادیث من الصحاح الستۃ وعلی مذہب
صاحبیہ ترجیح دار الحرب اذا اتفق بینھما اختلافھم فی اخذ الربا من الحربی لا یختلف
عند الامام الشافعی ومذہب احمد وابی یوسف رحمھم اللہ تعالیٰ لا یجوز فی دار الحرب
ایضا وعند الامام الاعظم ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ومحمد یجوز فی دار الحرب کما
قال فی الھدایۃ ولا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب خلافا لابی یوسف رحمہ و
الشافعی رحمہ اللہ انتہی ما نقلنا عنہ بلفظ المرحوم مختصرا۔ اور مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم مغفور
نے بھی یہ جواب مستفتی کے ارشاد فرمایا ہے کہ سود لینا دار الحرب میں حربی سے درست نہیں چنانچہ عبارت
فتویٰ جناب مولانا ممدوح بعینہ نقل کی جاتی ہے۔ در حل حرمت سود در دار الحرب از حربیان کلام
است والیٰ این است کہ حرمت ربا بنص قطعی ثابت است کما قال اللہ تعالیٰ احل اللہ البیع
وحرم الربوا و حلت ربا از کافر حربی در دار الحرب ظنی است پس عمل کردن بدلیل اقوی اولیٰ
است خصوصا وقتیکہ در دار الحرب بودن این دیار علماء را اختلاف باشد پس اجتناب در گرفتن سود
از حربی اولیٰ کردہ الالزام خواہد بود و نیز قاعدہ فقہ است اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام و این
وقتے باشد کہ ہر دو دلیل در یک رتبہ باشد و چون یک دلیل اقوی باشد از دلیل دیگر پس عمل بر اقوی مؤکد
ترمیشود بنا بر این قاعدہ ہم بنا بر احتیاط بباید کہ از گرفتن ربا از معاملہ شود گرفتن سود از حربی ہم باید کہ مسلم
اجتناب با پذیرد تمام شد عبارت فتاویٰ جناب مولانا مرحوم۔ واجب ہے مسلمانوں پر بعد سماعت ان فتاویٰ
پر کہنے سے کسی قوم ملّاں کے سود کے لینے سے ہند دار الحرب میں جو پرہیز واجتناب کریں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مضامین ان آیتوں سے خوف وخطر میں ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ سود خواروں کے حق میں فرماتا ہے ولا
یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس یمحق اللہ الربوا فاذنوا بحرب
من اللہ ورسولہ ۔ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین ومن عاد فاولئک اصحاب
النار ہم فیہا خالدون ۔ وما علینا الا البلاغ واللہ اعلم بالصواب حررہ السید محمد
نذیر حسین عفی عنہ ۔ | سید محمد نذیر حسین | | فقیر محمد خواجہ ضیاء الدین احمد | ہو الجواب
| سید محمد ہاشم | | شیخ محمد قطب الدین | الجواب حق والمجیب محقق | محمد مسعود نقشبندی |
| حسبنا اللہ ... | | محمد یوسف |

چونکہ در سوال مرقوم است کہ سود گرفتن از کفار اہل اسلام بدلیل اینکہ این ملک دار الحرب است موجود
دار الحرب سود گرفتن درست است ہندو و مسلمان باہم دیگر سود می گیرند و می دہند پس از این حیلہ سود گرفتن
مسلمانان را دریں ملک درست است یا نہ ...

جواب این سوال صرف این قدر باید کہ این ملک دار الحرب نیست حسب روایات استفادہ درین صورت
سود گرفتن بالاتفاق درست نیست و سائل سوال از چنین امر پرسید کہ بالاتفاق دار الحرب است و فی کند کہ در
جواب نوشتہ شود گفتگو درین مقدمہ بسیار است در کتب فقہ امام محمد مرقوم است کہ طول بسیار می خواہد
پس جواب ہمیں قدر است کہ این ملک دار الحرب نیست و متعلقہ ہم ازین است در دیگر روایات نیست
کتبہ عبد الرزاق ... محمد سلیمان علی ...

خلاصہ فتاویٰ ان فتووں کا یہ ہے کہ سود لینا کسی حال میں بھی درست نہیں ۔ اور ہندوستان دار الحرب
نہیں ہے ... (فتاویٰ ... جلد ۲ صفحہ ...)

بحث سود بحالت اضطراری

از ... مولانا ... صاحب ... رحمہ اللہ

ہدایت تو یہی ہے کہ قرآن مجید میں جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان میں سود کی حرمت بھی منصوص
ہے واحل اللہ البیع وحرم الربوا ۔ لیکن سود کی حرمت علیحدہ بیان کرنے میں اور اشیاء محرمات
سے کچھ حکمت معلوم ہوتی ہے کیونکہ سود کا بیان بھی حالت اضطراری قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے ...

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ میں اضطراری کا ذکر موجود ہے، وجہ صاف ظاہر ہے کہ اشیاء غیر محرمہ کی حالت اضطراری میں تعدد سے قلیل بطور قوت لایموت میں روا رکھی گئی ہے سود اگرچہ حرمت میں شیٔ محرم ہے تاہم اگر کسی بھی اضطرار کی حالت میں جائز نہیں بلکہ دیگر اشیاء غیر محرمہ جو بحالت اضطراری جائز رکھی گئی ہیں اس کا مقدار نہایت قلیل ہے تو سود جب بحالت اضطرار جائز ہوگا۔ تو اس کا مقدار بھی قلیل ہوگا۔ حالانکہ یہ عرفاً ممکن نہیں ہاں ادنیٰ تو جائز ہی بحالت اضطراری اور جیسے شکل ہے قرآن مجید میں ایک صورت اضطراری کی درج ہیں البتہ جہاں مذکور ہے وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ تو اس کے بعد بطور تفصیل فرمایا فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ اس میں بھی اجازت نہیں بخشی کہ تنگدستی ... (از مرزوق ...)

سوال:- ایک شخص نے دوسرے شخص کے پاس چند روپیہ کے عوض اپنی زمین گرو رکھی اس شرط پر کہ تین برس کے بعد ہم روپیہ دے کر زمین واپس کر لیں گے اور اس مدت میں جو کچھ پیداوار کا منافع ہو وہ اپنے تصرف میں لاوے اور مالگذاری بھی ادا کرتا رہے ...

جواب:- بعض علماء اس صورت گروی کو والی صورت (لَيْسَ الظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ) پر قیاس کرتے ہیں کہ جیسے مرہونہ جانور کا مرتہن کو خرچ کے عوض سواری کا حق ہے۔ بعض اس سے علاحدگی کرتے ہیں ... زمین کے ... جو انصاف ... جائز ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی صفحہ ...) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۳۰ھ

سوال:- ... میں ... فروخت کرنے والوں نے ایک انجمن قائم کی ہے اس انجمن کے کچھ قواعد ہیں جو ممبران کے لئے ہیں یہ ہیں:

(۱) جو کوئی شخص دکان کرتا ہے اس سے سو روپیہ چندہ لیا جاتا ہے، اگر کوئی نہ دے تو ممبران اس کے ہاتھ فروخت نہیں کرتے۔

(۲) ہر ایک ... دو روپے ... چندہ لیا جاتا ہے۔

(۳) جو ممبر انجمن کے قواعد کی خلاف ورزی کرے، اس کو جرمانہ کیا جاتا ہے ... دیتے ہیں ... انجمن کی ... میں خرچ کی جاتی ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی انجمن میں شامل ہونا اور چندہ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

لہ مزید معلومات کے لیے ... حضرت مولانا عبدالسلام صاحب بستوی کا فتوی ملاحظہ فرمائیں ۱۲ راز مرحوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اوپر تنخواہ لی ہو یا دی ہو شریعت کا حکم ہے اگر بدلہ لینا شرعاً ناجائز ہو تو انجمن کے قواعد کی خلاف ورزی کرنے والے کے لیے کون سی سزا دینی چاہیے جو شریعت کے مطابق ہو؟

(محمد صدیق سیکرٹری انجمن اہلحدیث آگرہ)

جواب: بغرض سزا و عبرت یا بغرض انتظام یہ شروط ہیں تو جائز ہے اور اگر یہ اور کسی ناجائز کام ناچ رنگ وغیرہ میں خرچ ہو تو ناجائز ہے۔ لَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (۱۰ شعبان [illegible])

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص [illegible])

سوال: چرسہ، ساگوانی، دھیرو وغیرہ جو بغیر تخم ریزی انسان کے پہاڑوں پر اُگے ہوئے ہیں، اس کے فروخت کرنے کی ملازمت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی شخص نے اگر جائز طریقے سے اس پر قبضہ کیا ہے تو اس کی ملازمت کرنا بھی جائز ہے۔ ظلم سے ہے تو جائز نہیں۔ لَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (۲۰ رمضان [illegible])

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص [illegible])

سوال: ایک حجام سر مونڈنے کا کام کرتا ہے جس میں اسے ڈاڑھی بھی مونڈنا پڑتی ہے۔ پہلے تو مونڈتا تھا اب اس کو اس کام سے نفرت ہو گئی ہے اب وہ کیا کرے ڈاڑھی مونڈے یا نہ مونڈے تو کھائے کیا؟

جواب: ڈاڑھی منڈانا اور مونڈنا دونوں گناہ ہیں۔ اللہ سے ڈر کر یہ کام چھوڑے گا تو خدا اور طرح سے اس کو رزق دے گا۔ مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ الآیۃ (۵ رجب [illegible])

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص [illegible])

سوال: اسامی جس نے چار روپیہ کے حساب لائل کپاس لگایا تھا۔ اب اس کے پاس کپاس ہے نہ روپیہ۔ اس صورت میں بازاری نرخ سے جو ساڑھے آٹھ روپیہ ہوتے ہیں اس کی کپاس دو تین سال آہستہ لینے کا اقرار نامہ لیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایک عقد میں دو عقد کرنے منع ہیں۔ ایک عقد کا فیصلہ پہلے کر لیا جائے یعنی وصول ہو یا اصل رقم اس کے بعد دوسرا عقد کیا جائے۔ (۱۲ جمادی الثانی [illegible])

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص [illegible])

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال :- مردار کا چمڑا کیا خریدنا اور فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب :- مردار کے چمڑے کی خرید و فروخت دباغت (رنگنے) سے پہلے جائز ہے بعض سلف سے ایسا ہی منقول لیکن اس سے فائدہ اٹھانا میرے ناقص علم میں جائز نہیں ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص۴۲۲)

توضیح :- یعنی کچے چمڑے کو استعمال کرنا جائز نہیں دباغت کے بعد استعمال جائز ہے (سعیدی)

سوال :- بیع سلم جائز ہے یا نہیں نیز بیع سلم کا معنی بھی مع شرائط لکھیں!

جواب :- بیع سلم میں مبیع، وقت، قیمت اور جگہ مقرر ہوتی ہیں قیمت دی جاتی ہے اور مبیع وقت مقررہ پر لی جاتی ہے۔ یہ اب بھی جائز ہے۔ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص۴۲۲)

نوٹ :- مفصل تشریح پیچھے گذر چکی ہے۔ مؤلف۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص۴۲۲)

سوال :- بعض دوکاندار سبزی وغیرہ لوگوں کو اس شرط پر دیتے ہیں کہ فصل کے موقع پر بحساب سبزی یعنی جتنی سبزی جاتی ہی گندم لیتے ہیں کیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں!

جواب :- یہ بیع ممنوعہ بیعوں سے نہیں ہے واللہ اعلم۔ (اہلحدیث امرتسر ۲۸ جون ۱۹۴۰ء)

سوال :- ایک مسلمان دوکاندار کے لئے یہ درست جائز ہے کہ ایک چیز کی قیمت سے ڈیوڑھی دو گنی قیمت کرے اور جتنے پر گاہک راضی ہو جائے اس سے لیوے اور ایک ہی چیز کی رقم ایک آدمی سے ایک روپیہ اور دوسرے سے بارہ آنے اور تیسرے سے (جیسا گاہک آئے ویسے) لیوے۔

جواب :- قیمت میں رد و بدل جائز ہے زیادہ کہہ کر کم کر سکتا ہے مگر گاہک کو دھوکہ نہ دے یوں نہ کہے کہ میری خرید اتنی ہے حالانکہ اصل میں ایسا نہ ہو (اہلحدیث) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص۴۲۲)

سوال :- گنے یعنی کماد کا رس اور تاڑ کا میٹھا اور کھٹا رس جس کے پینے سے آدمی مدہوش ہو جاتا ہے اور بھلا برا تمیز نہیں رہتا اس کو خمر کہا جائے گا۔ اور اس کا پینا حرام ہے یا نہیں بصورت حرام اس کا بیچنے والا پینے والا اور زمین بانٹنے کے لئے درخت اجارہ پر دینے والے کا گناہ برابر ہے یا تفاوت اور شریعت میں اس کی حد کیا ہیں؟

جواب :- تاڑی کے رس میں بیع کے وقت نشہ نہیں ہوتا اس لئے بیچنا جائز ہے جس وقت نشہ آور ہو جاتا ہے تو بحکم کل مسکر حرام اس کا پینا ناجائز ہے یہی تاڑ کے درخت کی اصل بیع جائز ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کیونکہ بنا بہ مسکر نہیں۔ (اہلحدیث امرتسر ۲۸ رجب ... ھ) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی صفحہ ...)

تعاقب اس جواب سوال نمبر ۷۵ کا جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ صبح جب تاڑی اتارتے ہیں اس وقت نشہ نہیں ہوتا ... تجربہ سے ... صبح کی تاڑی میں بھی نشہ ہوتا ہے صوبہ بہار میں ... تاڑی ... اور پینے والے اسی وقت پینا شروع کر دیتے ہیں اور ان میں نشہ بھی ہوتا ہے ... خوشی منا رہے ہیں کہ جب صبح کی تاڑی ... فرمایا ہے تو اب صبح کی تاڑی پیا کریں گے مہربانی فرما کر تحقیق کر کے اس فتویٰ کو دوبارہ اہلحدیث اخبار میں شائع کریں۔ — راقم ... محمد ...

جواب: ہم نے صوبہ بہار میں ... دریافت کیا تو یہی بتایا گیا کہ صبح سویرے تاڑی نشہ آور نہیں ہوتی اب جو آپ نے اس کی بابت لکھا ہے تو صحیح فتویٰ یہی ہوگا کہ تاڑی ... حرام ہے مزید تحقیق کے لئے مولوی حکیم عبد الخبیر صاحب کی تحقیق ... اتنا ہے کہ تاڑی نچوڑنے میں نشہ آور ہو ... نشہ پیدا ہوتا ہے۔ (اہلحدیث ...)

تاڑی کی تحقیق

جناب مولانا صاحب ... آپ نے کھجور کی تاڑی کی مزید تحقیق کے متعلق جناب مولوی حکیم عبد الخبیر صاحب کو لکھا ... تحقیق ہے ... جنگل میں ... ضلع مونگیر وغیرہ میں کثرت سے تاڑی ہوتی ہے ... لوگوں کی زبانی ... کے مکان یا زمین میں ... کھجور کے درخت ... نشہ ... تاڑی ... تجربہ کیا ہے کہ صبح سویرے تاڑی ... نشہ ... البتہ نشہ آور ہو جاتی ہے ... خاص کر کے اس ... کہ جسے آپ لوگ تاڑی کہتے ہیں پینے ... تاڑی ... کسی قسم کی ... نہیں ...

www.KitaboSunnat.com

تاڑی کی تعریف

اہلحدیث کے کسی پرچہ میں تاڑی کو دو قسم میں لکھا گیا ہے۔ ایک بے نشہ حلال دوسری بانشہ حرام۔ اس کی مزید تحقیق تاڑی والے علاقے سے دریافت کی گئی جس کا جواب جناب مولانا عبدالجلیل صاحب سامرودی کا لکھا آیا ہے جو حسب ذیل ہے۔ یہ بھی ایک قسم کی تاڑی ہے کہ اس علاقے میں اس کا استعمال بعض علاقے میں بکثرت ہوتا ہے یہ ایک صفت ... [illegible] ... جو شربت سے بھی زیادہ شیریں ہوتا ہے اس کو ... [illegible] ... کے نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ تاڑ یا کھجور کے درخت کو چھید کر شام کو شنڈے سے ایک برتن منہ کا باندھ دیتے ہیں ... [illegible] ... عرق ... [illegible] ... لگتا ہے یہ فرق اتنا ہے کہ دودھ نکالنا پڑتا ہے اور یہ قدرتی طور پر اتر پڑتا ہے اسے علی الصباح اتارا جاتا ہے یہ میٹھا اور شیریں ہوتا ہے ... [illegible] ... کوئی تعلق نہیں البتہ جس ... [illegible] ... رنگ ... [illegible] ... نشہ نہیں ہوتا ... [illegible] ... اور نشہ لاتا ہے ... درخت سے نیرا اتارا جاتا ہے ... [illegible] ... یہ نہیں اترتا تاہم ... [illegible] ... کوئی شبہ نہیں الانشہ کے زمانہ میں۔ عبدالجلیل

نیز ... [illegible] ... جناب ... [illegible] ... اہلحدیث ... [illegible] ... تاڑی یہ ... [illegible] ... مولانا ... [illegible] ... کہ ... [illegible] ... سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشتر اتار کر استعمال کریں۔ اگر تن عبارت باری پینے سے ذرہ برابر جھاگ آجاوے تو بوجہ جھاگ نشہ آور خواہ تھوڑی یا زیادہ مقدار ہو [illegible] حدیث کل مسکر حرام۔

(فتاوی ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۴۴۲)

تعاقب ہمارے ہاں تازہ تاڑی بھی نشہ دیتا ہے۔ آپ کے پنجاب میں ایسا تاڑ ہے جو نشہ نہ دے آپ نے اس کے جواز کا کیوں فتوی دیا؟ (راقم از مئو)

جواب: پنجاب میں تاڑ نہیں دیکھا، پٹنہ وغیرہ میں سنا تھا کہ تازہ میں نشہ نہیں ہوتا، مدار حرمت نشہ پر ہے۔ پس جو تاڑ ایسا ہو کہ اس کے تازہ اور باسی دونوں میں نشہ ہوتا ہو ہر حال میں حرام ہے، بحکم کل مسکر حرام۔ (فتاوی ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۴۴۱)

سوال: سود کے پیسے سے زراعت کی زمین لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور زراعت کی پیداوار جائز ہے یا نہیں اور پیداوار اس کے پیسے سے صدقہ خیرات وغیرہ کرنے سے ثواب ہوگا یا نہیں، از روئے قرآن و حدیث کیا ثابت ہے؟

جواب: سود حرام ہے جو خریدا جائے گا وہ بھی حرام ہوگا۔ واللہ اعلم۔ (فتاوی ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۴۴۱)

سوال: زید بیوپار کرتا ہے اپنے حسب منشا، مثلاً عمرو کو ایک چیز پانچ روپیہ کو دی اور وہی چیز بکر کو ۳ روپیہ کو دی، ایسے ہی خالد کو ۴ روپیہ کو دی، زید نے عمرو بکر و خالد کو خوب کر مال بصاف گوئی کے ساتھ دیا، عمرو بکر و خالد خوشی کے ساتھ لے گئے۔ زید اپنی دی ہوئی چیز اسی وقت ناپسند ہو تو لینے کو بھی تیار ہے، تو زید کی ایسی تجارت کو شرع میں کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔ الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم کے حکم میں داخل ہے۔

(فتاوی ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۴۴۲)

سوال: ایک چیتا قوم کافر نے ایک شخص کا حقہ ایک دفعہ منہ میں ڈال دیا۔ اور وہ چیتا کی زبان دوسری تھی یعنی نہ وہ کسی کی بات سمجھتا تھا اور نہ اس کی زبان کوئی سمجھتا تھا، جس شخص کا وہ حقہ تھا اس نے ۱۲ روپے میں وہ حقہ خرید کیا تھا لیکن اب اس چیتے کافر کو ڈرا کر اور دھمکی دے کر مبلغ دو روپیہ بالعوض اس حقہ کے لئے اور وہ حقہ اسی کے حوالے کر دیا اس چیتے نے اس حقہ کو اسی وقت توڑ ڈالا کیونکہ چیتے لوگ اس حقہ کو استعمال نہیں کرتے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ جو قیمت زبردستی زیادہ لے لئے صرف ناجائز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں یا نہیں اور اگر وہ شخص لے سکتا ہے اس وقت اس پیشے سے جتنا چاہے تو کب لے سکتے ہیں؟

جواب: اصل قیمت سے جتنا زیادہ لیا ظلم ہے اس کو واپس کرنا چاہیے ورنہ واپس نہ کریں گے تو اللہ کے نزدیک وہ موجب دار رہے گا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ [illegible])

سوال: اگر دکان میں کوئی اجنبی گاہک مال خریدنے آئے اور قیمت دے جائے یا دوسری دکان سے خرید کر لایا ہو اور مال بھول کر چلا جائے اور یہ معلوم ہو کہ وہ کہاں کا رہنے والا تھا تو اب اس کے بھولے ہوئے مال اور چیز کو کیا کیا جائے؟

جواب: بھولی چیز لقطہ ہے ایک سال تک اس مالک کا انتظار کیا جائے اگر نہ آئے تو اس کو پہچان کر استعمال کریں کبھی اس کا مالک آجائے تو قیمت دے دیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ [illegible])

سوال: مستورات کو تھیٹر سینما وغیرہ دکھلانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مستورات کو ایسی مجالس میں لے جانا ان کی ذہنیت پر برا اثر ڈالنا ہے۔ [illegible] فقط سینما یا تھیٹر میں فلم آتی ہے اس کو پردے پر دیکھنا جو بطور تجارت روز دکھایا جا رہا ہے جس میں بے شمار منکرات ہیں۔ ان کی تفصیل کے لیے مندرجہ ذیل تشریح ملاحظہ کیجئے۔

تشریح از قلم حضرت العلامہ مولانا ابوالفضل عبدالمنان صاحب دہلوی

مغربی دنیا فخر کرتی ہے اور اسے ناز ہے کہ وہ اپنے علوم و فنون اور ایجادات سے تمام بنی انسان کو فائدہ پہنچا رہی ہے، لیکن اہل مغرب نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ ان کے علوم و فنون سے دنیا کو نقصانات کس قدر پہنچ رہے ہیں۔ یورپ کے علوم و فنون اور اس کی ایجادات و اختراعات کی منفعت بخشی کے ہم معترف اور قائل ہیں۔ اس نے بری و بحری دشوار گزار راستوں کو آسان سے آسان تر کر دیا۔ انسان آسمان پر اڑنے لگا زمین کی طویل مسافتیں چند دنوں اور چند گھنٹوں میں طے کی جانے لگیں۔ چند منٹوں بلکہ لمحوں میں دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک دم بدم کی خبریں پہنچنے لگیں۔ آدمی ایک جگہ بیٹھا ہوا دنیا بھر کی خبریں تقریریں سن سکتا ہے یہ سب کچھ صحیح اور بجا مگر ان علوم و فنون کی ایجاد و اختراع کی روز افزوں ترقی ہی نے یورپ کی جوع الارضی کو اس قدر تیز کر دیا ہے کہ اسے کسی طرح قناعت نہیں ہوتی۔ اصل یہ ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو نتیجہ یہ ہوا کہ مشرقی قوموں کو بہت نقصان پہنچا لیکن ہم نے ایسا بچاؤ کا انتظام کیا جو خوش قسمتی نصیب ہوئی ہے اب تک
ان کی گرفت سے نکلے ہوئے ملک ایسے ہی ہیں کہ بہت کچھ ان کی انگلیوں کے اشاروں پر رقص کر رہے ہیں
بہادر حبشیوں کی سرزمین ملک حبش کی تباہی کا جگر پاش منظر ابھی ہماری آنکھوں کے سامنے ہے حبشیوں کو
اطالیوں کی تہذیب جدید شائستگی اور ان کی شجاعت و بہادری نے نہیں بلکہ تباہ کن ایجادات اور اختراعات
نے غارت کیا۔ جنگیں پہلے بھی ہوا کرتی تھیں لیکن جیسی تباہی اس زمانہ میں ہوئی ہے جنگ عظیم میں ایسے تباہ
کن حالات تھے کہ آناً فاناً میں ساری دنیا کا امن و اطمینان ختم ہو گیا۔ یہ سب یورپ کے
علوم و فنون اور سائنس کی جدید ایجادات اور اختراعات ہی کی بدولت ہوا۔ یورپ کے
علوم و فنون اور اس کی ایجاد و اختراع سے صرف انسانی جانوں ہی کو نقصان نہیں پہنچ رہا ہے بلکہ
مذہب و اخلاق اور تہذیب و شرافت کی بھی تباہی ہو رہی ہے کہ الامان الحفیظ۔

سینما یورپ کی ایک عالمگیر بیماری ہے پہلے پہل تصویریں جاندار انسانوں کی طرح
صرف نقل و حرکت ہی کرتی تھیں لیکن سنا ہے کہ اب وہ باتیں کرنے اور گانے بھی لگی ہیں۔ اس سے
اس کی خطرناکی میں پہلے سے بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ بلا تہذیب کی تباہیوں اور
بربادیوں کے ساتھ یورپ اور امریکہ سے چلی آئی۔ ہندوستان میں آ کر سینما کی
آمد یورپ اور امریکہ کی خوش نصیبی کی انتہا نہیں ہے۔ وہاں ایسی دولت کی
بارش ہوتی ہے جس کے بغیر ہندوستان خالی ہو گیا ہے دوسری طرف دونوں
وقت پیٹ بھر روٹی نصیب نہیں لیکن سینما کے لئے پیسوں کا انتظام ہو جاتا ہے
آنے پیسے کا لڑکا بھی سینما دیکھے بغیر نہیں رہتا۔ نوجوانوں کے اخلاق و عادات کو جس طرح برباد کرتے
ہوئے سینما نے جس طرح ہندوستان کو مالی تباہی و بربادی کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے ہندوستانی
شرافت و تہذیب کو بھی نکال باہر کیا۔ بد اخلاقی و بے حیائی عام کر دی۔ اب سینما کی تباہ کاریاں
حد درجہ پہنچ چکی ہیں یہاں تک کہ شریف گھرانوں کی بہو بیٹیاں
سینما میں جا کر بیٹھتی ہیں اور بے حیائی سیکھتی ہیں سینما کے عادی اور اخلاق
سوز مناظر دیکھتی ہیں۔ جب ان کے شوہر ان کو روکتے ہیں تو کیا ہوتا ہے خود
جاتے تھے ان کی طرح ان سے بھی یہ عادت نہیں چھوٹ سکتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد ازاں کسی مجلس میں کسی کی عزت و حیثیت و مرتبہ نہیں [illegible] لیکن سینما کی ایکٹرسوں میں سے ایک سے پوچھا جائے کہ [illegible] [illegible] اور تصویریں [illegible] کی تصویریں اپنے [illegible] کے نیچے جہاں آرا بیگم زبیدہ بانو [illegible] بیگم [illegible] نام درج ہوتے ہیں [illegible] فاحشہ [illegible] کا نام لینا بھی [illegible] اور [illegible] گھروں میں ان کی تصویریں آویزاں ہیں اور جن مجلسوں میں [illegible] ان کے تذکرے کیے جاتے ہیں، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ سینما نے ہمارے ملک کی اخلاقی حالت کو کس طرح تباہ و برباد کر دیا ہے۔ سینما نے ملک کے نوجوانوں کو جس طرح برباد کر دیا ہے وہ ناقابل بیان مصیبت ہے، وہ سینما میں ایکٹروں کو دیکھتے ہیں اور اپنی زندگی کو بھی ان ہی زندگی کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے [illegible] نہیں ہوتا کہ ان کا کیا حال ہوگا، تجارت ملیامیٹ ہو گی، تعلیم ادھوری رہ جائے گی، وہ سب سے بے پرواہ ہو کر [illegible] شروع کر دیتے ہیں۔ ملک کے دور دراز مقامات سے نوجوان [illegible] بمبئی کا سفر کرتے ہیں اور ایکٹر بننے کے لیے [illegible] آرام میں مبتلا ہو جاتے ہیں (العیاذ باللہ) [illegible] قربانی سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ انہیں [illegible] کے ساتھ کام کرنے اور رہنے سہنے کا موقع مل جائے [illegible] ہمارے ملک کے نوجوانوں کا حال ہے، لیکن ملک کی عورتوں میں بھی یہ جذبہ تیزی سے پیدا ہو رہا ہے چنانچہ وہ بھی اسٹیج پر آنے اور اپنے حسن و شباب اور ناز و ادا کی نمائش کرنے کے لیے [illegible] ان کی شرافت کا اندازہ [illegible]

[illegible] مزدوری کے پیسے [illegible] علاوہ ازیں اس سے اندازہ کیجیے [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلم سازی پر اتنا سرمایہ خرچ کرتے ہیں وہ اس سے کتنا فائدہ حاصل کرتے ہوں گے۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ بعض ہندوستان کے لیے سینما کس قدر خطرناک اور تباہ کن ہے۔ ضرورت ہے کہ علماء کا طبقہ اس طرف توجہ کرے، اور اخبارات، مقررین و واعظین اپنے اپنے حلقہ اثر میں سینما کے نقصانات سے پبلک کو مطلع کر کے اس سے روکنے کی کوشش کریں۔ (اہل حدیث گزٹ دہلی بابت اکتوبر ۱۹۳۰ء)

فائدہ: جو مسلمان سینما بائیسکوپ کا کاروبار کرتے ہیں وہ اسلام کی تعلیم کی روشنی میں اپنے اس دھندے پر غور کریں اور انصاف کی عینک لگا کر دیکھیں کہ ان کا یہ دھندہ حلال ہے یا حرام۔

فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰٓاَیُّھَا الْمُسْلِمُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ؁

سوال: ہر قسم کے آتشبازی مثلاً انار، پٹاخے، پھلجھڑی، رنگین دیا سلائی وغیرہ وغیرہ کا روزگار کرنا کیسا ہے، اور جب کہ اس شے کا استعمال مسلمانوں کے لیے داخل اسراف ہو کر ممنوع ٹھہرا تو ایک متقی مسلمان بیوپاری اگر شب برأت یا ہندوؤں کی دیوالی وغیرہ کے وقت فروخت کرلاتے تو ایک ممنوع شے کی تائید ہوگی یا نہیں؟

جواب: آتشبازی چلانا منع ہے لہٰذا بنانا اور بیچنا بھی منع ہے۔ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

سوال: پتنگ بازی کی تجارت جائز ہے یا نہیں؟

جواب: پتنگ بازی فی نفسہ لہو و لعب ہے اس کی تجارت بھی اسی حکم میں ہے۔ واللہ اعلم۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۵)

سوال: ایک شخص خود مسلمان ہے علاوہ اس نے کارندہ منشی اہل ہنود کو رکھا ہے ملازم کہ تم روپیہ سود پر دے کر سود لیو اور وہ شخص اپنے آپ کو مستثنیٰ رکھتا ہے، بروئے شریعت کیا حکم ہے؟

جواب: کسی ناجائز کام پر ملازم ہونے سے گناہ سے نہیں بچ سکتا کام تو اسی کا ہے، یہ محض فریب ہے خدا تعالیٰ تو نیات پر مطلع ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۲)

سوال: ایک شخص نے ایک زمیندار کو سات سو روپے دے کر اس سے اسٹامپ تحریر کرا لیا ہے اس قرار داد پر روپیہ دیا ہے سوم حصہ غلہ پیداوار فصل کا لیتا رہوں گا۔ اور روپیہ دینے والا کچھ کام نہیں کرتا ہے تو یہ سوم حصہ غلہ جنس پر لینا حرام ہے یا حلال؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: یہ ایک قسم کی شرکت ہے چونکہ یہ پیداوار میں شراکت ہے جس قدر بھی پیدا ہو اس لئے جائز ہے۔ ہاں اگر تعین کرے کہ اتنے من غلہ ضرور لوں گا چاہے پیداوار کم ہو یا زیادہ تو جائز نہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ [illegible])

سوال: تجارت کے لئے ایک شخص نے کچھ روپیہ قرض مانگا ساہوکار نے سود تو طلب نہیں کیا مگر یہ کہا کہ تجارت میں جو کچھ نفع ہو اس میں تیسواں حصہ میرا اس شرط پر قرض دیا۔ یہ سود میں داخل ہوا یا نہیں۔ اس طرح کا قرض جائز ہے یا نہیں۔ قرآن و حدیث سے جواب فرمائیے۔

جواب: صورت مرقومہ میں شرکت ہے جو جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ [illegible])

سوال: چند اشخاص نے ایک شخص سے ناراض ہو کر آپس میں یہ طے کیا کہ اس شخص کے کارخانے کا بنا ہوا مال فروخت نہ کیا جائے اور اس بات کو مستحکم کرنے کے لئے سبھوں نے متفق اللفظ ہو کر یہ کہا کہ ہم میں سے جو کوئی بھی شخص مذکور کے کارخانے کا مال فروخت کرے گا اس کے نطفہ میں فرق سمجھا جائے گا۔ چار چھ ماہ بعد ان اشخاص میں سے بعض نے اپنے عہد کے خلاف عمل کرنا شروع کر دیا۔ سوال یہ ہے کہ اس عہد کے خلاف کرنے والے عند الشرع گنہگار ہیں یا نہیں، اگر گنہگار ہوئے تو اس گناہ سے پاک ہونے کی ان کے لئے کوئی صورت ہے یا نہیں۔ جو لوگ اب تک اپنے عہد کے پابند ہیں اگر خلاف کرنا چاہیں تو کیوں کر کریں کہ گناہ سے بچیں۔

جواب: سوال میں بنا معاہدہ درج نہیں اس کو ضرور دیکھنا ہے۔ اگر وہ جائز ہے تو معاہدہ صحیح ہے، اس کی پابندی لازم ہے۔ اور اگر وہ صحیح نہیں تو معاہدہ بھی جائز نہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ [illegible])

سوال: ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام تمدنی اور دنیوی ترقی کا مانع و مزاحم نہیں ہے اور مال دنیا کی فراہمی کوئی گناہ نہیں ہے، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہؓ مالدار اور ہزاروں لاکھوں درہم ان کے پاس تھے اور بڑی بڑی تجارتیں بھی کیا کرتے تھے۔ مسلمان کے حق میں مسکنت ایک بڑی ذلت ہے جس سے دین و ایمان بھی قائم و برقرار نہیں رہتے، اس کے خلاف یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دنیا میں مسافرانہ طور سے زندگی بسر کرو، مال دنیا جمع نہ کرو، مسکین بن کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ: دنیاوی لوگوں کی صحبت سے پرہیز اور گریز کرو۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے دعا مانگی اور التجا کی تھی کہ بار خدایا مجھ کو دنیا میں مسکین زندہ رکھ اور دنیا سے مسکین ہی اٹھا اور حشر بھی میرا مسکینوں کے زمرہ میں ہی ہو۔ ان دونوں قولوں کی تطبیق کیوں کر ہو سکتی ہے۔ یہ تو اَلضِّدَّانِ لَا یَجْتَمِعَانِ کا مصداق ہے۔

جواب: ان دونوں باتوں میں تطبیق ایک حدیث سے ہوتی ہے جس میں حضور کی دعا یوں مروی ہے۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غِنًى يُطْغِينِي وَمِنْ فَقْرٍ يُنْسِينِي۔ اے خدا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسے غنا سے جو مجھ کو سرکش کر دے اور ایسے فقر سے جو مجھ کو بارے تکلیف کے سب کچھ بھلا دے۔ مقصود محض مال جمع کرنا منع نہیں۔ بلکہ منع یہ ہے کہ اس میں سے زکوٰۃ نہ دے اور اس کا حق ادا نہ کرے … چنانچہ فرمایا … مسکین کے معنی ہیں ایک حالت … عاجزی … سے مسکین ہیں کر تواضع کرتے ہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ صفحہ ۲۲۲)

سوال: منصب کی دکان کرنے کی نسبت … جس میں ہر قسم کی چیز فروخت ہوتی ہے کیا ایسی دکان میں … کا مال بیچنا درست … کیا جاتا ہے۔ از قسم … وغیرہ یہ سب چیزیں از روئے شرع … چونکہ … نشہ آور … یہ چیزیں … ان کا جواب قرآن و حدیث سے عنایت فرماویں۔ بینوا توجروا۔

جواب: جو چیز فی نفسہ حرام ہے اس کا بیچنا کسی طرح جائز نہیں۔ جیسے خمر اور خنزیر وغیرہ۔ جو چیز فی نفسہ حرام نہیں بلکہ اس کا استعمال … کے واسطے … اس کا بیچنا حرام نہیں۔ جیسے انگور یا گیہوں وغیرہ جن سے شراب بناتے ہیں۔ ان کی بیع جائز ہے۔ فعل ناجائز جس کا فاعل خود ذمہ دار ہے …

… وَلَا تَعَاوَنُوا … بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ … مِنْهُمْ … إِنَّ اللّٰهَ …

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۲)

سوال: … نے … بیٹے … نقد … اور … کو … مار … لیکن … کر کے … عذاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ جو ایک قرض دینے والا روپیہ دے کر اس مال و جنس کو واپس لیتا ہے اور شرط یہ ہے کہ جب تک [illegible] نہ پہنچے کسی اور کے ہاتھ بیچنے کی اجازت نہیں کیا یہ جائز ہے؟

جواب: یہ صورت بیع سلم کی ہے اور یہ جائز ہے جس شخص کی بیع سلم ہو وہ اس مال کو قبضہ سے پہلے فروخت نہ کرے حدیث شریف میں ہے۔ لَا تَأْخُذْ إِلَّا سَلَمَكَ أَوْ رَأْسَ مَالِكَ

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ ۲۲۲)

سوال: موجودہ زمانہ میں جب کہ حکومت کی طرف سے اشیاء پر کنٹرول ہے ایک شخص چینی یا کپڑا وغیرہ اپنے پرمٹ پر حاصل کر کے زیادہ قیمت پر فروخت کر دیتا ہے۔ جب لوگوں نے اس سے کہا کہ ایسا کرنا قانونی طور کی رو سے جرم ہے تو اس نے کہا کہ جرم ہے تو ہو لیکن شریعت نے تجارت کو جائز قرار دیا ہے، اور یہ بھی تجارت ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کا یہ جواب کہاں تک درست ہے۔

جواب: اس کا قانونی جرم کو جائز کہنا غلط ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اَلْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ یعنی گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو برا سمجھے کہ لوگوں کو خبر ہو یہ حدیث بالکل اس پر صادق آتی ہے کیونکہ جرم ہو جاتا ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۴۲۵)

تشریح: از حضرت العلام مولانا ابو سعید محمد شرف الدین صاحب محدث دہلوی

سوال: جب اپنے مال کا ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس قیمت سے چاہے بیچے تو بلیک مارکیٹ میں بیچنا کیوں ناجائز ہے جیسے کہ تراضی طرفین بھی ہو اور خریداروں کی [illegible] ہے، اگر حکومت غیر مسلم کی ہے اور تسعیر تو جائز نہیں اور اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا [illegible] بیع میں داخل ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اَقُوْلُ بِحَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهِ وَهُوَ الْهَادِي إِلَى الصَّوَابِ بلیک مارکیٹ یعنی چور بازاری جائز نہیں قطعاً حرام ہے اور جو آیت اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ الآیۃ پیش کی گئی ہے [illegible] اس لیے کہ بیع شرعی میں کسی شخص کا اور کے مال میں کسی قسم کا تصرف مطلقاً ہو نہیں سکتا بلکہ دیگر تصرفات میں شرعی اجازت نہ ہو اس لیے کہ [illegible] ہر قسم کے تصرف خصوصاً بیع میں [illegible] کے ارکان و شروط و ترک موانع کا ہونا بھی لازم ہے [illegible] خیار [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصوص نہ بار بار کی بیع میں بصورت عدم مساوات بھی عہد نبوی میں ہوتی تھی مگر پھر بھی حدیث نبوی میں اس کی حرمت کتب صحاح ستہ میں موجود ہے ایسے ہی اور بھی کئی ایک قسم کی بیوعات میں باوجود تراضی طرفین کے حرمت ثابت ہے جو مطالب بلیعین پر مبنی نہیں ہیں اور تراضی طرفین تو قمار یعنی جوئے میں بھی ہوتی ہے مگر وہ قطعاً حرام ہے اور عہد نبوی کی عدم تسعیر پر حال کے کنٹرول کو قیاس کرنا غلط ہے اس لئے عہد نبوی میں قدرۃً جو قحط سالی ہوئی تھی وہ عرف عام ہو گیا تھا، اور ظاہر و علانیہ تھا چور بازاری نہ تھی اس پر صحابہ رضوان اللہ علیہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ارزانی کی درخواست کی یعنی تسعیر و کنٹرول کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قدرتی عرف عام کو نہ توڑا نرخ مقرر نہ کیا آپ کا نہ توڑنا بالکل صحیح تھا اور زمانہ حال میں جو حکومت غیر مسلم نے کنٹرول کیا ہے وہ عرف عام کے درہم برہم ہونے کے بعد کیا ہے، اور اب مجبوراً یہی عرف عام ہو گیا ہے، اس لئے کہ عرف عام قدیم ارزانی کا تو رہا نہیں۔ پھر اگر اس پر بھی عمل نہ کیا جائے گا تو بلیک والوں کا ظلم حد سے بڑھ جائے گا گرانی سے عوام الناس کی حق تلفی و آزردگی اور تکلیف شدید ہو گی جس سے نظام ممالک کے درہم برہم ہونے کا اندیشہ ہے لہٰذا یہی حکومت کا مقرر کردہ نرخ مجبوراً عرف عام قرار پائے گا۔ اور نسبتاً بلیک سے اس میں رفاہ عامہ بھی ہے اور نسبتاً عرف عام کے قریب تر بھی ہے لہٰذا اسی کا اعتبار ہو گا اور عرف عام وہ ہوتا ہے جو ہر شخص مسلم غیر مسلم صالح غیر صالح سب میں بلا کسی اعتراض کے مروج ہوتا ہے اور ظاہر و علانیہ ہوتا ہے چوروں اور ڈاکوؤں کے بیعاً مال کی طرح چھپ کر نہیں ہوتا جیسے کہ بلیک والے کرتے ہیں، لہٰذا بلیک عرف عام نہیں ہو سکتی پس ناجائز و حرام ہو گی۔ اب بلیک یا چور بازاری کے موانع یا اس کے ابطال کے دلائل ملاحظہ ہوں

دلیل اول بلیک بازی میں چوری ہوتی ہے، اور اسی کا نام ہی چور بازاری ہے، جو گناہ کبیرہ و حرام ہے اور بلیک والے حکومت کے بھی چور اور قانون شکن ہیں، اگرچہ وہ بعض اہل کاروں کو رشوت دے کر ہی جا کے بلیک کرتے ہیں، وہ اہل کار حکومت کے چور ہیں، اور رعایا و عوام الناس کے بھی چور کہ ان کا حق کاٹ کر گرانی شدید سے دوسروں کو دیتے ہیں، اور غرباء بے چارے محروم رہ جاتے ہیں، ان کو کہا جاتا ہے کہ مال ہی نہیں ہے یا اور ردی مال ان کو دکھاتے اور دیتے ہیں، اور عمدہ اچھا مال دوکان میں کالی ہوتا ہے، اور چوری کرنا حرام و ممنوع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا تسرقوا، صحیح بخاری، مسلم و مشکوٰۃ صلہ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم نے فرمایا ہے لَا یَزْنِی الزَّانِی حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ۔ صحیح بخاری، مسلم و مشکوٰۃ ص۔ یعنی چور چوری کرتے وقت ایماندار نہیں رہتا ہے۔

دلیل دوم یہ کہ اس میں جھوٹ بولا جاتا ہے۔ کہ حکومت سے کنٹرول ریٹ پر بیچنے کے لیے مال لاتے ہیں پھر اس کے مطابق نہیں بیچتے، تو ایک جھوٹ تو حکومت کے سامنے بولا، دوسرا یہ کہ جب غرباء و عوام الناس کنٹرول ریٹ پر مال لینے آتے ہیں تو ان کو کہہ دیتے ہیں کہ مال نہیں آیا یا بک گیا حالانکہ مال دکان میں کافی ہوتا ہے جس کو وہ بلیک کرتے ہیں تیسرا جھوٹ یہ کہ جب کوئی تفتیش کے لیے آتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم بلیک نہیں کرتے کنٹرول ریٹ پر ہی بیچتے ہیں، اور جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ اور حرام ہے اور بحکم قول اللہ تعالیٰ۔ اِتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا پ ۲۲ ع ۷۔ اللہ سے ڈرو اور بات پکی سچی کہو۔ سچ بولنا فرض اور جھوٹ بولنا حرام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ۔ مسند احمد و بیہقی مشکوٰۃ ص۔ جب بولو تو سچ بولو، صیغہ امر وجوب کے لئے ہے لہٰذا سچ بولنا فرض اور ترک فرض حرام قطعی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جھوٹ بدکاری اور بدمعاشی کا راستہ دکھاتا ہے اور بدکاری و بدمعاشی دوزخ کی راہ دکھاتی ہے صحیح بخاری و مسلم و مشکوٰۃ ص۔ پس بلیک کرنے والے دوزخ کی طرف چلتے ہیں۔

دلیل سوم یہ بلیک عہد شکنی بھی ہوتی ہے کہ حکومت سے کنٹرول ریٹ کا عہد کر کے مال لاتے ہیں اور پھر عہد توڑ کر کنٹرول ریٹ پر نہیں بیچتے اور بلیک بیچتے ہیں یعنی ایسی شدید گرانی سے بیچتے ہیں جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، مال کیا بیچتے ہیں لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ اور بحکم قول باری تعالیٰ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا۔ الآیۃ پ ۱۵ ع ۴۔ عہد کو پورا کرنا فرض ہے، اور ترک فرض اور عہد شکنی ممنوع اور حرام قطعی ہے، بلکہ بحکم حدیث نبوی گناہ کبیرہ و نفاق و بے ایمانی ہے صحیح مسلم، مشکوٰۃ۔

دلیل چہارم اس میں خیانت اور عوام الناس کی حق تلفی ہے کہ حکومت نے عوام و غرباء وغیرہ کے لیے کنٹرول ریٹ پر بیچنے کے لیے ان کو مال دیا تھا، اور بلیک والے ان کا حق کنٹرول ریٹ پر ان کو نہیں دیتے، دوسروں کو بلیک بیچتے ہیں۔ یہ کام بھی حرام و ناجائز اور نفاق و بے ایمانی کا ہے، جیسا کہ حدیث نبوی میں آیا ہے صحیح بخاری و مسلم۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل پنجم اکثر محکمہ رشوت کا ٹھیکہ معین بھی ہوتا ہے۔ بلیک والے حکومت کے اہل کاروں کو رشوت دے کر مال زائد لاتے ہیں۔ یا بہ سبب رشوت دینے کے بیچ دیتے ہیں یا پکڑے جانے پر رشوت دے کر چھوٹ جاتے ہیں۔ اور شریعت سے بھی بعض وجوہ پر سٹہ بازی بلیک کرتے اور رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا بحکم حدیث شریعت نبوی دونوں ملعون ہیں۔ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ رواه ابو داؤد والترمذی وابن ماجه وغیرهم مشکوٰۃ ص۳۲۶ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے اھ ۱۲

دلیل ششم احتکار منع ہے جس کا معنی مطلقاً اشیائے خوردنی و نوشیدنی و پوشیدنی وغیرہ ضروریات زندگی و معاونِ زندگی کی عدم یا قلت شدیدہ و گرانی شدیدہ سے انسان کی زندگی تلخ و دوبھر ہو جائے اور ان کو بوقت ضرورت گراں بیچتا ہے۔ اور مویشی وغیرہ حیوانوں کی زندگی کی ضروریات چارہ وغیرہ بھی اس میں شامل ہے بلکہ ایسے زمانے کا غذ بھی اس میں داخل ہے جس پر قرآن مجید و حدیث شریف اور دیگر کتب دینیات تفاسیر و شروح احادیث وغیرہ کے کام آتا ہے وہ بھی اس میں داخل ہے کہ دین پر روحانی زندگی کا دارومدار ہے اور دین کا قرآن و حدیث و دیگر کتب دینیہ اور وہ کاغذ پر چھپتے ہیں قاموس میں ہے۔ اَلْحُكْرُ الظُّلْمُ وَاِسَاءَةُ الْمُعَاشَرَةِ وَاحْتَكَرَ اَخْذًا اِحْتِبَاسُهٗ انْتِظَارًا لِغَلَائِهٖ انتہی۔ حاصل یہ ہے کہ حکرہ یا احتکار کا معنی ظلم و کسی کی حق تلفی یا حق کی کمی و معاشرت و برتاؤ میں برائی ہے اور آگے جو حدیث میں اس کا ذکر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اشیاء مذکورہ کو روک کر شدید گرانی سے بیچنا جس سے انسانی زندگی تلخ و دوبھر ہو جائے اور احتکار صرف غلہ یا خوراک کے ساتھ مخصوص نہیں جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے امام نووی فرماتے ہیں قَالَ اَصْحَابُنَا الْاِحْتِكَارُ الْمُحَرَّمُ هُوَ الْاِحْتِكَارُ فِي الْاَقْوَاتِ خَاصَّةً وَاَمَّا غَيْرُ الْاَقْوَاتِ فَلَا يَحْرُمُ الْاِحْتِكَارُ فِيْهِ بِكُلِّ حَالٍ نووی ص۳۱۔

اسی بحکم حدیث نبوی عام ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ رواه مسلم۔ وفی روایة ابن ماجه اَلْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ انتہی مشکوٰۃ ص۲۵۱ و ص۲۵۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ احتکار کرنے والا یعنی اشیائے ضروریات انسانی زندگی کو روک کر گرانی سے بیچنے والا گنہگار و ملعون ہے دوسری حدیث اس سے بھی عام ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ اَسْعَارِ الْمُسْلِمِیْنَ لِیُغْلِیَہٗ عَلَیْھِمْ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّقْعِدَہٗ بِعُظْمٍ مِّنَ النَّارِ اِنْتَھٰی۔ اَخْرَجَہٗ اَبُوْ دَاؤُدَ الطَّیَالِسِیُّ وَالْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدَیْھِمَا وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ سُنَنِہٖ اِلَّا قَوْلَہٗ اِلَّا تَعْلِیْقَ جلد ۵ ص۲۳۹ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کی اشیاء کی خرید و فروخت کے نرخوں میں دخل دے گا تاکہ ان پر گرانی کرے، تو مقرر اللہ تعالیٰ اس کو ایذا کرے گا جہنم میں بٹھائے گا انتہیٰ۔ اس حدیث میں لفظ من شیء المسلمین المعرّف باللام ہے جو مفید استغراق ہے نیز شیء بھی نکرہ ہے جس سے عموم کی تاکید ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی مسلمانوں کی اشیاء ضروریہ زندگی کی خرید و فروخت کے نرخوں میں دخل دے کر گرانی کرنے والا خواہ وہ اشیاء از قسم طعام ہوں یا غیر طعام اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو گا یعنی آگ پر بیٹھنے والا۔ ایسے ہی ایک اور حدیث بھی عام ہے۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَکَرَ حُکْرَۃً یُّرِیْدُ اَنْ یُّغْلِیَ بِھَا عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ فَھُوَ خَاطِیءٌ۔ انتہیٰ ساقہ الحاکم فی المستدرک ذَکَرَہُ الْحَافِظُ وَسَکَتَ عَنْہُ تحفۃ الاحوذی جلد ۲ ص۲۳۹۔ جو شخص اشیاء ضروریہ کو مسلمانوں پر گرانی کرنے کے ارادے سے روکتا ہے وہ گنہگار ہے۔ یہ تمام حدیثیں ہر قسم کی اشیاء کے احتکار میں عام ہیں اور قاموس سے بھی احتکار کا معنی عام ثابت ہو چکا ہے تو اب بعض علماء کا احتکار کو طعام کے ساتھ خاص کرنا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ان کا استدلال بعض روایات میں طعام کے ذکر خاص سے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ احتکار کے ایک فرد کی تنصیص ہے تخصیص نہیں جس کی تحقیق نیل الاوطار جلد ۵ ص۲۳۹ میں ہے کہ اس قسم کی تنصیص و تصریح سے تخصیص و تقیید کا خیال مفہوم لقب سے ہے جو جمہور محدثین کے نزدیک معتبر نہیں۔ جیسا کہ اصول حدیث میں مصرح ہے انتہیٰ نیز اگر طعام کے ساتھ احتکار کو خاص کیا جائے تو پھر اوپر کی احادیث المسلمین والی حدیث کے ساتھ تعارض واقع ہو گا لہٰذا تطبیق یا توجیہ یہی ہے کہ وہ احتکار کے ایک فرد کی تنصیص ہے جو تخصیص نہیں کما فی نیل الاوطار۔

پس ثابت ہوا کہ طعام کے ساتھ احتکار کو مخصوص کرنا حدیث نبوی اور جمہور محدثین و اصول حدیث کے خلاف ہے اور بلیک بالکل احتکار ہے جو آج کل چاول، چینی، گیہوں اور اس کے آٹے سوت کپڑے اور کاغذ وغیرہ میں ہو رہا ہے۔ بالکل حرام ہے شریعت کا اصل منشا احتکار سے منع کرنے کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ عوام الناس کو زندگی کی ضروریات کے عدم یا قلت سے تکلیف دہ ہو کر جس سے ان کی زندگی برباد یا تلخ ہو جاوے اور نظام معاش کے درہم برہم ہونے کا اندیشہ ہو چنانچہ اس امر کا ذکر دلیل ہفتم میں آئیگا اور جیسے کہ طعام کی بندش یا قلت و گرانی میں لوگوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے ایسے ہی سوت کپڑے کا غذا دویہ وغیرہ ضروریات زندگی کے عدم یا قلت میں ہوتی ہے، لہٰذا ان کل اشیاء میں بلیک حرام ہے۔

دلیل ہفتم ہر قسم کی اشیاء ضروریات زندگی کی بلیک میں مسلمانوں کو اذیت و تکلیف میں ڈالنا ہوتا ہے جو بحکم حدیث نبوی ناجائز و حرام ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّشَاقِقْ یَشْقُقِ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (متفق) صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۰۵۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر مشقت ڈالے گا، اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو مشقت میں ڈالے گا، وعید شدید بلیک کی حرمت میں بیّن دلیل ہے۔

دلیل ہشتم بلیک میں فریب دغابازی جعل سازی اور دھوکا بازی بھی ہوتی ہے کہ فرضی پرمٹ بنا کر دھوکہ دے کر مال وصول کر کے بلیک کرتے ہیں جو بحکم حدیث نبوی حرام و ناجائز ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ جَامِعِہٖ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ (ترمذی ص ۱۴۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی ہمارے طریقے اور ہماری امت سے الگ ہے، پس یہ بھی بلیک کی حرمت کی دلیل ہے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَلْعُوْنٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا اَوْ مَکَرَ بِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ (مشکوٰۃ ص ۴۲۸) یعنی جو شخص کسی مومن کو ضرر پہنچاتا ہے یا اس کے ساتھ مکر و فریب کرتا ہے اور دھوکہ دیتا ہے وہ ملعون ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِیْمٌ رواہ ابوداؤد والترمذی والحاکم جامع صغیر ص ۔ مومن بھولا اور شریف الطبع ہوتا ہے یعنی بامروت ہوتا ہے اور بدمعاش دھوکہ باز بخیل، یہ حدیثیں بھی بلیک کی حرمت کی دلیلیں ہیں کہ بلیک کرنے والا دھوکہ بازی کرتا ہے۔

دلیل نہم بلیک میں حدیث نبوی اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ (متفق) صحیح بخاری ص ۱۳ جلد ۱ کی بھی مخالفت ہے، کہ حدیث میں مسلمانوں کی خیرخواہی و بھلائی کی تعلیم ہے اور بلیک میں مسلمانوں کی بدخواہی و شکایت اور حق تلفی ہے لہٰذا حرام ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل دہم | بلیک میں حدیث نبوی لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ (صحیح بخاری ص ج ۱) کی بھی مخالفت ہے کہ حدیث سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ وہ مسلم بھائی کے لئے وہ امر پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور بلیک والا اپنے لئے بھائی و سرمایہ داری چاہتا اور دوسرے مسلم بھائی کے لیے بدخواہی اور اس کا مال لوٹنا لہٰذا ناجائز و حرام ہے۔

دلیل یازدہم | حدیث نبوی میں ہے۔ اَلْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ ص ۴۲۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ وہ ہے جس کا تیرے سینے میں کھٹکا و شبہ گذرے اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تجھ کو ناگوار گذرے اور اسلام کے مدعی کو اس کے عدم جواز کا شبہ ضرور ہوتا ہے، خصوصاً تفتیش کرنے والوں سے تو ضرور ہی اس کو ناگوار ہوتا ہے اس لئے تو انکار ہی ہی نہیں سکتے لہٰذا یہ گناہ اور ناجائز و حرام ہے۔

دلیل دوازدہم | یہ کہ شریعت اسلامیہ میں بیع و شرا میں کتاب و سنت کے عموم یا خصوص کا اعتبار ہے یا عرف عام کا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ الآیۃ (پ ۹ ع ۱۴) اور صحیح بخاری میں ہے بَابُ مَنْ أَجْرَى أَمْرَ الْأَمْصَارِ عَلَى مَا يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ فِي الْبُيُوعِ وَالْإِجَارَةِ وَالْكَيْلِ وَالْوَزْنِ وَسُنَنِهِمْ عَلَى نِيَّاتِهِمْ وَمَذَاهِبِهِمُ الْمَشْهُورَةِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ انتہٰی ملخص (ج ۱ ص ۲۹۸) خلاصہ یہ کہ بیع و شرا وغیرہ معاملات کا مدار و اعتبار کتاب و سنت یا عرف عام پر ہے اور یہ چور سبب ادا مذکورہ بالا بلیک نہ کتاب و سنت کے مطابق ہے نہ عرف عام کے بلکہ ان کے مخالف ہے اس لیے کہ عرف عام قدیم ازلی کا تو تعلق نہیں اور نہ ہی عرف عام حال کا ہے جو بہ سبب کنٹرول حکومت کے مجبوراً عرف عام ہو گیا ہے اس لئے صرف عام اعلانیہ و ظاہر ہوتا ہے، اور بلیک چھپ کر چوری سے ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ عرف عام نہیں ہو سکتی ہے، پس حکومت کا نرخ مجبوراً عرف عام ہو گا اس سے اگر یہ بھی نہ ہو گا تو پھر اور کیا عرف عام ہو گا، اور پھر بلیک حرام ہو گی۔

دلیل سیزدہم | قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الآیۃ پ ۵ لوگو!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے کے مال کو آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ باطل کا طریقہ بڑا وسیع ہے، اور اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ بلیک امر باطل ہے لہٰذا ناجائز و حرام ہے۔

دلیل چہارم ادلہ مذکورہ بالا یعنی ہیں شرعیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ بلیک ناجائز و حرام ہے تو بحکم حدیث نبوی دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَىٰ مَا لَا يُرِيبُكَ أخرجه الترمذي ج ما ت د صححه النسائي عنه ملك وغيره۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس امر میں تم کو شک اور قلق ہو اس کو چھوڑ کر یقینی امر پر عمل کرو، اب کوئی بالکل ہی سیاہ قلب ہو گا کہ جس کا دل مسخ ہو گیا ہو گا وہی بلیک میں شبہ نہ کرے گا کہ شیطان کا اس پر پورا قبضہ ہے ورنہ مسلم کو ضرور کم از کم وہ دل میں کھٹکتی ہے۔ لہٰذا حرام ہے اور اس کا چھوڑنا فرض واجب ہذا واللہ اعلم۔

۲۵/ جولائی ۱۹۴۸ء

سوال:- کیا جو شخص سنٹرل بنک تعاون گورنمنٹ کا ممبر ہو اور خود بھی بنک کے ذریعے روپیہ سودی پر بہ استقراضاً لیتا ہو اور عوام الناس کو بھی اس سنٹرل بنک کی طرف رغبت دیتا ہو اور ایسے سود لینے کو جائز کہتا ہو اور رشوت وغیرہ اعلانیہ کھاتا ہو، اور صد درجہ کا غیبت گو ہو، حتیٰ کہ علماء کرام موجودہ کی بھی سخت سے سخت غیبت کرنے میں دریغ نہیں کرتا، اور نہایت قبیح فحش اور فحیح ہو در آں حالیکہ شخص موصوف چند کتب حدیث بھی پڑھا ہو۔ اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں امامت اس کی اتفاقیہ ہو یا مقررہ؟

جواب:- شخص مذکور میں اگر واقعی یہ صفات قبیحہ پائی جائیں۔ تو امام نہ بنایا جائے۔ حدیث شریف میں ہے۔ اِجْعَلُوْا أَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ اپنے میں سے اچھے شخص کو امام مقرر کیا کرو، اور اگر اتفاقیہ پڑھا دیا ہے تو ملا جانا چاہیے بحکم وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ

تشریح:- بنک وغیرہ سے تعلق رکھنا کیسا ہے۔ سود کے حکم میں ہے یا نہیں۔ پس واضح ہو (۱) سیونگ بنک قائم کرنے کا منشا یہ ہے کہ وہ لوگ جو تجارت پیشہ نہیں ہیں۔ اور ان کی رقم ان کے پاس فاضل پڑی ہے، اس بنک میں جتنا روپیہ چاہیں جمع کریں، اور سرکار اسے جس مصرف میں چاہے صرف کر کے فائدہ حاصل کرے اور اس نفع میں سے بحساب سالانہ فی صدی انہیں بھی کچھ دے۔

ملہ بنا بریں یہ فتویٰ یہاں درج کیا گیا ہے ۱۲ (راز مرحوم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حالت میں روپیہ جمع کرنے والے کو بلا مشقت نفع ملتا ہے، یعنی وہ روپیہ دے کر روپیہ بڑھاتا ہے جو یقینی ربا کی صورت ہے جیسا کہ حدیث سے صاف ظاہر ہے۔ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ

متفق علیہ۔

اور صحیح مسلم میں یوں ہے:۔ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا۔

دوسری روایت میں اور بھی صاف کر دیا ہے:۔ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَهُوَ رِبًا۔ لیکن شراکت فی التجارت تو اس کی شکل ہی جدا ہے، کیونکہ اس میں نفع و نقصان پر حصہ لگتا ہے اور بنک میں شرط نہیں پائی جاتی ہے، لہٰذا اس مد میں روپیہ لگانا تجارت کے تحت سے خارج ہو گیا۔

ربا کا اصول یہ ہے کہ اس سے ایک شخص بلا محنت فائدہ حاصل کرتا ہے، اور دوسرا مفت میں نقصان اٹھاتا ہے، اور یہ جزو ہے لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ۔ قابل غور ہے، اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ بنکوں میں اس کی مثال کہاں تک ملتی ہے۔ ظاہر ہے کہ سرکار روپیہ جمع کرنے والے کو انٹرسٹ دیکر اپنا نقصان نہیں کرتی ہے، بلکہ اس رقم سے نفع اٹھا کر کچھ دیتی بھی ہے۔

اب یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ گورنمنٹ کو ہمیشہ فائدہ ہی ہوتا ہے یا کبھی نقصان بھی اس پر صاحب علم اور وہ اشخاص جو اس معاملے سے واقف کار ہیں، روشنی ڈالیں، اگر گورنمنٹ کو نقصان بھی ہوتا ہے، تو وہ اس کی تلافی کی کوئی نہ کوئی صورت اختیار کرتی ہوگی یا روپیہ جمع کرنے والوں پر اس کا بار آتا ہوگا یا رعایا پر اس کا بوجھ ڈال کر اپنا نقصان پورا کرتی ہوگی۔ واللہ اعلم۔ اور یہ جو ترقی تو ہمارے روپوں کی بدولت ہو۔ غرض یہ کہ ایسے بنکوں میں شرکت کسی طرح درست نہیں۔

(۲) ایک بنک وہ بھی ہیں جو مہاجنی اصول پر چلتے ہیں۔ امانت دار نہیں بلکہ سود خوار اس میں روپیہ جمع کرتے ہیں وہ بغرض حاصل کرنے سود اور تجارت پیشہ والے اس سے سودی قرض حاصل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ گویا اس کے قائم کرنے کا خاص منشا یہی ہوتا ہے کہ سود لیں اور دیں۔ اور اس کی ضرورت نہیں کہ اس کا استعمال کہاں ہوتا ہے۔ ایسے کاموں میں یا بیسے۔ کیونکہ اس کی بنا ہی سود پر ہے جس طرح شراب کہ اس کی حرمت میں کچھ شک و شبہ نہیں۔ اس کا سرکہ بنانا دوا میں استعمال کرنا وغیرہ سب ممنوع۔

دوسری بات یہ کہ امانت (یعنی روپیہ جو بنک میں جمع رہتا ہے اس کا ذمہ دار بنک خود ہے اور خسارہ صرف حصہ داروں کو ہونا چاہیئے۔ لیکن چونکہ روپیہ جمع کرنے والے کو بنک سے سود ملتا ہے، لہٰذا دیوالہ نکل جانے پر اس کا خسارہ امانت داروں پر بھی پڑتا ہے۔ یہ ایک طرفہ ڈھنگ ہے اور آخرت کا عذاب خدا کی پناہ سخت ہے امانت کی اگر سچ پوچھئے تو یہ صورت ہی نہیں امانت اصل میں اسے کہتے ہیں کہ جو چیز جس حالت میں اور جس قدر بطور امانت رکھی جاوے وہ اسی حالت میں اور اسی قدر واپس بھی کسی حالت میں ہے اس میں بھی شرکت جائز نہیں۔

۳۔ بعض بنکوں میں یہ بھی دستور ہے کہ امانت دار جو ان سے سود نہ لے تو وہ اس سودی رقم کو عیسائی مشن کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ آج کل کے جتنے قسم کے بنک اور دیگر مختلف طریقے مروج ہیں سب میں شرکت کرنا قطعی ناجائز ہے [1]

لیکن جو لوگ اس میں گرفتار ہیں ان کے لئے مناسب تو یہ ہے کہ باز آئیں ارشاد باری تعالیٰ ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو سودی کاروبار چھوڑ دو، اگر ایمان دار ہو ورنہ اللہ سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ، اس آیت کے آخری حصہ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ موجودہ صورت پر چسپاں نہیں ہوتی کیونکہ بنک خود سود دینے پر مجبور کرتے ہیں اور نہ لینے پر عیسائی مشن کے سپرد کر دیتے ہیں جو مذہب اسلام کے لئے مہلک ہے۔ اس کے متعلق اخبار اہلحدیث میں فتویٰ بھی نکل چکا ہے، واللہ اعلم بالصواب خلیل احمد ناظم انجمن اہلحدیث سرزالہ

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۰۰)

---

[1] کاروبار میں جو مشکلات ہیں ان کو بھی حل کر دیتے تو اچھا تھا۔ (راز)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: رنڈی کا مال توبہ کرنے کے بعد حلال ہے یا نہیں؟

جواب: خاکسار کی ناقص تحقیق میں رنڈی کا مال جو زنا سے پیدا کیا ہے بعد توبہ کے پاک نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۱۱)

سوال: زید پیشہ وکالت کو انجام دیتا ہے، بکر اس پر یہ الزام لگاتا ہے کہ پیشہ وکالت کی مذہبا سخت ممانعت ہے بلکہ حرمت کے حد تک پہنچ جاتی ہے، لہٰذا ترک کر دیا جائے۔ پس ایسی صورت میں بتلائیے قرآن و حدیث شریف میں آیا فی الواقعی پیشہ وکالت بموجب قول بکر مذہبا ناجائز و قابل ترک ہے۔ اگر ہے تو کس شرط کے ساتھ، اگر نہیں ہے تو کس طرح۔ بصراحت و تفصیل اس فتاویٰ کو اخبار اہلحدیث میں شائع فرما کر آپ عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں۔

جواب: پیشہ وکالت کی دو حیثیتیں ہیں، اول منصب وکیل، دوم طریق عمل۔ منصب وکیل ہے تو یہ ہے کہ عدالت کو صحیح قانونی مشورہ دے۔ اس منصب کے لحاظ سے تو جائز کاموں میں وکالت جائز ہے، الا ان مقدمات میں جن میں قانون ہی خلاف شریعت ہے۔ مثلاً دیوانی میں میعاد قرضہ، فوجداری میں شراب خمر اور زنا کا جواز۔ ایسے مقدمات میں پابندی قانون پیروی کرنا بھی خلاف شریعت ہے۔ حق یہ ہے کہ طریق عمل نے اس پیشہ کو بہت کچھ مورد الزام بنایا ہے، جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں، نہ مناسب ہے۔

در خانہ اگر کس است   یک حرف بس است

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۹)

سوال: جو مسلمان مال رکھ کر کسی مسلمان کی عزت نہیں بچاتا، حالانکہ وہ زید قرآن حدیث ضمانت وگرو میں دیتا ہے وہ مال دار خدا کے نزدیک کیسا ہے؟

جواب: قرض خواں کو قرض دینا نہ دینا محض معطی کی رائے پر ہے۔ اس لئے اس امر میں فتویٰ شرعی یہی ہے کہ حتی الوسع مسلمان مسلمان کی اعانت کرے تو اجر عظیم کا حقدار ہوگا۔ لیکن سوال سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ قرض خواہ کیسا ہے، ادا کرنے والا ہے یا رکھ کر کھا ہی جاتا ہے۔ اس لئے جب تک اس کا حال معلوم نہ ہو فتویٰ مکمل نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم

سوال: زید نے بسبب اشد ضرورت کے اپنی کاشت کا کھیت بکر کو یعنی گنا پر سال آئندہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے واسطے روپیہ قرض لیا، اور قرض دار روپیہ لینے کے وقت یہ کہا کہ اس وقت میرا کھیت گنا تین ماہ کا بویا ہوا ہے، سال آئندہ کو گنا تیار ہونے پہ یہ نرخ چار آنہ یا تین آنہ فی من بخوشی دوں گا، اس طرح کی خرید و فروخت شرعاً صحیح ہے یا نہیں۔ (ابو محمد عبداللہ لال پور رام پور اسٹیٹ)

جواب: صورت مرقومہ میں اس کو بیع سلم کہتے ہیں جو جائز ہے نرخ اور جگہ مقرر ہونی چاہیے۔

اللہ اعلم (اہلحدیث امرتسر جلد ۲۲ ص ۱)

تشریح: سوال کی عبارت سے اس کا بیع سلم ہونا میری سمجھ میں نہیں آیا اس لئے کہ بیع سلم میں راس المال یعنی رقم قرض کی تعیین لازم ہوتی ہے ایسے ہی مسلم فیہ اور اجل کی بھی۔ اور صورت مرقومہ میں کچھ بھی نہیں اور شئی معین میں بھی بیع سلم نہیں ہوتی اور اجل معلوم سے مراد سال، ماہ، دن کی تعیین ہوتی ہے اور صورت مرقومہ میں تاریخ دن کی تعیین نہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسلف فی شیء فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم متفق علیہ

مشکوۃ ص ۲۵۰ وقال فی نیل الاوطار قولہ فی کیل معلوم احترز بالکیل من السلم فی الاعیان وقولہ معلوم من المجہول من الکیل والوزن وقد کانوا فی المدینۃ حین قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسلفون فی ثمار نخیل باعیانہا فنہاہم عن ذلک ج ۵ ص ۲۲۱ - اور صورت مرقومہ فی السوال میں تعیین کھیت کی ہے، وقال فی النیل ان للسلم شروطا غیر ما اشتمل علیہ الحدیث مبسوطۃ فی کتب الفقہ ولا حاجۃ لنا فی التعرض لما لا دلیل علیہ الا انہ وقع الاجماع علی اشتراط معرفۃ صفۃ الشیء المسلم فیہ علی وجہ یتمیز بتلک المعرفۃ عن غیرہ صفحہ مذکور ایسی صورت مرقومہ جائز نہیں۔

(ابو سعید شرف الدین دہلوی)

تشریح: بیع سلم نام ہے اس بیع کا کہ بالفعل روپیہ دے دیا جائے اور جنس ٹھہرالی جائے کہ اتنی مدت تک لوں گا، مثلاً سو روپیہ ایک شخص کو بالفعل دے دیا اور اس سے ٹھہرایا کہ دو مہینے میں گیہوں سو من اس قسم کے لوں گا، اس کو عربی میں بیع سلم کہتے ہیں پھر اگر شرطیں پائی جائیں تو یہ بیع درست ہے جو کوئی بیع سلم کرے اس چیز میں کہ بیچی جاتی ہے تول کر جیسے زعفران وغیرہ تو وزن معلوم میں مثلاً دو سیر یا پانچ تولے اور مدت معلوم تک جیسے ایک مہینہ یا ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال اور مثل اس کے اس سے معلوم ہوا کہ اس میں مدت کا معلوم ہونا شرط ہے۔ اور یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہ و مالک و احمد کا (حاشیہ تنقیح الرواۃ) (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص [illegible])

شرائط بیع سلم

ملخص از بدور الاہلہ از نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ۔

اول آنکہ قدر مسلم فیہ وجنس آں مذکور گردد زیرا کہ جز باین ذکر معلوم نمی تواند شد وشارع معلومیت را شرط کردہ کما تقدم۔

دوم معرفت امکان تسلیم نزد حلول اجل اگر در سلم ذکر وقتے کنند کہ در آں بعدم امکان باشد بر غرض مقصود از سلم عاید بہ نقض گردد و دال است بر انعدام آں در حال عقد حدیث۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰی وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَا كُنَّا نُصِيْبُ الْمَغَانِمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَاْتِيْنَا اَنْبَاطٌ مِنْ اَنْبَاطِ الشَّامِ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى قِيْلَ اَكَانَ لَهُمْ زَرْعٌ اَمْ لَمْ يَكُنْ قَالَا مَا كُنَّا نَسْاَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَكُنَّا نُسْلِفُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَمَا نَرَاهُ عِنْدَهُمْ اَخْرَجَهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔ و سکوت نبوی تقریر است۔

سوم آنکہ ثمن مقبوض باشد در مجلس ولا بد ست از ین شرط بلکہ سلم تمام نمی شود مگر باین قبض ورنہ از بیع کالی بکالی باشد واز آں نہی آمدہ وصحیح است بہر حال زیرا کہ ادلہ دلالت ندارند مگر بر اشتراطیت معلومیت از برا مسلم و مسلم الیہ و آں در ہمہ احوال ممکن است و در انکشاف ردی ہماں حکم است کہ گذشت در خیار عیب و در صرف چہ دلیلے دال است بر رد کردن بر صاحب ردی بنا بر عیب۔

چہارم آنکہ اجل معلوم باشد و ایں منصوص علیہ نص و مدلول علیہ دلیل متقدم است ص ۲۴۳۔

خلاصہ یہ کہ جس چیز کی بدھنی کی جا رہی ہے اس کا وزن اور وہ جنس معلوم ہونی چاہیے، وقت مقررہ پر اس کی وصولی پانے کا یقین ہونا بھی ضروری ہے، قیمت مقررہ طے شدہ کو وقت بیع ادا کر دینا بھی ضروری ہے اگر قیمت مقررہ ادا نہ کی گئی تو ادھار کی بیع ادھار کے ساتھ[1] لازم آ گئے

۱؎ ادھار کی بیع ادھار کیساتھ [illegible] ادھار فروخت کیا [illegible] وقت مقررہ پر جب وقت قیمت ادا نہ کر سکا [illegible] دوبارہ ایک مدت کیلئے اس کو [illegible] باقی بیچ یا مسئلہ النہی عن بیع ما لم یقبض۔ سعادت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ منع ہے۔ اور ہر قسم کے مال میں بدھنی درست ہے۔ مگر گھٹیا بڑھیا کی تشریح ہونی چاہیے۔ ورنہ مال والا مختار ہے اگر مال ردی دیکھ کر اس کو رد کر دے۔ اور وقت بھی مقرر ہو کر معلوم ہو جانا شرائط میں سے ہے۔

صاحب عون المعبود قدس سرہ فرماتے ہیں۔ قَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْ جَوَازِ السَّلَمِ فِيْمَا لَيْسَ بِمَوْجُوْدٍ فِيْ وَقْتِ السَّلَمِ إِذَا أَمْكَنَ وُجُوْدُهٗ فِيْ وَقْتِ حُلُوْلِ الْأَجَلِ فَذَهَبَ إِلٰى جَوَازِهِ الْجُمْهُوْرُ وَقَالُوْا وَلَا يَضُرُّ انْقِطَاعُهٗ قَبْلَ الْحُلُوْلِ الى اخرہ عون المعبود جلد ۳ ص۲۹۲)

مؤلف: بیع سلم یعنی بدھنی کرنا کاشتکار وغیرہ سے ساتھ نرخ معلوم کے گندم ہو یا جو ہو بصفت معلومہ اور ساتھ اجل معلوم کے درست ہے بلا کراہت جیسا کہ کتب احادیث اور فقہ سے واضح ہوتا ہے۔ اور یہ شرط کر کے بدھنی کرنا کہ بوقت فصل کے بازار کے نرخ سے سیر دو سیر مثلاً زیادہ لیں گے۔ جائز نہیں ہے شرعاً۔ سید نذیر حسین عفی عنہ

(فتاویٰ نذیریہ جلد ۲ ص۱۱)

سوال: ما قولکم رحمکم اللہ۔ اس صورت میں کہ ان شہروں میں بیع سلم رسم میں اکثر لوگ مبتلا ہیں۔ اور عند العقد کسی جگہ موجود نہیں ہوتا۔ اور امام الہمام حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیع سلم میں موجود ہونا مسلم فیہ کا وقت عقد سے استحقاق تک شرط ہے۔ بخلاف امام شافعی رحمہ اللہ کے کہ ان کے نزدیک مسلم فیہ کا موجود ہونا عند العقد شرط نہیں وقت استحقاق کے ہونا اس کا شرط ہے، جو رسم مذکورہ وقت استحقاق کے بکثرت موجود ہوتا ہے۔ اس صورت میں حنفی المذہب کو برائے رفع حرج اور ضرورت صحت بیع سلم کے قول امام شافعی پر عمل کرنا از روئے اصول حنفیہ کے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صفحہ معاملہ بیع سلم رسم میں اوپر مذہب امام شافعی کے بلا تردد کریں، کیونکہ التزام ایک مذہب معین کا فرض و واجب نہیں۔ چنانچہ مسلم الثبوت و تحریر ابن الہمام و شرح بحر العلوم عبد العلی و مولانا نظام الدین و امیر الحاج۔ و عقد الفرید و شرنبلالی۔ و طحطاوی، و رد المختار وغیرہ میں مذکور ہے۔ کَمَا لَا يَخْفٰى عَلَى الْعَالِمِ الْمَاهِرِ بِالْأُصُوْلِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والمشوع واللہ اعلم حررہ سید محمد نذیر حسین عفی عنہ

(فتاویٰ نذیریہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۰) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۵)

سوال:- ایک شخص کو واسطے چاندی خریدنے کے کچھ روپیہ دیا گیا بعد اس شخص نے دہلی سے واپس آ کر بیان دیا کہ چاندی میں نے کچھ اپنے واسطے خرید کی تھی اور کچھ چاندی دوسرے شخص کے واسطے خریدی تھی وہ بھاؤ میں کسی جگہ کم ہو گئی اس صورت اس چاندی کے روپیہ مطابق شرع کے بیچنے چاہئے یا نہیں؟

جواب:- جس کو روپیہ دیا تھا وکیل بنا کر دیا تھا، یا بطور بیع سلم دیا تھا، وکیل بنانے کا مطلب یہ ہے کہ جس بھاؤ سے چاندی اس کو ملی ہے وہ مالک کی ہوگی اس میں جو نقصان کا مسئلہ ذمہ مالک پر ہوگا یہ صورت ہے تو نقصان کا عوض اس پر واجب الاداء نہ ہوگا۔ اور بطور بیع سلم دینے کا مطلب یہ ہے کہ خرید کردہ چاندی اس شخص کی ہے روپیہ والا اس سے بھاؤ کر کے لے گا دہلی میں مشتری تھا تو یہاں بائع۔ ایسی صورت میں نقصان اس کا ہے روپیہ دینے والے کا نہیں۔ واللہ اعلم۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۴۴۹)

سوال:- اکثر لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان کو غلہ کی تجارت نہ کرنی چاہیے اس سے ایمان بدل جاتا ہے یہ قول صحیح ہے یا غلط اور مسلمان غلہ فروشی کرے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- مسلمان کو غلہ کی تجارت جائز ہے منع ہوتی تو خلیفہ اولیٰ کے مسلمان کیوں کرتے حدیث شریف میں احتکار منع ہے احتکار کہتے ہیں غلہ بند رکھنا جس سے لوگوں کو تکلیف ہو اور گرانی بلکے قدرتی ہو تو ایسی گرانی سے فائدہ اٹھانا منع نہیں۔

تشریح مفید

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تجارت غلہ کی عموماً حرام ہے یا نہیں، زید کہتا ہے کہ تجارت غلہ کی عموماً حرام ہے کیونکہ وہ احتکار ہے اور احتکار حرام ہے آیا یہ قول صحیح ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

جواب:- حسبنا ذلک ملخصاً قول زید کا بدیہی البطلان ہے کیونکہ تجارت غلہ کی عموماً ہرگز حرام نہیں اور نہ وہ احتکار، البتہ خریدنا غلہ وغیرہ کا جو قوت حیوان آدمیوں کا یا بہائم کا گرانی میں فروخت کیا جائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احتکار ممنوع اور حرام ہے۔ امام نووی منہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج ص۳۱ میں فرماتے ہیں۔ قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ اَلْخَاطِئُ بِالْهَمْزَةِ هُوَ الْعَاصِي الْاٰثِمُ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ صَرِيْحٌ فِيْ تَحْرِيْمِ الْاِحْتِكَارِ قَالَ اَصْحَابُنَا الْاِحْتِكَارُ الْمُحَرَّمُ هُوَ الْاِحْتِكَارُ فِي الْاَقْوَاتِ خَاصَّةً وَهُوَ اَنْ يَّشْتَرِيَ الطَّعَامَ فِيْ وَقْتِ الْغَلَاءِ لِلتِّجَارَةِ وَلَا يَبِيْعَهُ فِي الْحَالِ بَلْ يَدَّخِرُهُ لِيَغْلُوَ ثَمَنُهُ انْتَهٰى اور طیبی مرحوم شرح مشکوٰۃ المصابیح میں لکھتے ہیں۔ اَلْاِحْتِكَارُ الْمُحَرَّمُ هُوَ فِي الْاَقْوَاتِ خَاصَّةً بِاَنْ يَّشْتَرِيَ الطَّعَامَ فِيْ وَقْتِ الْغَلَاءِ وَلَا يَبِيْعَهُ فِي الْحَالِ بَلْ يَدَّخِرُهُ لِيَغْلُوَ ثَمَنُهُ انْتَهٰى اور مجالس الابرار میں مرقوم ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ صِحَاحِ الْمَصَابِيْحِ رواہ معمر بن عبد اللہ وَمَعْنَاهُ اَنَّ مَنْ يَّجْمَعُ الطَّعَامَ الَّذِيْ يَحْتَاجُ اِلَيْهِ الْبَلَدُ وَيَحْبِسُهُ لِيَبِيْعَهُ فِيْ وَقْتِ الْغَلَاءِ فَهُوَ اٰثِمٌ لِتَعَلُّقِ حَقِّ الْعَامَّةِ بِهٖ وَهُوَ بِالْحَبْسِ وَالْاِمْتِنَاعِ مِنَ الْبَيْعِ يُرِيْدُ اِبْطَالَ حَقِّهِمْ وَتَضْيِيْقَ الْاَمْرِ عَلَيْهِمْ وَهُوَ ظُلْمٌ عَامٌّ وَصَاحِبُهُ مَلْعُوْنٌ كَمَا رُوِيَ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ الْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ فَاِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيَّنَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِنَّ الَّذِيْ يَجِيْءُ اِلَى الْبَلَدِ وَيَحْبِسُهُ لِيَبِيْعَهُ فِيْ وَقْتِ الْغَلَاءِ فَهُوَ مَلْعُوْنٌ بَعِيْدٌ مِّنَ الرَّحْمَةِ وَلَا يَحْصُلُ لَهُ الْبَرَكَةُ مَادَامَ فِيْ ذٰلِكَ الْفِعْلِ انْتَهٰى۔ وَفِيْ مَجْمَعِ الْبِحَارِ مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا اَيِ اشْتَرَاهُ وَحَبَسَهُ لِيَقِلَّ فَيَغْلُوَ وَالْحُكْرَةُ الْاِسْمُ مِنْهُ وَفِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ بِالْهَمْزَةِ الْمُحَرَّمُ مِنَ الْاِحْتِكَارِ مَا هُوَ فِي الْاَقْوَاتِ وَقْتَ الْغَلَاءِ لِلتِّجَارَةِ وَيَدَّخِرُ لِيَغْلُوَ انْتَهٰى۔ وَفِي الْفَتْحِ فِيْهِ اِشْعَارٌ بِاَنَّ الْاِحْتِكَارَ اِنَّمَا يُمْنَعُ فِيْ حَالَةٍ مَخْصُوْصَةٍ انْتَهٰى۔ اور اگر بازار سے خرید نہ کرے، بلکہ اس کی زمین کا ہو یا ارزانی میں کرے لیکن اس کو روکے نہیں بلکہ فوراً بیچ ڈالے یا گرانی میں اس کو روکے لیکن تجارت مقصود نہ ہو بلکہ مصارف روزمرہ کے لئے اس نے مول لیا ہو یا جنس قوت بشر اور بہائم سے خارج ہو تو ان سب صورتوں میں تجارت مذکورہ حرام نہیں بلکہ جائز اور درست ہے بالاتفاق حنفیہ اور شافعیہ الخ۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص۳۲۲، بحوالہ فتاویٰ نذیریہ جلد ۲ ص۲۷)۔

سوال: زید اور اس کی زوجہ ہندہ نے بحالت ذات وثبات عقل بخوشی کل اپنی جائیداد کو بدست اپنی دو لڑکیوں کے مبلغ ۱۵ ہزار روپیہ پر بیع کیا، اور بیع نامہ مطابق قانون انگریزی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لکھ دیا، ایک ماہ کے بعد زید کا انتقال ہوگیا، اب زید کے دونوں بھائی حقیقی وارث خواہاں ہیں کہ ہم کو جائیداد زید سے شرعاً حصہ ملنا چاہیئے کیونکہ یہ بیع فرضی واسطے عدم مقدمہ کے زید نے کی ہے، ورنہ لڑکیوں کو اتنی مقدرت نہیں جو پندرہ ہزار دیں اور نہ زید اور ہندہ کی بجز ان دو لڑکیوں کے اور کوئی اولاد ہے، مگر زوجہ زید جس نے اپنی بھی جائیداد بیع کی ہے، اور اقرار کرتی ہے کہ مجھ کو اور میرے شوہر کو روپیہ مل گیا، چنانچہ اسی وجہ سے میں نے مہر کا دعویٰ نہیں کیا، مگر عقلاً یہ کہ زید اور ہندہ نے بیع تو ضرور کی ہے مگر روپیہ نہیں لیا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ معاف کر دیا۔ پس بحالت مذکور برادر حقیقی زید حصہ پا سکتے ہیں یا نہیں اور مورث اعلیٰ کو اپنی جائیداد کا اختیار ہے یا نہیں کہ جس کو چاہیئے وہ دیدے، اور اگر یہ بیع ناجائز ہے، تو زوجہ مہر پا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ یہ بیع واقعی ہے یا فرضی اس کا فیصلہ کرنا حاکم وقت کا کام ہے جو واقعات کی تحقیق کر سکتا ہے مسئلہ یہ ہے کہ کسی وارث کو محروم کرنے کی نیت سے نہ بیع جائز ہے نہ ہبہ در صورت بیع ناجائز ہونے کے جیسے اور وارث حق پائیں گے عورت بھی پاوے گی۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۴۲۸)

سوال:۔ اگر کوئی شخص اپنی گائے دودھ والی دس روپیہ کے بدلے گرو رکھے اور کہے کہ جب میں روپیہ دے دوں گا تب گائے واپس لے لوں گا، اور دودھ مرتہن لے لے، اور وہی خوراک دیلے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب:۔ حدیث میں اس کا خاص ذکر آیا ہے، اس لئے جائز ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۴۲۹)

سوال:۔ اگر کوئی شخص اپنی گائے دودھ والی دس روپیہ کے بدلے گرو رکھے اور کہے کہ جب میں روپیہ دے دوں گا، تب گائے واپس لے لوں گا، اور دودھ مرتہن لے لے، اور وہی خوراک دیوے تو یہ درست ہے یا نہیں!

جواب:۔ حدیث میں اس کا خاص ذکر آیا ہے، اس لئے جائز ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۴۳۱ طبع دہلی)

سوال:۔ ایک شخص نے دوسرے شخص کے پاس سو روپیہ کے عوض اپنی زمین گرو رکھی اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرط پر کہ تین برس کے بعد ہم روپیہ دے کر زمین واپس کریں گے، اور اس مدت میں جو کچھ پیداوار کی کا منافع ہو وہ اپنے مصرف میں لا دے، اور مالگزاری ادا کرتا رہے؟

جواب:- بعض علماء اس صورت کو گائے زالی صورت پر قیاس کرتے ہیں کہتے ہیں کہ زمین کا لگان مرتہن کے ذمے مثل گائے کی خوراک کے برابر ہے بعض اس سے منکر ہیں، اختلاف سے نکلنے کے لئے مالک کو بھی کرایہ زمین کے طور پر کچھ دے دیا کرے خواہ تھوڑا ہی ہو جائز ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص۴۴۰)

سوال:- ایک شخص نے کچھ روپیہ لیا، اور دینے والا اس شرط پر دیتا ہے کہ فصل پر کچھ ہی بھاؤ ہو میں ایک روپیہ من کے حساب سے غلہ لوں گا، اس نے منظور کر لیا تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- یہ صورت بیع سلم کی ہے اگر اس میں جنس اور ادائے جنس اور مکان تعین کر دی گئی ہے، تو بحکم حدیث جائز ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص۴۴۰)

سوال:- ایک شخص نے تیس روپیہ من کے حساب سے اور لینے کا بھاؤ مقرر نہیں کیا، اور نہ وقت اور جب لینا چاہا تو اس وقت بھاؤ دو روپے من کا ہے اور وہ اسی وقت کے بھاؤ سے لینا چاہتا ہے یعنی دو روپے من کے حساب سے تو اس طرح لینا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر اس کی صورت یہ ہے کہ پہلے تیس روپے والے غلے کے عوض میں یہ سودا ہے تو جائز نہیں اس سودے کو بالکل الگ سمجھنا چاہیئے، اور یہ سودا بالکل الگ تو جائز ہے، مگر جب مقرر نہیں تو جو بھاؤ بازار کا ہوگا، اسی سے لے سکے گا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص۴۴۰)

سوال:- بینک میں روپیہ رکھ کر سود سے بچ نہیں سکتے، سود کا روپیہ ہم اپنے مصرف میں نہیں لاتے اور لوگوں کو یوں ہی دے دیتے ہیں، بغیر بینک کے ہمارا کاروبار نہیں چل سکتا ایسی صورت میں بینک میں روپیہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب:- غریب غرباء کو یا قومی کاموں میں دے دیا کریں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص۴۴۱)

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نوٹ کرنسی جس کو چلنی بولتے ہیں، بمنزلہ روپیے کے جاری ہیں، اور اکثر ان کے نرخ میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اگر کوئی مسلمان اس کو بمعمول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منفعت ابتدائی میں خریدے اور بروقت گرانی وغیرہ کے اس کو بحصول منافع فروخت کرے، تو از روئے شرع شریف اس میں کمی بیشی جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ درصورت مرقومہ اولاً معلوم کرنا چاہیے کہ سرکاری نوٹ دو قسم کے ہوتے ہیں، سو ایک قسم کے نوٹ کا سود سرکاری بینک سے ملتا ہے، دوسری قسم کا نوٹ بحکم سرکار انگریزی کے واسطے معاملات روزمرہ رعایا کے کہ وہ اسے خرید و فروخت کریں رواج دیا گیا، پس ہر دو قسم نوٹ حکم روپیہ انگریزی عملداری میں رکھتے ہیں، چنانچہ اصل تجار نوٹ کو بمنزلہ روپیہ کے سمجھتے ہیں، اور اس سے مال خریدتے ہیں۔ اور نیز باہم اس کی بیع و شرا کرتے ہیں۔

ثانیاً بیع و شرا ہر دو قسم نوٹ سے مقصود متعاقدین کا صرف کاغذ کی بیع و شرا نہیں ہے بلکہ بیع و شرا اس زر کی مقصود ہے جو اس میں مرقوم ہے اور ثمنیت اس میں بحکم ترویج حاکم وقت قرار پاتی ہے جو خرید و فروخت کمی اور بیشی کے ساتھ بمقابلہ روپیہ کے یا بیع و شرا نقدین کے بالنسیہ اور تملیک الدین من غیر من علیہ الدین حرام اور ناروا ہوگا شرعاً اور اس کو از قسم سفتجہ یعنی ہنڈوی درشنی قرار دیجئے اور یہ بات اس پر صادق ہے کہ مثل ہنڈوی درشنی جو مہاجن اور تاجر اور سرکاری بینک والوں کو دیا جاوے تو وہ بلا تامل زر مرقوم اس کا یا اسباب بالعوض اس کے حوالے کردے گا، پس سفتجہ کہ اولاً قرض ثانیاً حوالہ ہے بدوں کمی و بیشی کے مکروہ اور کمی و بیشی کے ساتھ حرام ہے۔

لِأَنَّ كُلَّ دَيْنٍ وَقَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبًا كَذَا يُسْتَفَادُ مِنَ الْهِدَايَةِ وَغَيْرِهَا

لہٰذا اگر نوٹ مثل ہنڈی کے قرار دیا جاوے تو یہ بھی ممکن نہیں اس لیے کہ ہنڈی کے تلف ہونے سے روپیہ تلف نہیں ہوتا اور اس کے عوض میں جہاں مثنی ہوتا ہے جیسے منی آرڈر یعنی سرکاری ہنڈی کے تلف ہونے سے سرکاری خزانے سے مثنی ملتا ہے غرض روپیہ اس کا کسی نہج سے تلف نہیں ہوتا بخلاف نوٹ کے کہ اس کے تلف ہونے سے سرکار ہرگز مثنی نہیں دیتی، اور جب وہ تلف ہو جاویگا تو روپیہ بھی اس کا تلف ہو جاوے گا، اور جو کوئی نوٹ کو اسٹامپ و ٹکٹ پر قیاس کرکے اس کی بیع و شرا میں جواز کمی و بیشی کا سمجھے تو یہ قیاس کرنا اس کا قیاس مع الفارق ہے، اس واسطے کہ واضع اسٹامپ و ٹکٹ نے اس کو واسطے ثمنیت کے وضع نہیں کیا، بلکہ خاص اپنی عدالتوں میں اس کو رواج قرار دیا ہے کہ بذریعہ اس کے دعویٰ مدعی یا مدعیٰ علیہ کا بعد الغیر مسموع ہوگا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داکانه‌ لا۔ چنانچہ عرفاً یہ بات ثابت ہے کہ تمام تجارتوں میں خرید و فروخت مال کی اسٹامپ و ٹکٹ سے نہیں ہوتی اور نہ کوئی ان کو خرید کر اپنے پاس سرکاری بینک میں رکھتا ہے اور نہ کوئی فائدہ ان سے سوائے عدالت انگریزی کے حاصل کرتا ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ اسٹامپ و ٹکٹ بحکم سرکار روپیہ قرار نہیں دیا گیا۔ اور نوٹ قرار دیا گیا ہے چنانچہ تفصیل اس کی اوپر بیان ہو چکی۔ حاصل کلام حکم نوٹ کا مثل دراہم منقش کے ہوگا۔ اور نیز بیع و شریٰ اس کی مثل دراہم کے جاری ہوگی کما لا یخفی علی العالم الماہر بالفقہ واللہ اعلم بالصواب۔ (حررہ السید [illegible] حسین عفی عنہ) [illegible]

در حقیقت کمی بیشی اس میں جائز نہیں ہے واللہ اعلم۔ کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ [illegible]

ہو المصوب۔ فی الواقع بیع و شریٰ نوٹ کی مثل بیع و شریٰ اثمان کے ہے کیونکہ مقصود متعاقدین کا صرف بیع کاغذ کی نہیں ہوتی ہے، بلکہ بیع دراہم و دنانیر کی والعبرۃ فی العقود للمعانی لا للالفاظ پس زیادتی و کمی ممنوع ہوگی واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی۔ (ابو الحسنات محمد عبد الحی)

ہو الموفق:۔ فی الحقیقت کرنسی نوٹ کی بیع و شریٰ مثل بیع و شریٰ دراہم و دنانیر کے ہے اس میں کمی بیشی درست نہیں واللہ اعلم بالصواب نمقہ خادم الاولیاء الکرام محمد ابراہیم غفرہ اللہ الکریم بن مولانا علی محمد مرحوم۔ (محمد ابراہیم) (فتاویٰ نذیریہ جلد ۲ ص [illegible]) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص [illegible])

سوال:۔ زید نے بکر کو روپیہ دیا کہ اس سے تم تجارت کرو، ایک مہینہ تک اس روپیہ سے جس قدر مال خریدو گے، اس کو اسی مہینہ میں فروخت کر دینا مگر ایک مہینہ کے اندر سب کاروائی کر لینا دوسرے مہینے میں بھی اسی طرح کرنا، غرض ہر ماہ یہ سلسلہ جاری رہا، پس ایسی تجارت جائز ہے یا کہ نہیں؟

جواب:۔ جائز ہے مالک کو ہر ایک جائز شرط لگانے کا اختیار ہے گماشتہ کو منظور نہ ہو تو نہ مانے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص [illegible])

سوال:۔ ایک شخص مسلمان سور کا گوشت بیچتا ہے جو ولایت سے ٹین میں رکھ کر خوب صورت لیبل سے مزین ہو کر آتا ہے اور یوں ہی گوشت بقر وغیرہ ماکول اللحم جو وہاں سے ٹینوں میں بند ہو کر آتا ہے خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب:۔ سور کے گوشت کا اگر یقین ہے تو مسلمان کو اس کی بیع جائز نہیں۔ مشکوک حالت میں بھی بچنا پرہیز واجب ہے حدیث شریف میں ہے:۔ مَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ۔ جو شبہات سے بچے گا وہ اپنا دین بچا لے گا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص [illegible])

سوال:۔ ایک شخص معازف و مزامیر کے پرزے بیچتا ہے۔ کیا یہ بیع و شریٰ جائز ہے یا حرام؟

جواب:۔ معازف و مزامیر چونکہ خود جائز نہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے ان کے توڑنے کا حکم ہے اس لئے ان کے پرزوں کی بیع و شریٰ بھی جائز نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص [illegible])

سوال:۔ بیع بالمضاربت کی تعریف کیا ہے اور اس کے انعقاد کے کل شرائط کیا ہیں۔ ہمارے یہاں غریب طبقہ کے لوگ مہاجن سے اس شرط پر ادھار لاتے ہیں کہ تیار کردہ مال پر فی تھان آنہ یا دو آنہ کمیشن دیں گے۔ پھر اپنا کاروبار کرتے ہیں مال کا مالک اپنی اصلی رقم کے ساتھ باہم معینہ منافع لیتا ہے۔ گھاٹے اور نقصان سے اس کا کوئی مطلب نہیں، کیا یہ صورت جائز اور بیع بالمضاربہ سے ہے یا نہیں؟

جواب:۔ بیع مضاربت کی تعریف یہ ہے کہ ایک شخص کی رقم ہو اور دوسرے کی محنت ہو صورت مرقومہ بیع مضاربت نہیں ہے، بلکہ دلالی ہے۔

مسئلہ:۔ کوئی شخص کسی مفلس شخص سے یہ بات کہے کہ میں تجھ کو سو روپے اپنے پاس سے دیتا ہوں اس شرط پر کہ تو تجارت کر اور چار آنہ فی روپیہ مجھ کو نفع دینا۔ اور کسی سے اسی شرط پر دلوا دیوے تو صورت اولیٰ میں دو حال سے خالی نہیں، کہ قرض کے طریق سے دیا ہو سو چونکہ اس میں چار آنے یا کمی بیشی اپنے واسطے نفع ٹھہرا لے تو یہ ربا سود ہے[1] كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبًا كَذَا

[1] قوله كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا الخ، أصل ما قال الزيلعي أنه أخرجه الحارث بن أبي أسامة في مسنده وأبو الجهم في جزئه المعروف عن علي مرفوعا وابن عدي في الكامل عن جابر وسنده هنا ضعيف ومتروك، وروى ابن أبي شيبة في مصنفه حدثنا أبو خالد الأحمر عن حجاج عن عطاء قال كانوا يكرهون كل قرض جر منفعة انتهى. نصب الراية جلد ۴ ص ۶۰ وفي التلخيص حديث أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن قرض جر منفعة - وفي رواية كل قرض جر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی الہدایۃ وغیرہا۔ اور جو بطور شرکت مضاربت کے سو روپیہ دیئے ہوں تو اس صورت میں نفع باخود نصف نصف مقرر کرے یا دو ثلث رب المال اور ایک ثلث مضارب یعنی روپیہ لینے والا اور محنت تجارت میں کرنے والا لے، تو اس طرح سے عقد مضاربت صحیح اور درست ہے، اور جو صاحب مال اپنے واسطے نفع معین کرلے کہ پانچ روپیہ یا دس روپے مثلاً میں لے لیا کروں گا باقی نفع تم لے لیجیو تو یہ صورت مضاربت فاسد کی ہے، اور مطلق شرکت سے روا نہیں چنانچہ تمام کتب فقہ ہدایہ وغیرہ میں مذکور ہے اور بعد [illegible] صورت میں دلوانے والا بعض اجنبی ہے اور جو شخص متوسط کسی طرح سے مستحق نفع کا نہیں ہو سکتا کما لا یستحق الاجنبی النفع اذا العقد فی الہدایۃ وغیرہا۔ (سید محمد نذیر حسین)

(فتاویٰ نذیریہ جلد ۲ ص [illegible])

(بقیہ صفحہ گذشتہ) منفعۃ فہو ربا قال محمد بن عبد [illegible] الامام الحرمین فقال انہ صح [illegible] وتبعہ الغزالی وقد رواہ الحارث بن ابی اسامۃ فی مسندہ من حدیث علی باللفظ الاول وفی اسنادہ سوار بن مصعب وہو متروک ورواہ البیہقی فی المعرفۃ عن فضالۃ بن عبید موقوفا بلفظ کل قرض جر منفعۃ فہو وجہ من وجوہ الربا ورواہ فی السنن الکبری عن ابن مسعود وابی بن کعب وعبد اللہ بن سلام موقوفا علیہم انتہی التلخیص جلد ۲ ص [illegible] وقال [illegible] من علی موقوفا ولہ شاہد ضعیف عن فضالۃ بن عبید عند البیہقی وآخر موقوف عن عبد اللہ بن سلام عند البخاری [illegible] قلت اخرجہ البخاری فی مناقب عبد اللہ بن سلام من طریق سلیمان بن حرب حدثنا شعبۃ عن سعید بن ابی بردۃ عن ابیہ قال اتیت المدینۃ فلقیت عبد اللہ بن سلام فقال الا تجیء فاطعمک سویقا وتمرا وتدخل فی بیت ثم قال انک بارض الربا بہا فاش اذا کان لک علی رجل حق فاہدی الیک حمل تبن او حمل شعیر او حمل قت فلا تاخذہ فانہ ربا انتہی [illegible] جلد ۲ ص [illegible] ابوسعید محمد شرف الدین عفی عنہ

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص [illegible])

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توضیح البیان:۔ مندرجہ بالا عبارات سے واضح ہوا کہ حدیث کل قرض جر منفعۃ کا اصل ہے اگرچہ مسنداً مرفوع ضعیف ہے لیکن تعدد طرق اور صحابہ کرام کے اقوال وافعال سے اس حدیث کی تائید ہے لہٰذا حدیث کا اصل ہے۔ فافہم وتشکر۔ الراقم علی محمد سعیدی جامع سعیدیہ خانیوال۔

سوال:۔ بیع سلم سونا چاندی میں جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ بیع سلم میں دام پہلے دے کر چیز پیچھے جاتی ہے، اور سونے چاندی میں ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ بیع صرف ہے (بیع صرف میں دست بدست لیا جاتا ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ [illegible])

سوال:۔ ایک شخص نے ایک مکان ناجائز روپے سے تعمیر کرایا اب جس شخص کو یہ علم ہو کہ یہ مکان ناجائز روپے سے تعمیر کرایا گیا ہے۔ اس کو اس مکان میں کرایہ دے کر رہنا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب:۔ مالک مکان مکلف ہے اس کا حکم یہ ہے کہ کرایہ دار بالعوض رہے تو اس کو جائز ہے۔ مالک گنہگار ہے یہ مضمون حدیث هَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ شَيْئًا سے ماخوذ ہے واللہ اعلم۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ [illegible])

سوال:۔ زید نے اپنی ضرورت کو ایک ہزار روپیہ بکر سے لیا جس کے عوض میں اپنا دو ہزار روپے کا مکان لکھ دیا، اور اقرار نامہ بکر سے علیحدہ لکھوا لیا کہ اگر تین سال میں یہ مبلغ تم کو واپس کردوں، تو اسی مبلغ پر اپنا گھر میرے نام واپس کردینا۔ پھر زید نے بکر کو اسی مکان کا ایک کرایہ نامہ بھی لکھ دیا کہ مکان مذکور کا کرایہ میں دس روپیہ دیا کروں گا، تین سال تک ایک روپیہ فی سینکڑہ کا حساب دل میں ہے کیا بکر کا ایسا سلوک زید سے از روئے قرآن وحدیث حلال ہے یا حرام؟

جواب:۔ بکر کی نیت تو یہ ہے کہ سود سے بچے اور فائدہ بھی اٹھائے مگر صورت بیع کی اس لئے بیع کے تمام حکم اس پر مرتب ہوں گے۔ یعنی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۴۲۲)

سوال:۔ ایک شخص زید، عمرو کا ملازم ہے، عمرو نے اس کو سفر میں بھیجا اور کہا کہ ریل کے سفر کا ڈیوڑھے درجے کا ٹکٹ لینا اور آگے گاڑی کرایہ پر کرلینا، زید نے تیسرے درجے کا ٹکٹ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیا، اور گاڑی کے سفر میں پیدل گیا، عمرو یعنی مالک سے کرایہ ڈیوڑھا مجرا لیا، اور کرایہ گاڑی کا جو بدل گیا تھا اس لیے چونکہ حکم تو آقا کا یہی تھا جو مجرا لیا، مگر خرچ اتنا نہیں کیا کہتا کہ میں نے پیدل تکلیف خود اٹھائی ہے میرا حق ہے اب شرع شریف کا کیا حکم ہے۔

(راقم عبداللہ ساکن راولپنڈی)

جواب:۔ مالک نے کرایہ کا مالک اس کو نہیں بنایا، بلکہ اس کرایہ کو استعمال کیلئے دیا ہے، تاکہ وقت بھی کم لے اور بعض صورتوں میں مالک کی عزت بھی اسی میں ہوتی ہے کہ اس کا نوکر عزت سے جائے اس لیے نوکر اگر اس کرایہ کو بچا کر اپنا لے تو مالک کی مرضی کے خلاف ہے، ہاں اگر مالک اجازت دیدے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۴۴۴)

سوال:۔ اگر کوئی حکیم یا ڈاکٹر طوائف کا علاج کرے تو اس کو فیس اور قیمت دوا کی لینا جائز ہے یا نہیں، اور فیس اور دوا کی قیمت میں کچھ فرق ہے۔ یا برابر ہے، اور اسی طرح جو عطار شخص بلا دستار ہو یا اور کوئی مسلمان دوکاندار جو ان کے ہاتھ سودا کرے تو اس کی قیمت لینی کیسی ہے، اور اس دوکاندار یا حکیم ڈاکٹر میں کچھ فرق ہے یا برابر ہیں اگر فرق ہو تو وجہ بھی ضرور بیان فرمائی جاوے ورنہ ان کے علاج وغیرہ کی کیا صورت ہے؟

جواب:۔ طوائف کا مال جو زنا وغیرہ ناجائز طریقوں سے کمایا ہو، چونکہ از روئے شریعت ان کی ملک نہیں ہے، اس لیے علاج کی فیس یا کسی چیز کی قیمت میں لینا جائز نہیں، قیمت اور جنس میں کوئی فرق نہیں، دونوں برابر ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۴۴۴، ۴۴۳)

سوال:۔ ایک شخص نے سود کے ساتھ بہت سا روپیہ جمع کیا ہے۔ بعد ازاں سود سے توبہ کی کہ آگے سود نہ لوں گا سابقہ روپیہ سودی جمع شدہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ سود کی بابت قرآن مجید میں ارشاد ہے، فَمَن جَآءَهُۥ مَوۡعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ فَٱنتَهَىٰ فَلَهُۥ مَا سَلَفَ سود کے بارے میں خدا کی طرف سے جس نصیحت آ پہنچے، پھر وہ باز آئے تو جو گذرا وہ اس کا ہوا اور جو رقم ابھی مقروض کے ذمہ ہے اس کی بابت ارشاد ہے، فَإِن تُبۡتُمۡ فَلَكُمۡ رُءُوسُ أَمۡوَٰلِكُمۡ الآیہ اگر تم توبہ کرو تو تم اصل مال کے مالک ہوں گے، سود تم کو نہیں ملے گا۔

تشریح:۔ از مولانا عبدالسلام صاحب شیخ الحدیث ریاض العلوم دہلی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: زید دس سال سے سودی لین دین کرتا ہے، آج خدا سے ڈر کر توبہ کرتا ہے اور اپنے کل مال زکوٰۃ نکالتا ہے، لوگوں کے ذمے باقی ماندہ سود کو چھوڑ دیتا ہے۔ لیکن جو مال اس نے سود لے کر جمع کیا ہے، اس میں اصل بھی ہے آیا یہ مال پاک ہے یا ناپاک؟

جواب: سود کا لینا دینا ہر صورت میں حرام ہے توبہ کرنے سے معاف ہو جائے گا، قبل از توبہ حلال و مخلوط از سود مال توبہ کے بعد پاک ہو جائے گا، توبہ کرنے سے شرک و کفر تک معاف ہو جاتے ہیں، انہیں گناہ کبائر میں سے سود بھی ہے وہ بھی معاف ہو جائے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ۔ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

مسئلہ مذکور میں قرآن پاک ان الفاظ میں ناطق ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَہٗ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ فَانْتَھٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (البقرۃ)۔ ترجمہ: جو لوگ سود کھاتے ہیں (نہیں اٹھتے ہیں) مگر جیسے وہ شخص جس کو شیطان نے اچک لیا ہو (یعنی مجنون)، یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے خرید و فروخت اور سود کو ایک کہا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال کیا، اور سود کو حرام۔ تو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیحت آ جانے کے بعد باز رہے، تو وہ مال اسی کا ہے جو اس نے پہلے لیا، اس کا امر خدا کے سپرد ہے لیکن جو باز نہ آئے وہی اہل نار میں سے ہے جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے قول فَلَہٗ مَا سَلَفَ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مال توبہ سے پہلے اور حرمت سے پہلے حاصل کیا ہے اس کا رکھنا اس کے لئے جائز ہے اس کے واپس کرنے کا اس پر حکم نہیں، چنانچہ حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ Q:248

فَمَنْ جَآءَہٗ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ فَانْتَھٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ الآیۃ اي من بلغہ نھی اللّٰہ عن الربٰو فانتھی حال وصول الشرع الیہ فلہ ما سلف من المعاملۃ لقولہ عفا اللّٰہ عما سلف وکما قال النبی صلی اللہ علیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم او کثیر ملکہ وکل من دخل فی الجاہلیۃ موضوع تحت قدمی ما تقدم ذلک واقلدنا اجمع من قبل الشبا من ذلک شیئا لم یقبض بعد الربا فان المأخوذ فی الجاہلیۃ بل عفا عما سلف کما قال اللہ فلہ ما سلف وامرہ الی اللہ الخ۔ اور تفسیر مواہب الرحمن میں آیت کریمہ کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے، یعنی جس شخص کے پاس آگئی نصیحت اس کے رب عزوجل کی طرف سے پس وہ باز رہا یعنی بیاج کھانے سے تو جو کچھ لے چکا ہے وہ اس کے لئے ہے۔

فائدہ:- یعنی وہ بیاج اس سے واپس نہیں کیا جائے گا جو حکم الٰہی کے پہنچنے سے پہلے وہ جمع کر چکا ہے الخ اور اگر توبہ کے وقت اصل رقم اور سود کے مال سے لوگوں کے ذمے باقی ہے تو توبہ کے بعد اپنی اصل رقم کو لے لے اور سود کو چھوڑ دے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ (البقرۃ)

ترجمہ: اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو رہ گیا ہے سود سے اگر تم کو یقین ہے، پھر اگر نہیں کرتے تو خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ اور اس کے رسول سے اور اگر توبہ کرو گے تو تم کو پہنچتے ہیں اصل مال تمہارے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔ الراقم شیخ دہلی۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۲)

سوال:- ایک عورت نے ہاتھ کی چوڑی بنوانے کے لئے بکر کو سوا دو تالیس روپے تین نے وزن کا سونا دیا بکر اس سونے کو سنار کے پاس لے گیا اور کہا کہ اس سونے کی فلاں عورت کے لئے چوڑی بنا دے، سنار نے وہ سونا بکر کے ہاتھ چوڑی بنانے کے لئے لیا اور بحفاظت لوہے کے ٹرنک میں رکھ لیا اس کے چند روز بعد سنار مذکور کے ہاں چوری ہو گئی جس میں علاوہ دیگر گاہکوں کی اشیاء کے عورت مذکور کا بکر کے ہاتھوں بھیجا ہوا سونا بھی چوری ہو گیا، جس کی اطلاع سنار نے پولیس کو دی پولیس کی تفتیش و تحقیق میں شہر کے باہر میدان دیگر گاہکوں کی چیزوں میں سے چند چیزیں دستیاب ہوئیں نیز جس ٹرنک میں عورت مذکور کا سونا بحفاظت رکھا ہوا تھا وہ ٹرنک بھی شکستہ حالت میں زمین سے دستیاب ہوا لیکن بالکل خالی تھا، پولیس کے روزنامچے میں یہ رپورٹ

محفوظ ہے کہ ... گرفتار نہیں ہوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب :- عورت مذکورہ نے بعد اطلاع بکر سے دعویٰ کیا اور اپنا سونا طلب کیا اس پر بکر نے انکار کیا اور کہا کہ تمہارے کہنے کے مطابق سنار کو سونا چوڑی بنوانے کے لئے میں نے دے دیا تھا اب جبکہ اس کے ہاں چوری ہو گئی جس میں تمہارا سونا بھی باوجود حفاظت تمام چوری ہو گیا تو مجھے کیا میں اس کا ذمہ دار نہیں۔

لہٰذا عند طلب امر یہ ہے کہ سونے مذکور کا شرعاً ذمہ دار کون ہے بکر یا سنار یا دونوں میں سے ایک بھی نہیں، بینوا توجروا۔

جواب :- عورت مذکورہ نے بکر کو بنوانے کا وکیل کیا تھا۔ تو بکر پر تاوان نہ آئے گا صرف سنار پر آئے گا، اور بکر خود سنار ہے یا ٹھیکہ دار ہے اور کام بنانے یا بنوانے کا ذمہ دار ہے تو بکر پر تاوان آئے گا، اور وہ سنار سے لے گا، بہرحال امر تفصیل طلب ہے واللہ اعلم۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۵)

سوال :- نوٹ کی قیمت میں کمی بیشی لانا دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- نوٹ نہ چاندی ہے نہ سونا بلکہ دراصل ایک سرکاری رسید قرضہ ہے، اور عرف عام میں ایک مبیعہ چیز ہے اس کی کمی بیشی جائز ہے۔

اطلاع :- فتوؤں کی غلطی پر ہر ایک صاحب اطلاع دے سکتے ہیں (خاکسار ابوالوفاء ثناء اللہ)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۵)

سوال :- اس سنار کے متعلق کہ جس کے ہاں سے اپنے گاہکوں کا سونا باوجود حفاظت نگہداشت کے چوری کیا گیا تھا، اس کو گاہک یا وکیل گاہک جس کر سونا سنار کے ہاں سے چوری کیا گیا تھا، یوں کہتا ہے اور چھوٹ کہے کہ تو نے اگر میرے چوری شدہ سونے کی قیمت ادا کر دی تو میں بہت سی اشیاء تجھ سے بنواؤں گا یعنی تیرا روزگار دلواؤں گا، اب یہ طور سنار مذکور سے اپنے چوری شدہ سونے کے دام وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب :- شریعت میں اجیر (کارکن) دو قسم کے ہیں ایک اجیر خاص۔ دوسرا اجیر مشترک، مثلاً کسی شخص نے ایک دھوبی خاص اپنے لئے نوکر رکھا ہے، دوسرے قسم یہ ہے کہ دھوبی بہت سے لوگوں کے کپڑے دھوتا ہے تو قسم اول میں سے کوئی نقصان اجیر کی لاپرواہی یا بدنیتی کے بغیر ہو جائے تو اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر تاوان نہیں بچتا، یہ نفع وقیم پر ہوتا ہے، پس صورت مرقومہ میں سنار سے جو مشترک اجیر ہے گم شدہ سونے کا عوض لینا جائز ہے، ہاں اگر آرڈر کا طبع دینا، وزن جیسی رکھتا ہے، ایک زیورکہ اس کو نیت سے لیتا ہے کہ معاملہ صاف رہے گا، تو کام بھی ملے گا ورنہ نہیں، یہ بھی جائز ہے، اور اگر محض دھوکہ دے کر اصل چیز وصول کرنا مقصود ہے، تو ایسا کرنا ناجائز بہرحال نیت پر موقوف ہے اس قسم کے معاملات کی بابت ایک ہی اصل ہے اَللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ اور حدیث شریف میں ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ. اَللّٰهُ اَعْلَمُ. (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ [illegible])

سوال: زید نے بکر کی گائے چرا لی اور کسی دوسرے گاؤں میں لے جا کر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر ذبح کر لی، اس وقت بکر بھی چوری کی تلاش کرتا ہوا آ گیا جس وقت بکر آیا اس کو گاؤں کے لوگوں نے بتا دیا کہ زید نے تیری گائے چرا کر یہاں لا کر ذبح کر لی ہے، جھٹ بکر نے زید کو جا کر پکڑ لیا، ابھی تک گائے کا گوشت پڑا فروخت ہو رہا تھا، جب بکر آیا زید نے اقرار چوری کا کر لیا، اور بکر کو قیمت گائے دے کر خوش کر لیا، آیا اب یہ گائے مسلمانوں کو کھانی حلال ہے یا حرام اور ذبح کا کیا حکم ہے؟

(حافظ فضل الرحمٰن از علیکا ضلع جہلم)

جواب: گوشت کی حرمت مالک کی حق تلفی کی وجہ سے تھی جب اس نے اپنا حق لے لیا تو اب گوشت حلال ہے مگر ذبح کا فعل چونکہ ایسے وقت ہوا ہے جس وقت گائے مسروقہ تھی اور اس سے متعلق تھا اس لئے ذابح گنہگار ہے اس کو توبہ نصوح کرنی چاہیے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ [illegible])

سوال: ٹھیکہ تاڑی اور خمر کا درست ہے یا نہیں اور جو شخص کہ ٹھیکہ لیوے اس کی دعوت اور امامت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: تاڑی اور خمر کا ٹھیکہ مثل خرید و فروخت اس کے ہے شرعاً مَا يُسْلِمُ ثَمَنًا يَسْلِمُ اُجْرَةً كَذَا فِيْ كُتُبِ الْفِقْهِ جَازَ اَخْذُ دَيْنٍ عَلٰى كَافِرٍ مِنْ ثَمَنِ خَمْرٍ لِصِحَّةِ بَيْعِهِ بِخِلَافِ دَيْنٍ عَلَى الْمُسْلِمِ لِبُطْلَانِهِ كَذَا فِي الْمُتُوْنِ وَالشُّرُوْحِ الْحَنَفِيَّةِ لِاَنَّهُ مَالٌ مُتَقَوَّمٌ فِيْ حَقِّ الْكَافِرِ فَمَلَكَهُ الْبَائِعُ فَيَحِلُّ الْاَخْذُ مِنْهُ قَوْلُهُ لِبُطْلَانِهِ لِاَنَّ الْخَمْرَ لَيْسَ بِمَالٍ مُتَقَوَّمٍ فِيْ حَقِّ الْمُسْلِمِ فَبَقِيَ الثَّمَنُ عَلٰى مِلْكِ الْمُشْتَرِيْ فَلَا يَحِلُّ لَهُ اَخْذُهُ مِنَ الْبَائِعِ كَذَا فِي الطَّحْطَاوِيْ وَهٰكَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَغَيْرِهَا پس اس صورت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں مال اور طعام تاڑی و شراب کے ٹھیکہ لینے والے کا حرام اور لینا مال اس کا اور کھانا اس کا اور دعوت اس کی قبول کرنی حرام ہے شرعاً اگر بذریعہ تاڑی اور خمر یا بوجہ اور حرام کے حاصل کیا ہو

وَلَا یُجِیْبُ دَعْوَۃَ الْفَاسِقِ الْمُعْلِنِ لِیَعْلَمَ اَنَّہٗ غَیْرُ رَاضٍ بِفِسْقِہٖ وَکَذَا دَعْوَۃُ غَالِبِ مَالِہٖ حَرَامٌ مَا لَمْ یُخْبِرْ اَنَّہٗ وَبِالْعَکْسِ یُجِیْبُ مَا لَمْ یَعْلَمْ اَنَّہٗ حَرَامٌ وَاٰکِلُ الرِّبٰوا وَکَاسِبُ الْحَرَامِ لَوْ اَھْدٰی اِلَیْہِ اَوْ اَضَافَہٗ وَغَالِبُ مَالِہٖ حَرَامٌ لَا یَقْبَلُ وَلَا یَاْکُلُ اِلٰی اٰخِرِ مَا فِی الْخُلَاصَۃِ وَالْعَالَمْگِیْرِیَّۃِ وَغَیْرِھِمَا مِنْ کُتُبِ الْفِقْہِ۔ اور ایسے شخص مذکور کو امام نہ بنا دے اس لئے کہ فاسق قابل اہانت کے ہے۔ لَا یُقَدَّمُ الْفَاسِقُ لِلْاِمَامَۃِ کَذَا فِی الْمُسْتَمْلِیْ وَغَیْرِہٖ مِنْ کُتُبِ الْفِقْہِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔ رسید محمد نذیر حسین عفی عنہ

(فتاوی نذیریہ جلد ۲ ص ۵۵)

(فتاوی ثنائیہ جلد ۲ ص ۲۲۵ و ص ۲۳۲)

سوال:۔ مہوا جو ایک بڑے درخت کا پھل ہے علاقہ بہار میں بہت ہوتا ہے مثل کشمش کے بہت میٹھا اور سستا ہوتا ہے، دیہات کے غریب لوگ کھاتے ہیں بکثرت اس سے شراب بنتی ہے پانی میں پھلا کر مویشی کو کھلایا جاتا ہے، دو چار روز پانی میں رکھنے سے اس میں کچھ نشہ لانے کا اثر بھی ہو جاتا ہے، مویشی کے ناندے میں چارے کے ساتھ مہوا کھلی وغیرہ ملا کر رکھ دیا جاتا ہے جو اکثر دو چار روز تک کھلایا جاتا ہے، اس طرح جانور کو کھلانے میں کچھ شرعی ممانعت ہے یا نہیں؟

جواب:۔ مہوا کی جو کیفیت لکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گیہوں انگور اور گڑ وغیرہ کی طرح ہے گیہوں اور انگور سے بھی شراب بنتی ہے تو جس طرح گیہوں اور انگور کی غذا جائز ہے مہوا کی بھی جائز ہے۔

(فتاوی ثنائیہ جلد ۲ ص ۲۲۶)

سوال:۔ مہوا جس کا اوپر ذکر ہوا اس کی خریداری شراب کے ٹھیکہ داروں کی طرف سے ہوتا ہے یہ مہوا شراب میں بھی استعمال ہوتا ہے اور غذا میں بھی شراب کے ٹھیکہ دار سے فروخت کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب:۔ جس حالت میں کوئی چیز بیچی جاتی ہے اس حالت میں وہ نشہ آور نہیں ہے تو اس کا بیچنا جائز ہے فقہاء نے صاف لکھا ہے کہ شراب ساز کے پاس انگور بیچنا جائز ہے۔ (فتاوی ثنائیہ جلد ثانی ص ۲۲۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال:۔ اگر شراب کی بھی یہی حالت ہے ایسی حالت میں اس کا فروخت کرنا کیسا ہے؟

جواب:۔ جواب شرح صدر۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص۳۳٦)

سوال:۔ شراب بیچنے والے اس کی تجارت کے واسطے مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ شراب کی وجہ سے دس آدمیوں پر لعنت آئی ہے مکان کرایہ پر دینے والا ان میں نہیں، لیکن معین اور ممد ہے، اس واسطے مکان دینا جائز نہیں۔ لا تعاونوا علی الاثم الآیۃ۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص۳۳۵ و ص۳۳٦)

سوال:۔ زید درے چند بہ بازی لاٹری یافت او خواہد در مباد در کار خیر صرف کند چوں مسجد، مسافر خانہ لنگر خانہ شرعاً جائز است یا نہ؟

جواب:۔ لاٹری از قسم قمار است قرآن مجید بنص صریح قمار را حرام قرار دادہ است۔ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص۳۳٦)

جواب:۔ لاٹری از قسم قمار ہے اور قمار کو بنص قرآن مجید بنص صریح قمار را ہم حرام قرار دادہ است۔ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ (۲۹ جنوری ۱۹۳۳ء فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص۳۳٦)

سوال:۔ رجسٹری آفس میں دستاویز لکھنے والا کاتب اور دفتری میں سرکاری رجسٹری پر دستاویز مذکور کو نقل کرنے والا نقل نویس پر سودی کاغذ کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب:۔ رجسٹری کا محرر اس حدیث کے ماتحت نہیں ہے جس میں محرر ربا کے لئے وعید آئی ہے ان شاء اللہ فعل نقل تحریر ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص۳۳٦)

سوال:۔ کیا بوجہ مجبوری بلیک مارکیٹ سے خریدنے والا بھی گنہگار ہے؟

جواب:۔ بلیک مارکیٹ سے خریدنے والا اگر مجبور ہے تو وہ بحالت اضطراری مردہ خور کے حکم میں ہے بلیک کرنے والا گنہگار ہے، واللہ اعلم۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص۳۳٦)

سوال:۔ دو تین سال قبل باغات کے ثمر خریدنے جائز ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ جس حدیث میں ثمر پختہ ہو جانے سے پہلے بیع کرنا منع آیا ہے، امام نے اس کو مشورہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا ہے میں بھی اس سے تجاوز نہیں کر سکتا۔

شرفیہ۔ امام بخاری نے اس کو مشورہ قرار نہیں دیا صحیح میں باب یہ ہے۔ بَابُ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا انتہیٰ۔ پھر حدیث زید بن ثابت لائے ہیں۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَايَعُونَ الثِّمَارَ فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيهِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ إِنَّهُ أَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ أَصَابَهُ مَرَضٌ أَصَابَهُ قُشَامٌ عَاهَاتٌ يَحْتَجُّونَ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَتْ عِنْدَهُ الْخُصُومَةُ فِي ذَلِكَ فَإِمَّا لَا فَلَا تَتَبَايَعُوا حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُ الثَّمَرِ كَالْمَشُورَةِ يُشِيرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خُصُومَتِهِمْ انتہیٰ ج ۱ ص۲۹۲۔ حدیث مرفوع نہیں زید بن ثابت راوی کا قول و اجتہاد ہے اور اپنا فہم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مشورہ یہ فرمایا آپ نے فرمایا کہ یہ میں نے تم کو مشورہ کے طور پر کہا ہے اور شرعی حکم میں یہ خصوصاً جو حکم نہی کا ہو جس کا اصل حرمت ہے اور قرینہ حرمت قطعی کا دوسری حدیث میں ہے۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ بِعْتَ مِنْ أَخِيكَ ثَمَرًا فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا بِمَا تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ رواہ مسلم مشکوٰۃ ج ۲ ص۲۴۷۔ یہ سب حدیثیں حرمت کی صریح دلیل ہیں مشورہ کا فہم صحیح نہیں ہے۔ اور نہ ہی امام بخاری نے اسے مشورہ قرار دیا ہے ورنہ وہ ترجمۃ الباب میں اس کی طرف اشارہ کرتے إِذْ لَيْسَ فَلَيْسَ۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص۳۲۷ و ص۳۲۹)

سوال۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ۔ اس آیت شریفہ کی تفسیر و شان نزول کا خلاصہ بیان فرمائیں؟

جواب۔ دنیا کے لوگ ایک دوسرے کا مال بے وجہ کھاتے تھے، اور اب بھی کھاتے ہیں، ان کی اصلاح کے لئے یہ آیت اتری ہے کہ جائز طریق سے کھاؤ جو تجارت ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص۳۳۰)

سوال۔ تاڑی کے خمیر سے ڈبل روٹی یا بسکٹ وغیرہ بنا کر اس کی تجارت کرنا جائز ہے یا ناجائز اور ان کے کھانے کا حکم ہے۔ کیونکہ بعض کارخانوں میں بعض دفعہ تاڑی کے خمیر سے روٹی بسکٹ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ تیار ہو کر انگریزوں وغیرہ کو فروخت ہوتے ہیں، اس کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے بسکٹوں کی بابت میں نے علمائے یورپ کا طرز عمل دو اصولوں پر پایا ہے مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری تو نہیں کھاتے تھے یہ تو اس اصول پر سمجھتے کہ تاڑی بذات خود چونکہ مشتبہ چیز ہے اس کے بسکٹ بھی ناقابل اکل ہیں۔

مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کھاتے تھے یہ اس اصول پر سمجھتے کہ خمیر کے بعد جو آٹا تیار ہوا ہے اس مجموعہ میں نشہ نہیں اس لئے حرام نہیں یہ ہیں وہ مختلف اصول جن سے جو عمل پر ہو سکے کرے۔

شرفیہ: میں کہتا ہوں کہ دوسرا اصول بالکل غلط ہے کہ مجموعہ میں نشہ نہیں لہٰذا جائز یہ اصل حدیث نبوی کے خلاف ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرَقُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ (مشکوٰۃ ص ۳۱۷)

یہ امر بدیہی ہے کہ جب فرق اسکر تو ملاء الکف مسکر نہیں اور حرام ہے اس سے قلیل میں شرط نشہ باطل ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۳۳۰)

سوال: ایک گاؤں میں پانچ روپے من گڑ فروخت ہوتا ہے، اور اسی گاؤں میں ایک آدمی زمیندار سے چار روپے فی من سے گڑ چھ روپے فی من فروخت کرتا ہے، لیکن پانچ روپے فی من عام بکتا ہے اور وہ چھ روپے ایک من کے لیتا ہے، اور کہتا ہے کہ جس کی مرضی ہو لیوے جس کی مرضی ہو نہ لیوے اور دیگر اجناس بھی مثلاً لیتے وقت فی روپیہ دس سیر لیتا ہے، اور دیتے وقت فی روپیہ نو سیر دیتا ہے یہ لین دین جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: جائز ہے تجارت ہے کمانے کے لئے صرف نفع کمانے کے لئے اس میں دھوکہ فریب نہیں ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۴۹)

سوال: آڑھت کرنی جائز ہے یا ناجائز یعنی کسی کی گندم فروخت کر دینی اور اس سے فی روپیہ ایک پیسہ وصول کرنا جائز یا ناجائز؟

جواب: جائز ہے، اس کو دلالی کہتے ہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۴۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال:- جس چیز کا نرخ زمانہ گذشتہ میں ارزاں تھا اور اب موجودہ زمانے میں نرخ گراں ہے، تو کیا مشتری کو یہ حق شرعاً حاصل ہے کہ بائع کو مجبور کرے کہ بموجب نرخ زمانہ گذشتہ ارزاں فروخت کرو، اگر بائع اس کو نامنظور کرے تو اس کو ہر طرح سے ضرر پہنچانے کی کوشش کریں گے؟

جواب:- حدیث شریف میں آیا ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا حضورؐ آپ نرخ مقرر کر دیں لوگ کم و بیش دیتے ہیں، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی پر ظلم کرنا نہیں چاہتا، نرخ اللہ کے اختیار میں ہے، گذشتہ بھاؤ پر بیچنے کے لئے کوئی مجبور نہیں کر سکتا ہے جو کرے وہ بموجب حدیث سراسر ظلم ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۲)

سوال:- سودی معاملات میں سود خوار سے سود وصول کرنے کے لئے مدد کرنا کیسا ہے جب کہ دونوں مسلمان ہوں، اور اگر کوئی شخص بقیہ سود چھوڑ دینے کا مشورہ دے تو مستحق ثواب سمجھے یا نہیں؟

جواب:- جو کام گناہ ہے اس میں مدد کرنا بھی گناہ ہے۔ سود چھوڑ دینے کا مشورہ دینے والے کو ثواب ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ [illegible])

سوال:- زید نے بکر سے اس کے حصہ کی زمین رہن بایں شرط پر لی ہے کہ جب زر اصلی بکر ادا کرے تو اپنی زمین پر قبضہ کر لے، زید اس مرہونہ زمین میں کاشت کرتا ہے۔ اور مالگذاری سرکاری جو بکر ادا کرتا تھا، وہ اب زید اپنے پاس سے ادا کرتا ہے اور جو زمین آسامیوں کے قبضہ میں ہے ان سے مالگذاری وصول کر کے سرکاری لگان ادا کر کے بقیہ اپنے تحت و تصرف میں لاتا ہے اور منافع مقررہ نہیں ہے زید کو کبھی فائدہ ہوتا ہے کبھی نقصان، لہٰذا سوال یہ ہے کہ اس طرح زمین رہن لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- صورت مرقومہ سود ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ [illegible])

سوال:- زید کہتا ہے کہ جو شخص کسی کی زمین ظلماً ایک بالشت دبائے گا، قیامت میں اس کے سر پر ساتوں زمینوں کا بوجھ رکھا جاوے گا، یہ مضمون حدیث شریف کا ہے یا نہیں؟

جواب:- یہ حدیث شریف کا مضمون ہے، حدیث یہ ہے: عن سعید بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اخذ شبرا من الارض ظلما فانه يطوقه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۵۴

ترجمہ:۔ وہی ہے جو سائل نے نقل کیا ہے۔

تعاقب:۔ آپ نے اپنے اخبار ۲۲ رجب کے صفر فتاویٰ پر ایک سوال کا جواب دیا ہے اور اس مہوہ کی شراب بنتی ہے، اس کو شراب ساز ٹھیکہ دار کے پاس فروخت کرنا جائز ہے، اور اس پر آپ نے دلیل صرف یہ دی ہے کہ جس حالت میں کوئی چیز بھی جاتی ہے اس حالت میں نشہ آور نہیں تو اس کا بیچنا جائز ہے بنابرایں مہوہ نقیا کا قول بھی پیش کیا کہ شراب ساز کے پاس انگور بیچنا جائز ہے۔

ہمیں اس پر اعتراض ہے کیونکہ اس پر حدیث دال ہے کہ شراب ساز کے پاس انگور بالکل نہ بیچے جائیں۔

مَنْ حَبَسَ الْعِنَبَ أَيَّامَ الْقِطَافِ حَتَّى يَبِيعَهُ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا فَقَدْ تَقَحَّمَ النَّارَ عَلَى بَصِيرَةٍ۔ الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن۔ یعنی جو شخص انگوروں کو بند رکھتا ہے اس نیت پر کہ شراب ساز کے پاس بیچے تو اس نے سمجھ سوچ کر اپنے آپ کو جہنم میں گرایا۔ (عطاء الرحمن طالب علم امرتسر)

جواب:۔ معترض نے نہ حدیث پر پوری نظر کی نہ اس کی شرح پر۔ جلدی میں تعاقب لکھ مارا سنیے۔ حدیث میں حتیٰ کا لفظ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بیچنے والا شراب ساز کی تلاش میں رہے، اس کے حق میں یہ حدیث ہے، نیز اس کو یقین ہو کہ وہ اس چیز سے ضرور شراب بنائیگا لیکن اگر یہ دونوں قیود نہ پائی جائیں تو یہ وعید بھی نہیں، معترض نے اس حدیث کو بلوغ المرام میں پڑھا ہوگا، اس لئے بلوغ المرام ہی کے حواشی میں اسے دیکھنا چاہیے حَبْسُہٗ عَلَىٰ اِعْتِبَارِهَا الْمَقْصَدُ اِلٰى يَتَّخِذُهٗ خَمْرًا۔ حاشیہ مولانا سید احمد حسن دہلوی سبل السلام میں بھی تقریباً یہی ہے اخباری سوال میں ایسا نہیں بلکہ اس کے الفاظ یہ ہیں، مہوہ شراب کے ٹھیکہ دار کی طرف سے ہوتی ہے یہ مہوہ شراب میں بھی خرچ ہوتا ہے اور غذا میں بھی اور جانور کے چارے میں بھی شراب کے ٹھیکہ دار سے فروخت کرنا جائز ہوگا یا ناجائز؟

پس اس کی صورت بعینہ گیہوں کی ہوئی جو بازار میں بکتی ہے جو عام انسانوں کی غذا ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شراب بھی اس سے بنتی ہے، کوئی شراب ساز گیہوں خریدے تو کیا اس کو گیہوں دینا منع ہے؟ گیہوں غذا بھی ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۸۲)

سوال:۔ اشیاء خوردنی اگر مسلمان کے یہاں نہ مل سکیں۔ یا ملیں مگر گراں ملیں تو اس صورت میں ہندو دکاندار سے خرید سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ خوردنی اشیاء میں دکاندار کی طرف سے نجاست کا یقین اور گمان نہ ہو تو غیر مسلم سے خریدنے اور کھانے میں حرج نہیں۔ اللہ اعلم۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۱۳۲)

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے اندر کہ رشوت کا کھانا اور سود کا کھانا اور بیاج کا کھانا اور شراب کا پینا اور غیر اللہ کے نام کا کھانا اس میں کچھ فرق ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

جواب:۔ درصورت مرقومہ معلوم کرنا چاہیے کہ رشوت کا کھانا۔ اور سود کا کھانا۔ اور سود کا کھانا اور شراب کا پینا حرام ہے اور سب حرام ہونے میں برابر ہیں، اور علماء کا اتفاق ہے کہ مخلوق کی نذر کے حرام ہونے پر۔ اور یہ نذر منعقد نہیں ہوتی اور وہ حرام ہے اور جائز نہیں اس کا لینا اور کھانا۔ بحرالرائق میں مذکور ہے سا نعقد الاجماع على حرمة نذر المخلوق ولا ينعقد نذر المخلوق وانه حرام بل سحت لا يجوز اخذه واكله انتهى۔ اور دلیل الصالحین میں مرقوم ہے۔ النذر لا يجوز الا لله تعالى ومن نذر لنبي وولي لا يلزم عليه شيء فان اعطى ذلك الشيء لاحد من الناس على تلك النية لا يجوز اخذ ان علموا الاخذ بذالك فان كان طعاما لا يحل اكله وان كان ذبيحة فهو ميتة فان اكلوا وسموا الله تعالى عليها كفروا جميعا وان نذروا لله تعالى فاكلوا ثم وهبوا ثوابه لاحد من الناس فذلك محمود انتهى والله اعلم وعلمه اتم۔ حررہ السید شریف حسین عفی عنہ۔

۱۲۸۱ سید محمد نذیر حسین	
خادم شریعت رسول الثقلین للطیف حسین	از شرائط سید کرمین شد شریف حسین

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۱۳۲/۱۳۳)

سوال:۔ سودی روپیہ سے تجارت کرنا حرام اور گناہ ہے یا نہیں اور مال حاصل کردہ سودی روپیہ سے طیب و پاک ہے یا ناپاک بینوا توجروا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب:۔ سودی روپیہ سے تجارت کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اس واسطے کہ سود حرام قطعی ہے اور لینے والے اور دینے والے اور گواہ ہونے والے اور تمسک لکھنے والے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے، عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ كَذَا فِي الْمِشْكٰوةِ۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سود کے گناہ ستر حصے ہیں ان کا آسان حصہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ جُزْءًا اَيْسَرُهَا اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ كَذَا فِي الْمِشْكٰوةِ۔ اور مال حاصل کردہ سودی روپیہ سے ناپاک ہے اس واسطے کہ جب سبب حرام و نامشروع ٹھہرا تو جو چیز اس سے حاصل ہوگی وہ بھی اسی کے حکم میں ہوگی کما لا یخفی علی المتامل واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ السید شریف حسین۔

زشرف سید محمد نذیر حسین شد شریف حسین

سید محمد نذیر حسین

(فتاوی ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۵)

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بیع و شراء و داد و ستد کرنا دانستہ یا نادانستہ سود خوار سے کہ اکثر مال اس کا جائز ہے یا ناجائز بحوالہ کتب فقہ جواب تحریر فرمایا جاوے، بینوا توجروا۔

جواب:۔ دانستہ بیع و شراء و داد و ستد سود خوار سے کہ اکثر مال اس کا حرام ہے جائز نہیں اور نادانستہ موجب حرمت و معصیت کا نہیں اَلْحُرْمَةُ تَتَعَلَّقُ بِالْعِلْمِ كَذَا فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَغَيْرِهٖ۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ السید شریف حسین عفی عنہ۔ (فتاوی نذیریہ جلد ۲ صفحہ ...)

زشرف سید محمد نذیر حسین شد شریف حسین

سید محمد نذیر حسین

(فتاوی ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۲)

سوال:۔ دوبارہ خرید و فروخت یعنی ایک وقت میں دو بیع کرنا نقد پر بیشی کے ساتھ اور ادھار پر کمی کے ساتھ دینا اس طرح کی خرید و فروخت درست ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں آپ کے ہاں سے فتویٰ آیا کہ نقد پر کم قیمت لینا اور ادھار پر زیادہ قیمت لینا درست ہے یہ مسئلہ ترمذی اور نیل الاوطار میں ملتا ہے اور اسی طرح کا فتویٰ اخبار اہلحدیث قبل رمضان ۱۳۲۲ھ میں دیکھا گیا۔ مگر اس کے ثبوت میں کچھ شک پڑتا ہے، کیونکہ ترمذی میں کوئی دلیل کافی نہ پائی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی اور نیل الاوطار میں یہاں موجود نہیں مگر برعکس اس کے ملتا ہے، یعنی تلخیص الصحاح باب البیوع جلد اول صفحہ ۱۳۲ مترجم مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور کہ ایک وقت میں دو بیع کرنا درست نہیں ہے۔ لہٰذا نقد کم ادھار پر زیادہ قیمت لینا روا ہوگا، اس واسطے مکرر عرض ہے کہ اس مسئلہ میں قرآن و حدیث سے جواب ملنا چاہئے کسی کی رائے اور اجتہاد کی ضرورت نہیں۔ (عبدالمجید اہلحدیث از وصرو تانڈہ)

جواب: حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیع کرنے سے منع فرمایا ہے، اس حدیث کی تشریح میں اقوال مختلف ہیں[1] جس صاحب کو جو قول پسند[2] ہوتا ہے اس پر وہ نتائج مرتب کر دیتا ہے، نیل الاوطار میں ایک قول یوں بھی مرقوم ہے کہ اگر کوئی یوں کہے نقد پر سو روپیہ اور ادھار پر دو سو روپیہ لوں گا خریدار کہے میں نے نقد کی صورت یا ادھار کی صورت قبول کی تو جائز ہے (جلد ششم) ترمذی میں بھی مرقوم ہے کہ صورت مرقومہ میں خریدار جب ایک صورت کو اختیار کرے تو جائز ہے۔ (باب النهي عن بيعتين في بيعة) غرض صورت مرقومہ کے منع پر کوئی آیت یا حدیث صاف دلالت نہیں کرتی[3] اس لئے جائز معلوم ہوتا ہے۔[4] (۱۵ فروری ۱۹۱۲ء)

سوال: ایک دیہاتی مدرسہ دینی کے خرچ کے لئے محکمہ تعلیم سے گرانٹ ملتی ہے ایک واقف حال کا بیان ہے کہ گرانٹ (امداد) کی رقم آبکاری (منشیات) کی آمد سے ملا کر دی ہے ہیڈ ماسٹر کہتا ہے مجھے اس کا علم نہیں اور تجسس کرنے سے منع آیا ہے۔ اس صورت میں وہ گرانٹ لینی جائز ہے یا نہ؟

جواب: شراب اور شراب کی آمدنی سب حرام ہے، بیان مذکور صحیح ہونے کی صورت میں ایسی رقم کا لینا جائز نہیں حدیث شریف میں ہے من اتقى الشبهات

---

[1] جب اقوال مختلف ہیں تو حدیث مشترک المعنی ہوئی اور مشترک المعنی لفظ کی تعیین کے لئے قرآن و حدیث سے کوئی قوی دلیل پائی جائے تو قابل عمل ہے ورنہ نہیں (سعیدی)

[2] اپنی مرضی کا قول پسند کرنا کوئی دلیل نہیں۔ (سعیدی)

[3] یہ حدیث مشترک المعنی ہے، تفسیر کی تعیین کیلئے کوئی مرفوع حدیث یا صحابہ کا قول چاہئے۔ (سعیدی)

[4] جواز پر کوئی حدیث صریح نہیں اور عدم جواز پر حدیث صحیح ہے كل قرض جر منفعة فهو ربا (سعیدی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَتَّخِذُ سُتْتَبَرًا لِيُبَيِّنُهُ وَجِهَاتِهِ ۔ (اہلحدیث جلد ۳۸ ص۴)

شرعیہ۔ اصل یہ ہے کہ سرکاری خزانہ میں صرف شراب وغیرہ کی حرام آمدنی ہی نہیں ہوتی بہت قسموں کی آمدنی ہوتی ہے تاوقتیکہ تعین آمدنی گرانٹ ثابت نہ ہو ممنوع نہیں ، ورنہ سرکاری ملازمت بھی حرام ہوگی ، وَاِذْ کَیْفَ نَکْیَمَن آہل کتاب سے جزیہ لینا کتاب و سنت سے ثابت ہے ، اور ان کے مال میں ہر قسم کی آمدنی تھی ، اور شراب کی بھی تھی شرعاً اس کی تفتیش ثابت نہیں لہٰذا صورت مرقومہ میں منع کی دلیل نہیں پائی جاتی (ابوسعید شرف الدین دہلوی)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص۱۳۲)

سوال :۔ کیا کوئی انجمن اپنے بیت المال میں ہر قسم کے صدقات ، خیرات ، زکوٰۃ ، جمع کرکے اس سے کتابیں چھاپ کر اس کی تجارت کر سکتی ہے ؟ (مولانا عبیداللہ صاحب رحمانی مبارکپوری)

جواب :۔ صدقات ، خیرات کی رقم فقراء و مساکین و دیگر مصارف منصوصہ کا حق ہے ، انجمن یا جمعیت وصول کرکے وکالتاً ان اموال کو ان کے مصارف میں صرف کرنے کی ذمہ دار ہے ، اس رقم میں ایسی تجارت جس میں اصل رقم کے اندر نقصان و خسارہ کا ذرہ بھر بھی اندیشہ ہو قطعاً درست نہیں ہے ، خاص صدقات کی رقم سے تجارت کرنے کے بارہ میں خلافت راشدہ کے زمانہ کا کوئی واقعہ نظر سے نہیں گذرا ۔ ہاں حضرت ابوموسیٰ اشعری امیر بصرہ نے حضرت عمرؓ کے دو صاحبزادے عبیداللہ اور عبداللہ کو بطور قرض کے بیت المال کی کچھ رقم جو غالباً جزیہ یا خمس غنائم کی تھی ، دی تھی ، کہ اس سے تجارت کا مال خرید کر مدینہ لے جائیں ، اور فروخت کرکے اصل رقم امیرالمومنین کے حوالہ کر دیں ، اور نفع خود رکھ لیں ، حضرت عمرؓ نے اس کو پسند نہیں کیا ، پھر بعض صحابیوں کے مشورہ سے اس کو مضاربت قرار دے کر اصل رقم سے آدھا نفع بیت المال میں داخل کر دیں ، اور آدھا نفع دونوں لڑکوں کو مضارب ہونے کی حیثیت سے دے دیا ۔

(الاعتصام جلد ۲ شمارہ ۱۸)

سوال :۔ چنگی لینا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص باہر سے مال لاتا ، یا منڈیوں میں فروخت کرتا تھا تو اس سے اعوان دولت ، چنگی ، ٹیکس وصول کرتے تھے ، جب اسلام آیا تو اس نے رفاہ عام کے خلاف سمجھتے ہوئے اس کو نہایت سختی کے ساتھ منع کیا ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس فعل کے مرتکب کے حق میں ارشاد فرمایا ہے لَا يَدْخُلُ صَاحِبُ مَكْسٍ الْجَنَّةَ یعنی چنگی لینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ترغیب مصری جلد اول ص۲۳۲ و ردہ الاعظم جلد الغفار و دیگر کتب منتفی)

(فتاوی ستاریہ جلد ۳ ص۱۳۱)

توضیح: مخفی نہ رہے کہ چنگی لینا رفاہ و عام کے خلاف نہیں بلکہ یہ رقم رفاہ عامہ پر ہی صرف ہوتی ہے لَا يَدْخُلُ صَاحِبُ مَكْسٍ الْجَنَّةَ سے وہ مراد ہے جو کمیٹی کے اصول مقررہ سے کم یا زیادہ وصول کرے، مثلاً اگر صاحب مال نے اس کی کچھ خدمت کر دی تو بجائے ایک روپیہ کے ۸ آنہ وصول کرے اگر تاجر نے خدمت نہ کی تو بجائے ایک روپیہ کے ۲ روپے وصول کرے دونوں صورتوں میں حقوق العباد کا چور ہے ایسا صاحب مکس جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم عنداللہ راقم علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

سوال: میری دکان پر سائیکلوں کی مرمت ہوا کرتی ہے میں سائیکل ورکس ہوں، بوقت مرمت گاہک کی کئی چیزیں فٹ کرنے کے بعد بھول سے رہ جاتی ہیں، اور گاہک کو میں جانتا نہیں کہ کہاں کا رہنے والا ہے، اور جو چیز دکان پر رہ جاتی ہے عموماً وہ ایسی ہوتی ہے کہ اس کے بغیر سائیکل چلتا رہتا ہے اور وہ چیز بھی معمولی کم قیمت کی ہوتی ہے، اور کبھی اتفاقیہ چیزیں قیمتی بھی بھول جاتے ہیں مثلاً پمپ خالی تھیلا، رینچ وغیرہ ان چیزوں کی حفاظت بہت مشکل ہے۔ ایسی چیزوں کے متعلق شریعت محمدیہ کا کیا حکم ہے، اور ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ (امانت اللہ سائیکل ورکس حیدرپور)

جواب: مذکورہ بالا اشیاء کی حفاظت اگر مشکل ہے تو استعمال کر سکتا ہے، بشرطیکہ جس وقت مالک آجائے تو اس کی قیمت ادا کرے یا وہی چیز خرید کر دے دے۔

(فتاوی ستاریہ جلد اول ص۲۹ و ص۳۰)

توضیح: بعض علمائے کرام لقطہ کے حکم میں شمار کر کے استعمال کی اجازت دی ہے، افضل ہے کہ کچھ مدت انتظار کے بعد اس کی طرف سے اس کو صدقہ کیا جائے کہ وہ چیز اس کو ثواب کی صورت میں اس کو حاصل ہو جائے۔ فقط راقم ابوالحسنات علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال۔

سود خوار

سوال: سود خوار اور زانی دونوں گناہ میں برابر ہیں یا کچھ فرق ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب:۔ سود خوار اور زانی دونوں گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں، اور رسول کے عاصی ہیں، اگرچہ سود خوار پر حد شرعی نہیں، لیکن وہ شخص بہت بڑا مجرم ہے کیونکہ حدیث میں اس کے ساتھ زنا سود کا ادنیٰ جرم بیان ہوا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۱۳۱)

گمشدہ چیز کا اعلان

سوال:۔ اگر کسی شخص کو کچھ نوٹ دستیاب ہوں تو وہ ان کا اعلان کس طرح کرے کہ حقدار کو مل جائیں اور اعلان کب تک کرے؟

جواب:۔ گمشدہ چیز کا اعلان حسب فرمان نبوی ایک سال تک ہونا چاہیے آج کل اعلان کا ذریعہ اخبارات ہیں مگر چیز کا پورا نشان نہ لکھے جہاں سے دستیاب ہوئی ہو اس جگہ کا نام اور تاریخ دستیابی اور چیز کا نام مثلاً نوٹ وغیرہ ظاہر کرکے اعلان کرنے دو نوٹوں کی پوری کیفیت تعداد وغیرہ وہ شخص تحریر کرے جس کے گم ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۹۹)

سوال:۔ آج ایک شخص کو مکی دے کر ہاڑی کو جو، چنے لی کے برابر مقرر کر لینی جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ برابر ہو یا کم و بیش ہر دونوں حالتوں میں جائز ہے کیونکہ جنس مختلف ہے۔

تعاقب:۔ مفتی صاحب اہلحدیث نے ۲۰ ربیع الاول کے پرچہ اہلحدیث میں لکھا ہے کہ آج جیت کا مہینہ ہے ایک شخص مکی دے کر ہاڑی کے موقع پر گندم برابر ہو یا کم بیش ہر دو صورتوں میں لے سکتا ہے، غالباً مفتی صاحب نے مسلم کے الفاظ فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الْأَصْنَافُ فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ۔ پر سارا دار و مدار رکھا ہے اور فتویٰ دیا ہے، جس میں انہوں نے مسامحت کی ہے، کیونکہ مختلف اجناس کی صورت میں جہاں کہیں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کرنے کی اجازت فرمائی ہے وہاں یداً بید۔ نقد بیع کرنے کی تاکید کی ہے اور ادھار کو ناجائز قرار دیا ہے،

چنانچہ دیگر مقامات پر مختلف الفاظ نقل کرکے یداً بید کے ساتھ مقید فرمایا ہے مسند امام شافعی میں عبادہ بن صامت سے مرفوع حدیث ہے لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ۔ الحدیث۔ کے آخر میں ہے کہ گندم کو جو سے اور نمک کو کھجور سے مختلف اجناس جس طرح چاہو بیچو مگر نقد کی صورت ہونی

۱؎ جو شخص بھوکا مرتا ہو اور نقد لینے کی اس کو طاقت نہ ہو وہ کیا کرے اس کو متعاقب نے حل نہیں کیا۔ (مؤلف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ حتیٰ کہ بخاری شریف اصح المطابع ص۲۹۱ جلد اول کے الفاظ بِيعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ وَ
الْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ کی شرح میں علامہ کرمانی اور علامہ عینی فرماتے ہیں مُتَسَاوِيًا وَمُتَفَاضِلًا
بِشَرْطِ التَّقَابُضِ فِي الْمَجْلِسِ صرف ایک مجلس میں نقد کی صورت میں جائز ہے چنانچہ امام بخاری
رحمۃ اللہ علیہ باب بَيْعِ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ نَسِيئًا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ لَا رِبَا إِلَّا فِي
النَّسِيئَةِ کی تشریح میں لائیں هٰذَا وَمَذْهَبُنَا فِي الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْحِنْطَةِ بِالشَّعِيرِ مُتَفَاضِلًا
وَلَا بَأْسَ بِهِ يَدًا بِيَدٍ وَلَا فِيهِ نَسِيئَةٌ نقد تفاضل جائز ہے اور مذکورہ سوال کی صورت میں
اُدھار میں قطعاً جائز نہیں اگرچہ اجناس میں اختلاف ہی کیوں نہ ہو علیٰ ہذا القیاس مولوی عبدالرحمن
صاحب شرح ترمذی جلد ۲ ص۲۳۱ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْحِنْطَةَ بِالْحِنْطَةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَكَرَاهِيَةِ
التَّفَاضُلِ فِيهِ عبادہ بن صامت کی حدیث کے لفظ بِيعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْتُمْ
يَدًا بِيَدٍ وَبِيعُوا الْبُرَّ بِالتَّمْرِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ کی شرح میں فرماتے ہیں مَا لَمْ تَتَفَرَّقَا
فِي الْمَجْلِسِ قَبْلَ افْتِرَاقِهِمَا عَنِ الْآخَرِ اسی وقت مجلس ہی میں جدا ہونے سے پہلے ایک
دوسرے سے کم و بیش چیز لے سکتا ہے ادھار کی صورت میں جائز نہیں، چنانچہ اسی پر امام ترمذی نے
کافہ اہل علم کا عمل ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے۔ فَإِذَا اخْتَلَفَ الْأَجْنَاسُ فَلَا بَأْسَ أَنْ يُبَاعَ
مُتَفَاضِلًا إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ۔ یعنی گیہوں کو جو سے نقد بیچنے کی صورت میں کم و بیش جائز ہے۔ اور
ادھار جیسا کہ مفتی صاحب نے فرمایا ناجائز ہے۔ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ۔ راقم محمد داؤد ارشد
عثمان والا ضلع لاہور۔ ۱۵ ربیع الاخر ۱۴۱۲ھ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص۳۵۵ و ۳۵۶)

اضافہ و تشریح مفید۔ از حضرت مولانا عبدالسلام۔ مولوی فاضل۔ بستوی۔

سوال: آج جب کہ عام طور سے مسلمانوں کی معاشی حالت بہت ہی نا گفتہ بہ ہے غریب
کسانوں کے پاس اساڑھ اور کاتک کے مہینوں میں بونے کے لیے بیج نہیں رہتا ہے۔ مالدار مسلمان
ان غریبوں کے حال زار پر توجہ نہیں کرتے مجبوراً مسلمان ہندوؤں کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ ہندو
اس شرط پر بیج دیتے ہیں کہ فصل تیار ہونے پر ایک سیر کا سوا سیر لیں گے کسان بیچارہ ناچار ہندو سے
اس سے سوائی پر بیج لاتا ہے ایسے نازک موقع پر اگر مسلمان ہندوؤں سے سوائی پر بیج نہ لیں، تو
کھیت پرتی پڑ جائے۔ یعنی خالی رہ جائے نیز خود فاقہ کریں، اور لگان کی عدم ادائیگی میں کھیت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے دخل ہو جائیں!

جواب: یہ سود ہے۔ سود کا لینا دینا حرام ہے۔ أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ حدیث میں ہے
لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبٰوا وَمُؤْكِلَهُ الحدیث (مسلم) اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ
وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ يَدًا بِيَدٍ الخ اضطراری حالت میں،
جس وقت خنزیر کھانا جائز ہو جاتا ہے، جائز ہے جیسا کہ سوال سے پتہ چلتا ہے واللہ اعلم بالصواب

(اہلحدیث دہلی ۱۵ ربیع الثانی [illegible]) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص [illegible])

سوال: ہمارے علاقہ کا رواج عام ہے کہ مکان کا مالک پیشگی کرایہ داروں سے ہزار دو ہزار پہلے وصول کر لیتا ہے اور بعد میں ستر اسی روپے ماہوار کرایہ پر مکان دیتا ہے، جو روپیہ سلامی کے طور پر پہلے وصول کر لیتا ہے اس کو کرایہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، یہ سلامی کا روپیہ شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

(سائل ابو نعیم عبدالحکیم قصوری جامع اہلحدیث رنگون)

جواب: اس قسم کا سودا ناجائز ہے کیونکہ یہ رشوت کے حکم میں ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص [illegible])

توضیح: رشوت کے معنی ہیں کسی شخص کو کچھ مال اس غرض سے دینا کہ وہ شخص امر باطل اور ناحق پر اس کی اعانت کرے اور اس غرض سے جو مال دیوے وہ راشی ہے اور حدیث میں ان تینوں پر لعنت آئی ہے اور امر حق کے حاصل کرنے کے لیے یا ظلم ظالم کے دفع کرنے کے لیے مال دینا رشوت نہیں ہے مجمع البحار میں ہے: وَالرِّشْوَةُ بِالْكَسْرِ وَالضَّمِّ اَلْوُصْلَةُ إِلَى الْحَاجَةِ بِالْمُصَانَعَةِ
مِنَ الرِّشَاءِ الْمُتَوَصَّلِ بِهِ إِلَى الْمَاءِ وَمَنْ يُعْطِي تَوَصُّلًا إِلَى أَخْذِ حَقٍّ أَوْ دَفْعِ ظُلْمٍ
فَغَيْرُ دَاخِلٍ فِيهِ رُوِيَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ أُخِذَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ فِي شَيْءٍ فَأَعْطَى
دِينَارَيْنِ حَتّٰى خُلِّيَ سَبِيلُهُ وَرُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَئِمَّةِ التَّابِعِينَ قَالُوا
لَا بَأْسَ أَنْ يُصَانِعَ عَنْ نَفْسِهِ وَمَالِهِ إِذَا خَافَ الظُّلْمَ انتہی (فتاویٰ نذیریہ جلد ۲ ص [illegible])

ایضاً: از حضرت العلام مولانا عبدالسلام دہلوی۔

امر حق کے حصول کے لیے یا ظالم کے ظلم کے دفعیہ کے لیے مال دینا رشوت سے خارج ہے۔ (اہلحدیث دہلی یکم نومبر [illegible]) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص [illegible])

۱؎ عرف عام میں آج کل اس کو پگڑی کہتے ہیں۔ (سعیدی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال :۔ یہاں کشمیر میں بیع دو طرح سے ہوتی ہے، پہلی صورت یہ ہے کہ ایک ہی وقت بذریعے تحریر کئی کئی سالوں کے لیے فصل خرید لیتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

جواب :۔ صورت مرقومہ کا نام بیع السنین یا المعاومۃ ہے آج کل سرکاری بندوبست کے کاغذوں میں اس کو مستاجری کہتے ہیں، یہ جائز ہے اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ زمین نقدی معاوضے پر لی جاتی ہے جس کو کرایہ یا اجرت کہتے ہیں اس کے ثبوت میں حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں أَمَرَ بِالْمُؤَاجَرَةِ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا (صحیح مسلم و مشکوٰۃ باب المساقاۃ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرایہ پر دینے کی اجازت فرمائی۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص [illegible])

سوال :۔ بصورت دیگر فصل ابھی بالکل تیار نہیں ہوئی بعض اوقات شگوفہ ہی ہوتا ہے، اور بسا اوقات کچھ بھی نہیں۔ غرض یہ کہ نادیدہ سودا ہوتا ہے کیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟ (سائل مذکور)

جواب :۔ اس صورت کی ممانعت کے لیے جتنے الفاظ آئے ہیں ان کے ساتھ لفظ کالمشورۃ بخاری شریف جلد اول مطبوعہ ہند ص ۲۹۲ میں آیا ہے، اس لفظ نے ساری حدیثوں کی تشریح کر دی کہ ممانعت بطور مشورہ کے ہے حرمت شرعی کے طور پر نہیں اس لیے یہ صورت جائز ہے۔ واللہ اعلم

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص [illegible])

توضیح :۔ قول کالمشورۃ اس پر حضرت محشی کے قلم سے تشریح پہلے گذر چکی ہے۔ (ناظم سعیدی)

سوال :۔ پنجاب یا دیگر علاقوں میں جو آدمی عورتوں کو خواہ مسلمات ہوں یا غیر مسلمات اغوا کر کے فروخت کر دیتے ہیں یا مسلمان کر کے خود نکاح کر لیتے ہیں اس مسئلہ میں کیا حکم ہے اغوا کرنے والا گنہگار ہے یا نہیں اور وہ روپیہ جو اس نے فروخت کر لیا ہے وہ حرام ہے یا حلال اور غیر مسلمہ کو اغوا کر کے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس کی عدت کتنی ہے؟

جواب :۔ کسی آزاد انسان کا فروخت کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے مسلم ہو یا غیر مسلم اغوا سے ہو یا رضامندی سے اس کے دام بھی حرام ہیں اغوا کردہ عورت کو مسلمان کرنا بھی منع ہے، برضا خود مسلمان ہو تو جائز ہے ایک ماہ عدت گذار کر اس کا نکاح بھی جائز ہے (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص [illegible])

سوال :۔ کیا اسلام مسلمانوں کو شراب اور خنزیر کا گوشت فروخت کرنے کی کسی حالت میں اجازت دیتا ہے، یہاں پر ایک مسلمان نے خورد و نوش کی دکان کھول رکھی ہے جس میں وہ شراب اور خنزیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا گوشت بھی فروخت کرتا ہے، اعتراض کرنے پر جواب دیتا ہے کہ میں نے یہ دو چیزیں صرف غیر مسلم گاہکوں کو ہاتھ میں رکھنے کے لیے رکھی ہیں ہو۔ (خواجہ ضیاء الدین گنائی۔ ایڈ افریقہ)

جواب:۔ جو چیز حرام ہے اس کی بیع بھی قطعی حرام ہے چاہے یہ کافروں کے پاس ہی فروخت کی جائیں۔ حدیث شریف۔

سوال:۔ ایک شخص نے کسی بازاری طوائف سے ایک بکرا قربانی کے لیے خریدا جو حرام کی کمائی سے پلا ہوا تھا۔ اس کا بھائی اس کو کہتا ہے کہ ایسے جانور کی قربانی ناجائز ہے۔ اس کا جواب وہ دیتا ہے کہ مسلمان شیر فروش اکثر دودھ طوائفوں سے خرید کرتے ہیں جس کو سب مسلمان پیتے ہیں، اگر دودھ اس طرح پینا جائز ہے تو اس طرح کا بکرا قربانی میں ذبح کرنا کیوں ناجائز ہے جواب قرآن و حدیث سے مطلوب ہے؟

جواب:۔ بکرا مذکور حرام ہے حدیث شریف میں ہے کُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ بِالسُّحْتِ فَالنَّارُ اَوْلٰی بِہٖ جو گوشت حرام سے پلا ہو وہ آگ ہی کے لائق۔ دودھ طوائفوں سے خرید کرنا سمجھ میں نہیں آیا البتہ طوائفوں کے پاس بیع کیا کرتے ہیں، اگر خرید بھی ہوتا تو وہ بھی حرام ہے پھر حرام پر کیوں کر قیاس ہوتا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ۱۹ محرم ۱۳۵۶ھ)

شرفیہ:۔ کُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ الخ حدیث دلیل نہیں، بلکہ یہ حدیث دلیل ہے۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَمَھْرِ الْبَغِیِّ وَحُلْوَانِ الْکَاھِنِ متفق علیہ۔ مشکوٰۃ ج۱ ص۲۴۱۔ (ابو سعید شرف الدین دہلوی) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص۳۱۱)

سوال:۔ ایک بازاری عورت فاحشہ جو زنا کی کمائی سے گذارہ کرتی ہے مسجد میں تیل ڈالتی ہے اور اس کو اپنے گناہوں کا کفارہ خیال کرتی ہے کیا یہ عمل اس کے گناہوں کا کفارہ ہو سکتا ہے اور کیا اس صریحاً ناپاک کمائی کا تیل دوسرے لوگوں کی مسجد میں ڈالے ہوئے تیل میں شامل ہو کر مسجد میں نماز و تلاوت قرآن شریف کے واسطے شرعاً استعمال ہو سکتا ہے کیا امام مسجد یا کوئی اور حاضر الوقت مسلمان اس فاحشہ عورت کو تیل ڈالنے سے روک دے اور اگر وہ عورت نہ رکے تو ایسی صورت میں متولی مسجد کو کیا کرنا لازم ہے قرآن و حدیث سے جواب مطلوب ہے اور اس سوال کے جس قدر پہلو یا حصے ہیں ان میں سے جواب دیتے وقت کوئی بھی نظر انداز نہ کیا جاوے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: بحکم حدیث مَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ (مشکوٰۃ باب الکسب) زانیہ کی کمائی حرام ہے اور بحکم حدیث لَا يَقْبَلُ إِلَّا الطَّيِّبَ (ایضاً باب الکسب) حرام کمائی قبول نہیں، یعنی اس کا ثواب مطلق کوئی نہیں دونوں حدیثوں کے ملانے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسے تیل سے انفرادا یا دوسرے سے لا کر بھی کسی طرح اس کو مسجد میں جلوانا یا اس سے فائدہ اٹھانا حلال نہیں، ہر ایک مسلمان شخص کو فاحشہ عورت کو روکنے کا اسی طرح حق ہے جس طرح سکھ اور حنود کو مسجد میں آنے سے روکنے کا حق حاصل ہے اگر نہ رکے تو متولی اس کے تیل کو نالی میں پھینک دے جیسے کہ حدیث میں ایک نو مسلم کے حق میں آیا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا ایمان تو قبول کرتا ہوں تیرا مال قبول نہیں کرتا۔ (اہلحدیث امرتسر ۲۲ رجب ۱۳۴۸ھ)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ و ۲۹۲)

سوال: دو شخص اس طرح شراکت میں کام کرتے ہیں کہ ایک شخص کا صرف روپیہ ہے دوسرا صرف کاروبار دیکھ بھال، خرید و فروخت کرتا ہے۔ نفع و نقصان کا حصہ اسی طرح مقرر ہے، فریق اول کا دو تہائی یا نصف مقرر ہے علیٰ ہذا القیاس دوسرے کا ایک تہائی یا نصف ہے اب سوال یہ ہے کہ اس طرح کا کاروبار ہر دو فریق کو جائز ہے یا ناجائز اگر ناجائز ہے تو کس فریق کو آیا فریق اول کو یا دوم کو؟

جواب: بالاتفاق جائز ہے۔ (اہل حدیث امرتسر ۱۵ اگست ۱۹۳۰ء)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۲ طبع لاہور)

سوال: اکثر جگہوں پر زندہ جانور کا چمڑا قبل ذبح خرید و فروخت ہوتا ہے۔ اس طرح کی تجارت جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ بیع جائز نہیں۔ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ (الحدیث) ترجمہ: جو چیز تمہارے پاس نہیں اس کی بیع نہ کر، اس صورت کو بھی شامل ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ۲۲ محرم ۱۳۵۵ھ)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)

سوال: زید نے اپنا مکان اپنے چچا عمر کو ہبہ کر دیا، اور قبضہ مالکانہ بھی دے دیا عرصہ آٹھ سال کے بعد عمر موہوب نے مکان بحق خالد بیع رجسٹری کر دیا، اس کے بعد زید نے بھی مکان موہوبہ کسی اور کے حق میں بیع کر دیا، از روئے شرع شریف مکان موہوبہ کا مالک زید ہے یا عمر اور کس کی بیع صحیح ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب:۔ مکان کا مالک موہوب ہے جب کرہ یا قبضہ مالک بھی ہو چکا ہے اب واہب کو کوئی اختیار نہیں کہ اس مکان کو بیع وغیرہ کرے اور نہ ہی واپس لے سکتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ہبہ کو واپس لینے والا کتے کی طرح ہے جو قے کر کے کھا لیتا ہے واللہ اعلم۔ (اہلحدیث امرتسر ۱۵ نومبر ۱۹۳۲ء)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۹۳)

سوال:۔ ایک شخص اس شرط پر روپیہ دیتا ہے کہ فی من غلہ یا اور کسی چیز میں مقررہ فی من آٹھ آنے یا چھ آنے کے حساب سے کمیشن لیں گے، روپے دینے کے بعد (بعض اوقات) میں نفع ہوتا یا نقصان ہو سو ہمارے ذمہ رہا کیا شرع شریف میں اس قسم کا لین دین جائز ہے؟

جواب:۔ جائز ہے، کمیشن فروخت کرنے کی دلالی ہے سود نہیں۔ (۲۴ رجون ۱۹۳۲ء)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۹۳)

سوال:۔ ایک صاحب اناج کی منڈی رکھتے ہیں ان کی تجارت کا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ اناج لاتے ہیں اس کو نیلام کر کے اپنی کمیشن کاٹ کر اناج کا روپیہ اپنے پاس سے ادا کر دیتے ہیں اور اناج کے خریداروں سے اپنی کمیشن بڑھا کر روپیہ روپیہ وصول کر لیتے ہیں کیا اس طرح دونوں طرف سے کمیشن لینی جائز ہے؟ (عبدالحکیم)

جواب:۔ بعض مسائل عرف عام پر مبنی ہوتے ہیں اگر اس منڈی میں دونوں طرف سے کمیشن لینے کا رواج ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے تو دو طرف سے نہ لے۔ بہرحال منڈی کے حالات پر موقوف ہے۔ (اہلحدیث جلد ۲۳ ص ۳)

شرفیہ:۔ صورت مرقومہ میں حکم جواز ثابت نہیں۔ رہا اجرت کا معاملہ تو اس کے جواز کی یہ صورت ہے کہ آڑھتی صاحب سے اپنے مکان دوکان پر مال یا خود صاحب مال کے ٹھہرانے کا کرایہ لے سکتا ہے کہ معاوضہ مکان کا ہے، ایسے ہی تولائی مال کا معاوضہ یا کسی چیز ٹھیلہ وغیرہ سے نکلوا کر بوریوں وغیرہ میں بھروانے لدوانے کا انتظام کرنا وغیرہ کی اجرت لے سکتا ہے۔ جو شرعاً جائز ہے مگر یہ سب مال والے سے ہے کیونکہ جو کچھ مالک مکان کے ذمہ ہے، بحکم حدیث اِذَا ابْتَعْتَ فَاكْتَلْ وَاِذَا بِعْتَ فَكِلْ رَوَاهُ اَحْمَدُ قَالَ فِي مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ اِسْنَادُهُ حسن كذا في النيل جلد ۵ ص ۱۲۴) اب اس اجرت کا نام کمیشن رکھ لو یا اجرت و کرایہ غرض یہ جائز ہے اور مشتری سے کمیشن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا اجرت لینا جائز نہیں ہاں اگر مشتری کو بھی اپنی دوکان، مکان پر ٹھہرانا یا مال اٹھوانے یا بوریوں یا تھیلوں وغیرہ میں رکھوانا یا اور کسی قسم کا انتظام کرنا ہو تو اس سے ان امور کا معاوضہ و اجرت لینی جائز ہے سود نہیں واللہ اعلم۔ (ابو سعید شرف الدین دہلوی)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ [illegible])

سوال:۔ آج کل جو دوکاندار بازار سے چیزیں خرید کر محلے کی دوکانوں میں فروخت کرتے ہیں، اس طریقہ پر کہ بازار، منڈی سے سستا لیتے ہیں، اور اپنی دوکان پر مہنگا بیچتے ہیں، مثلاً بازار سے دس سیر چیز خرید کر دوکان پہ سیر فی روپیہ بیچتے ہیں، اور اس چیز کا نرخ بازار میں دس سیر فی روپیہ ہے اس حالت میں ان کا بازار کے نرخ سے نقدی پر کم دینا جائز ہے یا سود ہے ہر دو مسائل کا جواب تسلی بخش عنایت فرمادیں؟

(۲) اس طرح زید ایک دوکاندار ہے، گندم کا نرخ بازار میں ۲۰ سیر فی روپیہ نقد ہے ہاں جب بکر زید سے نقد گندم لینے آتا ہے تو زید اس کو پورے بیس سیر گندم دیتا ہے، اور جب بکر اس سے ادھار گندم لینے آتا ہے تو فی روپیہ ادھار پر ۱۶ سولہ گندم دیتا ہے تو یہ چار سیر کی کمی سود ہوگی یا نہیں؟

(غلام محمد مختار گوجرانوالہ)

جواب:۔ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ نیل الاوطار جلد ۵ صفحہ ۱۵۳ ملاحظہ ہو، ہاں یہ ضروری ہے کہ بھاؤ بتلانے میں دھوکا نہ کرے۔ بلکہ صاف صاف کہے۔ یعنی یہ نہ کہے کہ منڈی میں بھی یہی بھاؤ ہے بلکہ صاف کہے یہ بھاؤ دوں گا۔ خریدار کی مرضی ہو لے یا نہ لے۔ (۱۰ فروری ۳۱ء)

تشریح:۔ ایسی بیع جائز ہے۔ بعموم الأدلة القاضية بجوازه كقوله تعالى أَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا وقوله تعالى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وغير ذلك من الأدلة قَالَ فِي النَّيْلِ صفحہ ۱۵۳ جلد ۵

وهو مذهب الشافعية والحنفية والجمهور الخ ومن قال بحرمة بيع الشيء بأكثر من سعر يومه لأجل النساء تمسك بحديث أبي هريرة مرفوعا من باع بيعتين في بيعة فله أوكسهما أو الربا رواه أبو داود۔ [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن عمرو بن علقمة قال في النيل ص۱۴۲ جلد ۵

وقد تكلم فيه غير واحد قال المنذري والمشهور عنه من رواية الدراوردي ومحمد بن عبد الله الأنصاري أنه صلى الله عليه وسلم نهى عن بيعتين في بيعة قال ص۱۵۲ جلد ۵ ولا حجة فيه على المطلوب ولو سلمنا أن تلك الرواية التي تفرد بها ذلك الراوي صالحة للاحتجاج لكان احتمالها لتفسيرها بغير محل النزاع كما سلف ص۱۵۰ جلد ۵ عن ابن رسلان قائما هو أن يسلفه دينارا في قفيز حنطة إلى شهر فلما حل الأجل طالبه بالحنطة قال بعني القفيز الذي لك علي إلى شهرين بقفيزين فصار ذلك بيعتين في بيعة لأن البيع الثاني قد دخل على الأول فيرد إليه أوكسهما وهو الأول كذا في شرح السنن لابن رسلان قادحا في الاستدلال بها على المتنازع فيه على أن غاية ما فيها الدلالة على المنع من البيع إذا وقع على هذه الصورة وهي أن يقول نقدا بكذا ونسيئة بكذا لا إذا قال من أول الأمر نسيئة بكذا فقط وكان أكثر من سعر يومه مع أن المتمسكين بهذه الرواية يمنعون من هذه الصورة ولا يدل الحديث على ذلك فالدليل أخص من الدعوى وقد جمعنا رسالة في هذه المسألة وسميناها شفاء الغلل في حكم زيادة الثمن لمجرد الأجل وحققناها تحقيقا لم نسبق إليه والله أعلم بالصواب. كتبه محمد عبد الله. سيد محمد نذير حسين

(فتاوی نذیریہ جلد ۲ ص۱۶۲) (فتاوی ثنائیہ جلد ۲ ص۳۶۴ و ۳۶۵)

سوال: زید بیس روپیہ کا سوت خریدتا ہے اور بکر کے ہاتھ ادھار اکیس روپے کا بیچتا ہے اور روپیہ دینے کی کوئی مدت معین نہیں کرتا جب بکر مال یعنی کپڑا تیار کر کے فروخت کر لیتا ہے تو روپیہ خرید کا ادا کرتا ہے (دوسری صورت) زید مندرجہ بالا صورت کے مطابق سوت بکر کو دیتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ کچھ روپیہ بھی ادھار ہی دیتا ہے جب بکر مال تیار کر لیتا ہے تو تمامی مال زید کے گھر دے آتا ہے زید اس کو فروخت کر کے اپنا تمام روپیہ لے لیتا ہے اور بقایا منافع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکر کو ٹھے دیتا ہے۔ آیا ان صورتوں کے مطابق بیع جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مرقومہ جائز ہے منع کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی مگر بحکم قرآن مجید مدت مقررہ کی تحریر ہونی چاہیئے۔ بقولہ تعالیٰ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ پ ۳ سورۃ بقرۃ۔ فالعلم عند اللہ (اہلحدیث جلد ۱۷ ص ۳۳)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۹۵)

سوال: اگر کوئی شخص کوئی جانور بوجہ تنگی خوراک مویشی کو ہنکا دیوے کہ وہ جہاں چاہے جا کر گذر اوقات کرے ان مویشی کو اگر کوئی مسلمان پکڑ کر پرورش کرے تو اس کا دودھ وغیرہ مسلمان کیلئے جائز ہے یا نہیں اگر ان مویشی کو مسلمان ذبح کر دیوے تو مسلمانوں کے لئے اس کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ مویشی ملک غیر ہیں اس لئے بغیر اس کے مالک کی اذن کا استعمال کرنا یا کھانا جائز نہیں۔ لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ۔ (اہلحدیث امرتسر ۲۰ مئی ۱۹۳۲ء)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۹۶)

سوال: اگر کسی شخص پر کسی کا کچھ روپیہ بطور قرض واجب ہو۔ اور وہ شخص کہ روپیہ قرض ہے، مر گیا یا لاپتہ ہے کیا وہ شخص دینے والا اس روپے کو خیرات کر دے تاکہ اس کا مواخذہ نہ ہو یا کیا کرے کیونکہ قرض خواہ کے وارثوں کا بھی پتہ نہیں اور کافر کی طرف سے خیرات قبول نہ ہوگی؟

جواب: میرے خیال میں یہ لقطہ گری پڑی چیز کے حکم میں ہے جس کی بابت حکم ہے کہ ایک سال تک مالک کا انتظار کرے، ازاں بعد استعمال کر کے اصل مالک کا انتظار کرے آجائے تو دیدے ورنہ نیت ادا کی رکھے اور بس۔ (۱۰ ربیع الثانی ۳۸ھ) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۴۰۶)

سوال: یہاں افریقہ میں پونڈ کی قیمت دس روپے ہے اور ہندوستان میں پندرہ روپیہ جب بھی کوئی آدمی افریقہ سے ہندوستان کو روپیہ روانہ کرتا ہے تو اس کو ایجنسی کو اس کی اصل رقم افریقہ کی [illegible] اس سے ڈیوڑھا ملتا ہے یعنی روپے کا ڈیڑھ روپیہ ہندوستان میں ملتی ہے یہ قانون گورنمنٹ کی طرف سے افریقہ میں ہے اور سب آدمی اسی طرح سے روپیہ منگاتے ہیں، یہ ہندوستان کے لئے شرعاً جائز ہے، یا نہیں دیگر اگر کوئی آدمی ہندوستان سے ایک سو روپیہ افریقہ میں لائے تو اس کو ایک سو ہندوستان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روپے یہاں آفریقہ کا مبلغ ۷۶ روپے آٹھ آنہ گورنمنٹ منظور کرتی ہے؟

جواب: پونڈ سونے کا اور روپیہ چاندی کا اس لیے اس میں کمی بیشی جائز ہے۔ افریقہ میں ایک پونڈ یا نوٹ دس روپیہ کا دے کر ہندوستان کے ۱۵ روپے لے سکتا ہے، منع نہیں۔ افریقہ میں ایک سو کے مبلغ ۷۶ روپے آٹھ آنے چونکہ سرکار نے مقرر کیے ہیں، جس کا ملک ہے اس رعیت کو اختیار نہیں۔ لہٰذا وہ بھی جائز ہے زیادہ احتیاط مدنظر ہو تو روپے کے بدلے میں وہاں چلتے ہوئے نوٹ لے لیا کریں۔ (اہل حدیث امرتسر ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۱۱)

سوال: تمباکو، سگریٹ اور حقہ کا سامان فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: تمباکو چونکہ مکروہ ہے اس کی بیع کا بھی یہی حکم ہے۔ (۲۶ فروری ۱۹۴۰ء)

تشریح: حقے کو مکروہ بھی کہا گیا ہے۔ اور حرام بھی مگر تحریم حرمت کو معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ اس میں فتور ہے اور ابو داؤد کی روایت میں مفتر شئی کی نہی وارد ہے اور اس میں تشبیہ بالنار بھی ہے۔ إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا۔ اور اس میں اسراف و تبذیر بھی ہے جس سے آدمی اخوان الشیاطین میں داخل ہوتا ہے۔ اور خصوصاً حقے کے سڑے پانی خبیث اور بحکم وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ الآیۃ۔ جو حرام ہے۔ مگر جھوٹ فریب وعدہ خلافی وغیرہ وغیرہ کی طرح یہ بلا بھی عام ہے۔ لوگ برا نہیں جانتے۔ (ابو سعید شرف الدین دہلوی)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۷۳ و ۳۷۴)

جس میں آپ نے یہ فرمایا ہو۔ لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۵۔ جو امانت میں خیانت کرے اس کا ایمان نہیں اور جو اپنے اقرار کی پاسداری نہ کرے اس کا دین نہیں۔ (اہل حدیث) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۷۳)

سوال: کوئی صاحب دوکاندار ذیل کے دو قسم کے مال فروخت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ قسم اول سگرٹ تاش، قسم دوم مورتیں یعنی تصویریں جو مٹی وغیرہ سے بنائی ہوتی ہیں، جن سے بچے کھیلتے ہیں اور ایک اور قسم کہ بازی جو منہ سے لڑکے بجاتے ہیں اور یہ سب چیزیں مٹی کا غذ اور ٹین وغیرہ کی بنی ہوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب:۔ تصویر یا بت یا نشہ آور چیز کا بیچنا مسلمان کو جائز نہیں۔ واللہ اعلم عنداللہ تعالیٰ۔

(اہلحدیث ۱۰ محرم ۱۳۳۲ھ) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۴۲۳)

سوال:۔ زید نے اپنا جنگل لاکھ کا ایک شخص کو ٹھیکہ پر دیا جس کا زر ثمن زید پا چکا بعدہ اس کے دو لڑکے ٹھیکیدار مذکور کے یہاں ستو روپے ملازم ہوئے اور اس سے تنخواہ لیتے ہیں۔ مذکورہ بالا جنگل کی حفاظت کے لئے۔ اور پھر یا پانچ یا پانچ من چار کر توڑ کے فروخت کر ڈالتے ہیں۔ تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ ملازم کو سرقہ کرنا ناجائز ہے اور حرام ہے۔ ایک تو سرقہ دوم خیانت کیونکہ مالک اس پر اعتبار کر کے اس کے سپرد کرتا ہے۔ (۱۹ ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ)

سوال:۔ قرآن و حدیث پڑھانے کا عوض مزدوری یا تنخواہ لینی جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ صحیح حدیث میں آیا ہے: اَحَقُّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا کِتَابُ اللّٰهِ۔ (سب سے اچھی مزدوری کتاب اللہ پر ہے) اس لئے اگر کوئی مزدوری کے لئے پڑھاوے تو جائز ہے اگر کوئی فی سبیل اللہ پڑھاوے تو پھر مزدوری مانگنا جائز نہیں۔ از خود وہ احسان کریں، تو قبول کرے۔ منع کے متعلق کوئی صحیح حدیث نہیں۔ ۱۰ مارچ ۱۹۱۲ء (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۴۲۳)

سوال:۔ ٹھیکہ شراب کی ملازمت جائز ہے یا نہیں۔ ملازم شراب نہیں پیتا اور اس کو حرام سمجھتا ہے؟

جواب:۔ شراب کی وجہ سے دس آدمیوں پر لعنت آئی ہے۔ ان میں سے ایک صورت یہ بھی ہے اس لئے جائز نہیں۔ (اہلحدیث ۱۵ صفر ۱۳۶۳ھ)

تشریح:۔ حدیث شریف میں آیا ہے: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ عَشَرَةً عَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَاٰكِلَ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِيْ لَهَا وَالْمُشْتَرٰى لَهٗ۔ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ۔ مشکوٰۃ)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی وجہ سے دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے شراب بنانے والے اور بنوانے والے، پینے والے، اٹھانے والے، (یعنی مزدور) اور جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جاوے، پلانے والے، بیچنے والے، اس کا دام کھانے والے، خریدنے والے اور جس کے لئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خریدی جاوے ان سب پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، مطلب حدیث مذکور کا یہ ہے کہ جس کو شراب کے ساتھ ذرا بھی تعلق ہو بنانے میں ہو یا بیچنے میں یا پکوانے، یا ترغیب دینے میں یہ سب لعنت کے مورد ہیں۔ (اہلحدیث ۱۵ محرم ۱۳۳۶ھ)

سوال: جو شخص زمین کو رہن لیوے اپنا روپیہ دے کر اور اس سے فائدہ اٹھاوے خود کاشت کرے یا دیگر لوگوں کو کاشت کرنے کے واسطے دیوے، نیز زمینداروں اور کاشتکاروں کے گھروں میں جو آلات کاشت کاروں کے استعمال میں ہوتے ہیں ان کو نحوست تصور کرنا جائز ہے یا ناجائز! (ایم خلیل دہلوی)

جواب: قرآن مجید میں کھیتی باڑی کا ذکر بلکہ ترغیب ہے۔ ارشاد خداوندی ہے، اَفَرَأَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُونَ۔ یہ کھیتی باڑی کا سامان اسباب رزق میں سے ہے اس کو نحوست کہنا غلطی ہے، اراضی مرہونہ سے فائدہ اٹھانے میں اختلاف ہے بعض علماء جواز کے بھی قائل ہیں چونکہ سرکاری معاملہ مرتہن کے ذمہ ہوتا ہے اس لیے جواز کی جانب راجح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم (۲۴ محرم ۱۳۶۲ھ)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۸)

سوال: ایک شخص ایک من دھان اس شرط پر دے رہا ہے کہ ہم اتنے دھان کا آئندہ فصل پر ڈیڑھ من لیں گے ساتھ ہی ایک آنہ پیسہ دیتا ہے کہ سود کے لیے دافع ہے بتائیں عنہ آیا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ صورت جائز نہیں ہے قیمت مقرر کر کے دیدے اور وقت پر قیمت ہی وصول کرے۔ واللہ اعلم۔ ۲۳ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۹)

سوال: ایک تاجر کا دعویٰ ہے کہ اپنی چیز یعنی روپیہ ایک سیر بیع کی چیز کو دو یا تین روپیہ میں ہم فروخت کریں گے جس کا دل چاہے لے یا نہ لے ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اگر بازار نرخ کسی چیز کا ۲ سیر ہے اور ہم ۱۰ سیر دیں تو کوئی گرفت شرعاً نہیں، تو کیا اس کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا غلط!

جواب: تجارت میں دغا فریب منع ہے اپنی چیز کی قیمت جتنی چاہے لے سکتا ہے خریدار کو شدہ ہے تو لے ورنہ اختیار ہے لیکن مقررہ وزن یا مقدار میں کمی نہیں کرنی چاہیے، البتہ چیزوں کی قیمتوں کا سرکاری نرخ مقرر ہو چکا ہے ان کی پابندی کرنی بھی ضروری ہے۔ (اہلحدیث ۶ شعبان ۱۳۶۲ھ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توضیح البیان: ایک ایک روپیہ کی چیز دو دو روپیہ میں بیچنے کی اس وقت اجازت ہے جب کہ وہ بازار میں عام ملتی ہو ورنہ جائز نہیں، جیسی احتکار کو اسی لئے حرام قرار دیا گیا ہے، فافہم وتدبر۔ (سعیدی)

سوال: دباغت سے پہلے چمڑا مردار کی بیع جائز ہے یا نہیں؟

جواب: دباغت سے پہلے مردار کے چمڑے کی بیع کرنے میں اختلاف ہے ایک قول جواز کا بھی ہے (شرح مسلم للنووی) میں بھی اس کو جائز سمجھتا ہوں، البتہ استعمال اس کا دباغت پر موقوف ہے۔ (اہلحدیث ۱۲ جنوری ۱۹۴۲ء)

تشریح: سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مردار کا چمڑا بلا دباغ خرید و فروخت کرنا اور منفعت وقیمت کھانے اور پہننے میں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: جائز نہیں ہے، جواز کے لئے دباغت شرط ہے فی المنتقی ص۔ عن ابن عباسؓ قال تصدق علی مولاة لمیمونة بشاة فماتت فمر بها رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال هلا اخذتم اهابها فدبغتموه فانتفعتم به فقالوا انها میتة فقال انما حرم اکلها. رواه الجماعة الا ابن ماجة قال فیه عن میمونة جعله من مسندها ولیس فیه للبخاري والنسائي ذکر الدباغ بحال وفي لفظ لاحمد ان داجنا لمیمونة ماتت فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الا انتفعتم باهابها الا دبغتموه فانه ذکاته. وعن ابن عباسؓ قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ایما اهاب دبغ فقد طهر. رواه احمد ومسلم وابن ماجة والترمذي. وعن عائشةؓ ان النبي صلی الله علیه وسلم امر ان یستمتع بجلود المیتة اذا دبغت. رواه الخمسة الا الترمذي وللنسائي سئل النبي صلی الله علیه وسلم عن جلود المیتة فقال دباغها ذکاتها. وللدارقطني عنها عن النبي صلی الله علیه وسلم قال طهور کل اهاب دباغه. قال الدارقطني اسناده کلهم ثقات. وعن ابن عباسؓ قال ماتت شاة لسودة بنت زمعة فقالت یا رسول الله ماتت فلانة تعني الشاة فقال فلولا اخذتم مسکها قالوا انأخذ مسك شاة قد ماتت فقال لها رسول الله صلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم إنما قال اللہ تعالیٰ قل لا أجد فیما أوحی إلی محرما علی طاعم یطعمہ إلا أن یکون میتۃ أو دما مسفوحا أو لحم خنزیر وأنتم لا تطعمونہ إن تدبغوہ تنتفعوا بہ فأرسلت إلیہا فسلخت مسکہا فدبغتہ فاتخذت منہ قربۃ حتی تخرقت عندہا رواہ أحمد بإسناد صحیح فإن اختلف فی مسلمہا أنہ قد ورد فی روایۃ البخاری وما الشرح الموطا وأحمد فی مسندہ وبعض طرق النسائی فی صحیحہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی شاۃ میمونۃ ہلا استمتعتم بإہابہا قالوا إنہا میتۃ قال إنما حرم أکلہا ولم یذکر الدباغ فدل ذلک علی أن جلد المیتۃ یحل الانتفاع بہ من غیر حاجۃ إلی دباغہ أجیب ذلک بأنہ قد ورد التقیید بالدباغ فی روایات أخری صحیحۃ والأحادیث یقید بعضہا بعضا فیجب الأخذ بہ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

سید محمد نذیر حسین — محمد بشیر عفی عنہ

(فتاویٰ نذیریہ جلد ۲ ص) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص)

سوال:۔ کیا شرکت سرمایہ سے لمبیٹڈ تجارتی کمپنی بنانا شرعاً جائز ہے؟

جواب:۔ کمپنی کے اصول صحیح ہوں تو کوئی حرج نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے حق میں تجارت میں نفع کی دعا کی تھی لوگ اس کے ساتھ مل کر تجارت کرتے تھے آج کل اسی کو کمپنی کہتے۔ ۲۵/ مارچ ۳۰ء (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص)

سوال:۔ گائے وغیرہ ادھیارے پر دیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جائز ہے منع کی کوئی دلیل نہیں۔ (۳۱ مارچ ۱۹۱۲ء)

تشریح:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بنگلہ میں دستور ہے کہ بچھڑا خرید کر دوسرے کو دے دیتے ہیں جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو خریدنے والا اس کو بیچ کر پوری قیمت کے دو حصے کر کے ایک حصہ خود اور ایک حصہ پالنے والے کو یا بعد اصل قیمت کے ایک حصہ خود لیتے ہیں اور ایک پالنے والے کو دیتے ہیں، پس یہ کیا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ معاملہ مذکورہ جائز ہے کیونکہ یہ منجملہ صور شرکت کے ہے اور شرکت کا جواز نصوص کثیرہ سے ثابت ہے عن أبی ہریرۃ مرفوعا قال اللہ تعالیٰ أنا ثالث الشریکین الحدیث

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخرجہ ابوداؤد اور کوئی وجہ اس کی مخالفت کی پائی نہیں جاتی، وحدیث المسلمون علی شروطھم الحدیث اخرجہ الترمذی وغیرھما اس کی صحت وجواز پر دال ہے واللہ اعلم

سید محمد نذیر حسین

(فتاویٰ نذیریہ جلد ۲ ص ۱۶۸)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۳۳)

سوال: ایک چیز دس روز کے وعدے پر رکھی گئی تو بعد گذرنے میعاد دس یوم کے مرتہن کے لئے رکھ لینی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بیع الوفاء ہے تو جائز ہے اگر بیع بالوفا نہیں تو جائز نہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۴۲۷)

سوال: بیع الوفاء بالمعنی الثانی جس کی حرمت متفق علیہ ہے حدیث نھی عن بیع و شرط سے شبہ ہوتا ہے اس کا دفعیہ کیا ہے؟

جواب: بیع الوفاء شافعیہ اور اہلحدیث کے نزدیک رہن بالقبض ہے یعنی ناجائز اس لئے نھی عن بیع و شرط اس کے معارض نہیں بلکہ مؤید ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۴۲۸)

نوٹ: بیع الوفاء یہ ہے کہ بائع مشتری سے کہے کہ تیرے ذمہ جو آپ کا قرض ہے اس کے بدلے میں یہ چیز آپ اس شرط پر بیع کرتا ہوں کہ رقم ہو جانے پر میں آپ کا قرض ادا کر دوں گا اور اپنی چیز واپس لے لوں گا۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین کہ بیع بالوفا جو ان دنوں شائع ہے جائز ہے یا نہ؟ بینوا توجروا۔

مسئلہ جواب بیع بالوفا ... بیع الوفاء ... قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں نہیں پایا گیا بعد مدت دراز قرون ثلاثہ کے ... علمائے متاخرین نے بخارا و سمرقند وغیرہ ... بیع الوفاء کی اختراع کی ... ائمہ اربعہ وغیرہ سے بیع الوفاء کا ... اور جس چیز کی اصل شرع سے پائی نہ جائے وہ چیز منہی عنہ اور غیر مشروع ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذكرنا معناه انها بحث ومعنى المعترضين هذا الحديث معدود وقاعدة من قواعده فان معناه من اخترع في الدين ما لا يشهد له اصل من اصوله فلا يلتفت اليه وقال النووي شارح مسلم هذا الحديث مما ينبغي حفظه واستعماله في ابطال المنكرات واشاعة الاستدلال به كذلك انتهى ما في فتح الباري شرح البخاري مختصرا اور باوجود اس احداث واختراع کے رائے مخترعین کی بھی اس میں مختلف ہے اب بیان اختلاف چند علمائے متاخرین مخترعین کا سنو کہ صدر شہید تاج الاسلام وصدر شہید حسام الدین نے بیع الوفاء کو بمنزلہ بیع المکرہ کے گردانا ہے ... ثم من يجعل بيع الوفاء بمنزلة بيع المكره الصدر الشهيد تاج الاسلام والصدر الشهيد حسام الدين لان الفساد باعتبار فوت الرضاء كذا في الهداية والكفاية والعيني شراح الكنز۔ اور دوسری وجہ فساد بیع الوفا کی یہ کہ بیع مذکورہ بشرط فسخ واسترداد اور واپسی مبیع کے منعقد ہوتی ہے۔ بيع الوفاء وهو ان يقول البائع للمشتري بعت منك هذا بما لك علي من الدين على اني متى قضيت الدين فهو لي كذا في الكفاية وغيرهما ثم اذا ذكرا الفسخ فيه او قبله او زعماه غير لازم كان بيعا فاسدا۔ ترجمہ پھر جبکہ عاقدین نے بیع الوفاء کے اندر یا قبل اس کے فسخ کو ذکر کیا یعنی شرط کیا یا دونوں نے اس کو بیع غیر لازم گمان کیا تو بیع فاسد ہوگی وهذه المسئلة على وجوه المعتمد كما في الظهيرية لو ذكرا شرط بعد العقد يلحق بالعقد عند ابي حنيفة ولم يذكر انه في مجلس العقد او بعده اور ظہیریہ میں ہے کہ اگر شرط مذکور ہوئی بعد عقد کے تو وہ شرط عقد کے ساتھ لاحق ہوگی نزدیک ابو حنیفہ کے اور صاحب ظہیریہ نے یہ ذکر نہیں کیا کہ ذکر شرط مجلس عقد میں ہو یا بعد اس کے یہ درمختار میں مذکور ہے اور کہا صاحب طحطاوی محشی درمختار نے کہ جب شرط فسخ امام کے نزدیک لاحق عقد ہوئی بیع فاسد ہوگی اگرچہ بعد مجلس ہو انتہی کلامہ

تیسری وجہ فساد کی یہ کہ شرط خیار فسخ کا بیع الوفا میں زیادہ تین دن سے معمول رہا ہے لیکن زیادہ تین دن سے عام ہے جبکہ چار دن زیادہ یا چار مہینے یا چار برس ہو مثلاً حالانکہ شرط خیار فسخ کا بیع میں زیادہ تین دن سے نہیں ہے پس اگر زیادہ تین دن سے خیار فسخ کا ہوگا تو بیع فاسد ہوگی چنانچہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات میں تمام متون و شروح و فتاوی حنفیہ مظہر و شاہد ہیں۔ قال فی الهداية خيار الشرط جائز في البيع للمشتري والبائع ولهما الخيار ثلاثة أيام فما دونها والأصل فيه ما روي أن حبان بن منقذ بن عمرو الأنصاري كان يغبن في البياعات فقال له النبي عليه السلام إذا بايعت فقل لا خلابة ولي الخيار ثلاثة أيام ولا يجوز أكثر منها عند أبي حنيفة رحمة الله عليه وهو قول زفر والشافعي ولأبي حنيفة رحمة الله عليه أن شرط الخيار يخالف مقتضى العقد وهو اللزوم وإنما جوزناه بخلاف القياس لما رويناه من النص فيقتصر على المدة المذكورة فيه وانتفت الزيادة انتهى ما في الهداية مختصرا قوله فيقتصر على المدة المذكورة فيه وانتفت الزيادة ذكر في المبسوط وأبو حنيفة رحمة الله عليه يستدل بالحديث بأن النبي صلى الله عليه وسلم قدر الخيار بثلاثة أيام والتقدير الشرعي إما أن يكون لمنع الزيادة والنقصان أو لمنع أحدهما وهذا التقدير ليس لمنع النقصان فإن اشتراط الخيار دون ثلاثة أيام يجوز فعرفنا أنه لمنع الزيادة إذ لو لم يمنع الزيادة لم يبق لهذا التقدير فائدة كذا في الكفاية وغيرها من شروح الهداية۔

اب واضح ہو کہ مجوزین بیع الوفا نے ایک مسئلہ میں مسلک و مذہب اپنے امام کا چھوڑ کر غیر مسلک امام کا اختیار کیا، قطع نظر حدیث مذکورہ بالا سے اور سید امام ابو شجاع و علی السغدی نے اس بیع مذکور کو رہن قرار دیا، اور رہن ہونے پہ دار و مدار رکھا، ومنهم من جعله رهنا لقصد المتعاقدين وهذا لأن المتعاقدين وإن سميا بيعا ولكن غرضهما الرهن والعبرة في العقود للمعاني فالكفالة بشرط براءة الأصيل حوالة والحوالة أن يبرأ كفالة وهبتها بتسمية المهر نكاح والإعارة بأجر إجارة وملكيته إجارة استردادها لقطع دينا لا فرق بينه وبين الرهن في حكم من الأحكام وكان السيد الإمام أبو شجاع يفتي بهذا وأوصى بنيه عند موته بهذا وحين قدم القاضي الإمام علي السغدي بخارا قال إنا قد كنا نفتي بهذا فكتب أنه رهن وليس ببيع فهاج السيد الإمام بموافقته فتاواه وسئل الحسن الماتريدي عمن باع داره من آخر بثمن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَعْلُوْمٍ بِبَيْعِ الْوَفَاءِ وَتَقَابَضَا ثُمَّ اسْتَأْجَرَهَا مِنَ الْمُشْتَرِيْ مَعَ شَرَائِطِ صِحَّةِ الْإِجَارَةِ وَقَبَضَهَا وَمَضَتِ الْمُدَّةُ هَلْ يَلْزَمُهُ الْأُجْرَةُ فَقَالَ لَا لِأَنَّهُ عِنْدَنَا رَهْنٌ وَالرَّاهِنُ إِذَا اسْتَأْجَرَهُ مِنَ الْمُرْتَهِنِ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْأُجْرَةُ بِهٰذِهِ الْإِجَارَةِ فَكَذَا هٰذَا أَنْتَهٰى مَا فِي الْكِفَايَةِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْكُتُبِ الْمُعْتَبَرَةِ۔ اور جب بیع الوفا بدلیل سابق رہن حقیقۃً قرار پایا نزدیک امام حسن ماتریدی و سید ابو شجاع و قاضی علی سغدی کے اور کتاب وثیقہ بیع الوفا میں شرط نفع نے بیعے مشتری اور ردِ بیع کے منفرد لئے تو وہ شرط داخل من العوض جلد بعید ربوا میں داخل ہے، اور عیاں راچہ بیاں۔ الخ (فتاویٰ نذیریہ جلد ۲ صـ۱۷ و صـ۱۸)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صـ۱۴۷ و صـ۱۴۸)

سوال:۔ زید نے اپنے ایک عزیز سے کچھ زمین گرو رکھ کر ایک ہزار روپیہ لیا، کچھ دنوں بعد زید نے بکر سے پرونوٹ لکھا لیا، اس وقت زمین قیمت آٹھ سو روپیہ تھی مگر زید کو معلوم تھا کہ بکر نے ایک ہزار روپیہ دیا ہے، اس لئے پرونوٹ ایک ہزار کا لکھایا، دس سال گذر جانے کے بعد زمین ۱۸۰۰ سو روپے میں بکر نے بیچ ڈالی اور اپنے قرضہ میں دے دی زید چاہتا ہے کہ ایک ہزار زائد جو روپیہ ملا ہے وہ زید کو دیا جائے بکر کہتا ہے کہ جب پرونوٹ لکھ دیا، تو اب زید ایک ہزار سے زیادہ کا حقدار نہیں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب:۔ بکر نے جتنا قرض دیا ہے، اتنا ہی ادا کرنا واجب ہے باقی جبر معلوم ہوتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے۔ عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ۔ (اہلحدیث جلد ۲۶ صلـ۲ ۳۳)

شرفیہ:۔ سائل کا سوال واضح نہیں ہے پھر جواب اختصار مخل ہے سوال میں عزیز سے مراد بکر معلوم ہوتا ہے اور بکر نے پرونوٹ لکھوایا اس سے مراد بکر کو لکھ کر دیدیا معلوم ہوتا ہے اور اپنے قرضہ میں دیدی سے مراد اپنے قرضہ میں مجرا کر لی معلوم ہوتا ہے، حاصل یہ معلوم ہوا کہ زید مقروض ہے بکر مقرض اور پرونوٹ سے مراد اگر یہ ہے کہ اتنے روپیہ کا زید مقروض ہے اور یہ ہی پرونوٹ بسند ہے تب تو مجیب مرحوم کا جواب صحیح ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ زمین ایک ہزار میں زید نے بکر کے ہاتھ فروخت کر دی تو جواب صحیح نہیں بلکہ اگر یہ مراد بھی صحیح نہیں بظاہر صورت اول ہے اور مجیب مرحوم نے جو لکھا ہے کہ باقی جبر معلوم ہوتا ہے مرحوم کی مراد یہ ہے کہ زمین جتنے میں بکی وہ زید کی ملکیت بکی لہٰذا ایک ہزار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روپیہ بکر اپنے قرضہ میں محسوب کرے اور باقی روپیہ زید کا ہے وہ بکر کو لینا حرام ہے بلکہ دس سال تک وہ زمین اگر بکر مقروض کے قبضے میں رہی اور اس نے اس سے غلہ حاصل کیا، گو اپنا خرچ بھی کیا تو وہ بھی بکر حساب کرنا ہوگا، جتنا خرچ کیا ہے وہ اور اپنی محنت و نگان وغیرہ پورا حساب کرکے لے لے اب جتنا بچے وہ بھی زید کا ہے اور اغلب یہ ہے کہ اس صورت میں زید کو کچھ بھی دینا نہ پڑے گا، اس حساب کی رو سے وہ سب روپیہ زید ہی کا ہوگا اس لئے کہ مقرض کو گروی شے سے نفع لینا جائز نہیں سود ہے۔ فتاویٰ نذیریہ ملاحظہ ہو۔

مفتی مرحوم نے جس حدیث کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتّٰى تُؤَدِّيَ. رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ (مشکوٰۃ ص ٢٥٣)

(ابو سعید شرف الدین دہلوی) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ٢ ص ٤١٦)

سوال: ملک بنگالہ میں لوگ اپنی زمین ٹھیکے پر دیتے ہیں، اس طور کہ سالانہ ایک بیگہ زمین پر مثلاً تین من یا چار من دھان لیا ہے، چاہے اس زمین کی فصل ڈوب جائے یا جل جائے انہیں سروکار نہیں، فصل ہو یا نہ ہو زمین کا مالک مقررہ دھان اس سے لے گا، مالگزاری و خراج مالک کے ذمہ ہوگا۔ از روئے شریعت اس طرح کا ٹھیکہ زمین کا دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مرقوم جائز نہیں، یوں ہونا چاہئے کہ پیداوار میں نصف یا ربع یا خمس یا جو مقرر ہو وہ لوں گا، نہ ہو تو نہیں لوں گا، جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود ان خیبر کو حصے پر زمین دی تھی ٹھیکہ کا عوض نقد روپیہ ہو تو ہر طرح جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ ٢٣ رجب سنہ ١٣٣٢ھ

تشریح: زمین اس شرط پر دینا کہ دس من غلہ اس میں سے ہم کو دے دینا باقی تمہارا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ شرط فاسد ہے اس واسطے کہ ممکن ہے کہ صرف دس ہی من غلہ پیدا ہو تو اس صورت میں بیچارہ مزارع بالکل محروم رہ جائے گا اور سراسر خسارہ میں پڑ جائے گا، ہاں اس شرط پر زمین دینا جائز ہے کہ جس قدر غلہ پیدا ہو اس میں سے مثلاً ایک ثلث ہمارا باقی تمہارا یا نصف ہمارا نصف تمہارا یا دو ثلث ہمارا باقی تمہارا یعنی جزء شائع کی شرط کرنا کہ جس سے کسی صورت میں قطع شرکت نہ ہو بلکہ جس قدر غلہ پیدا ہو تھوڑا یا زیادہ اس میں دونوں اپنے اپنے حصہ مقررہ کے شریک رہیں جائز و درست ہے۔

[1] جتنا روپیہ لیا گیا اتنی ہی ادائیگی لازم ہے ١٢ راز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤطا امام محمد ص۳۳۲ میں ہے۔ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنَا رَبِيْعَةُ بْنُ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ حَنْظَلَةَ الْاَنْصَارِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَاَلَ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ قَدْ نُهِيَ عَنْهُ قَالَ حَنْظَلَةُ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ قَالَ رَافِعٌ لَا بَاْسَ بِكِرَائِهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِكِرَائِهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَبِالْحِنْطَةِ كَيْلًا مَعْلُوْمًا وَضَرْبًا مَعْلُوْمًا مَا لَمْ يُشْتَرَطْ ذٰلِكَ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهَا فَاِنِ اشْتَرَطَ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهَا كَيْلًا مَعْلُوْمًا فَلَا خَيْرَ فِيْهِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا اِلٰی آخِرِہٖ ۔ محمد عبدالحق اعظم گڈھی عفی عنہ ۔ ۱۲ رجب ۱۳۱۶ھ

سید محمد نذیر حسین

(فتاوی نذیریہ جلد ۲ ص ۴۷) (فتاوی ثنائیہ جلد ۲ ص ۱۳۹ و ص ۱۴۰)

سوال:۔ بیمہ کمپنی سے زندگی کا بیمہ کرانا جائز ہے یا ناجائز جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک میعاد مقررہ تک ماہواری ایک رقم مقررہ کمپنی کو ادا کرنی پڑتی ہے اگر میعاد مقررہ کے اندر بیمہ کرنے والا فوت ہو جائیگا تو رقم مقررہ پوری جس رقم کا بیمہ کرایا ہے، وارثان کو مل جائے گی اور اگر میعاد مقررہ تک زندہ رہا تو بعد گذرنے میعاد کے جمع شدہ رقم جو اس عرصہ میں ادا کی ہے مع نفع کے مل جائے گی۔ کیا شرع شریف میں ایسا بیمہ کرانا جائز ہے؟ (محمد امین کلکتہ)

جواب:۔ سوال میں مع نفع کا لفظ تشریح طلب ہے جہاں تک ہمیں ان کمپنیوں کے قواعد کا علم ہے نفع کا ذکر نہیں ہوتا بلکہ ایک مقررہ رقم ہوتی ہے، مثلاً ہزار یا لاکھ روپے کا بیمہ ہوتا ہے بیمہ کی رقم ماہوار یا ہر سہ ماہ بعد ادا کی جاتی ہے، اس ادائیگی کی میعاد مقرر ہوتی ہے درمیان میں مر جائے تو مقررہ رقم اس کے وارثوں کو مل جاتی ہے، میعاد تک زندہ رہے تو خود لے سکتا ہے، اس کی بنا دراصل ہمدردی پر ہوتی ہے، یعنی بیمہ کرنے والا اگر مر جائے تو اس کے وارثوں کو ایک معقول رقم مل سکے، اس لیے میں اس کو جائز جانتا ہوں۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ۔ (۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ)

فی الواقع اگر بیمہ کمپنیوں کے قواعد و ضوابط میں خط کشیدہ دفعہ ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں مفتی مجیب کے نزدیک بھی یہ چیز جائز نہیں جیسا کہ آپ کے مرقومہ جواب سے مترشح ہوتا ہے۔ (مؤلف)

تشریح:۔ بیمہ زندگی یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص بیمہ کمپنی سے پانچ ہزار روپیہ کا بیمہ کراتا ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پانچ یا دس سال یا کچھ کم و بیش مدت میں یہ رقم مذکور قسطوں سے ادا کرتا رہوں گا، مثلاً بیس پچیس سو روپیہ ماہوار یا سہ ماہی وغیرہ۔ پھر بعد میعاد مذکور وہ دلائے رقم مذکورہ جمع کردہ میرا روپیہ یا رقم مذکور سب کی سب مع سود مثلاً بجائے پانچ ہزار کے مع سود چھ یا سات ہزار دیں گے اور اگر میں مدت معینہ مذکورہ میں قبل ادا کرنے رقم مذکورہ کے مر گیا تو میرے وارث کمپنی سے پورے پانچ ہزار روپیہ وصول کر لیں گے۔ اور کمپنی کو دینی واجب ہوگی، اگرچہ میں نے بجائے پانچ ہزار کے ایک ہی قسط بیس یا پچیس روپے ادا کی ہو۔ اور کمپنی اس رقم سے جو بیمہ والوں سے لیتی ہے تجارت کرتی ہے پھر تجارت سے جتنا نفع ہوتا ہے حساب کر کے بیمہ والوں کو اس کا سود دیتی ہے۔ اور کمپنی کا کاروبار سود کا ہوتا ہے اب واضح ہو کہ اس بیمہ کی حرمت کے دلائل یہ ہیں اول یہ کہ یہ سود کا معاملہ ہے لہٰذا قطعاً حرام ہے دوسرے یہ کہ اس میں خطرہ ہے کیا معلوم کہ بیمہ والا مدت مذکورہ میں زندہ رہے گا، یا نہیں رقم ادا کرے گا، یا نہ اگر مر گیا تو جوا ہوا۔ اگر زندہ رہا اور رقم ادا کی تو سود کھائیگا۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا الآیۃ پ۳ ع ۱۱۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْھِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُھُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِھِمَا الآیۃ پ۲ ع ۱۱۔

وَقَالَ اَیْضًا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ الآیۃ پ۷ ع ۲۔

وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَالْکُوْبَۃِ وَالْغُبَیْرَاءِ وَقَالَ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ مشکوٰۃ ج ۲ صفحہ ۳۱۸۔

سوم یہ کہ تعاون علی الاثم ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الآیۃ پ۶ ع ۵۔ تعالیٰ ھو کما یلیق لہ و مایکہ۔

ابو السعید شرف الدین دہلوی۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۶)

تشریح ۔ از قلم حضرت العلام مولانا عبید اللہ صاحب شیخ الحدیث مبارکپوری۔

سوال ۔ انشورنس کرانا جب کہ اختتام میعاد پر مقررہ رقم سے جو کچھ زائد ملتا ہے وہ عام سود کے طور پر مقرر نہیں جوڑا جاتا بلکہ بیمہ کی رقم تجارت میں لگا کر سالانہ نفع اور نقصان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا لحاظ کر کے فیصدی پر رکھا جاتا ہے۔ کسی سال کچھ رقم منافع میں آگئی ہے دوسرے سال کچھ اور۔ علماء کرام اس بارے میں مختلف الرائے ہیں۔ حضرت مولانا امرتسری نے بھی استفتاء پر جواز کا فتویٰ دیا تھا۔ لیکن کوئی دلیل نہیں فرمائی تھی۔ یہاں سکولوں کے اکثر اسٹاف انشورنس شدہ ہیں میں تذبذب میں ہوں۔

(محمود الحسن رحمانی مبارن)

جواب: میرے نزدیک ان لوگوں کا قول صحیح ہے جو زندگی کا بیمہ کرانے کو ناجائز کہتے ہیں اور وہ لوگ غلطی پر ہیں جنہوں نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

انسان یا جانور کی زندگی یا جائیداد کے بیمہ کرنے کی حقیقت پر غور کیا جائے تو سوال کا جواب بالکل کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ انشورنس کرانے کو جائز بتانا سود کو یا قمار کو حلال کرنا ہے۔ بیمہ کمپنیوں کا اصول ہے کہ زندگی کا بیمہ کرانے والا یا بیمہ کرایا ہوا جانور بیمہ کی معینہ مدت سے قبل مر جائے یا بیمہ کرائی ہوئی جائیداد کسی ناگہانی آفت سے مقررہ مدت کے اندر ضائع ہو جائے تو بیمہ کی پوری مقررہ رقم اس کے ورثاء کو یا جائیداد اور جانور کے مالک کو مل جاتی ہے اور اگر بیمہ کرانے والا یا جانور اور جائیداد مقررہ مدت تک زندہ اور محفوظ رہے تو کل جمع کردہ رقم مع سود کے بیمہ کرانے والے کو یا جانور اور جائیداد کے مالک کو ملتی ہے اور اگر کچھ رقم جمع کرنے کے بعد بیمہ کرانے والا مسلسل دو سال تک مقررہ قسطیں ادا کرنے سے قصداً انکار کر دے یا مجبوراً نہ ادا کر سکے تو بیمہ کمپنی ادا شدہ قسطوں کو ضبط کر لیتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ مقررہ مدت کے اندر مر جانے یا بیمہ کردہ چیز کے تلف ہو جانے کی صورت میں اور اسی طرح مقررہ مدت تک زندہ اور محفوظ رہنے کی صورت میں بیمہ کمپنیاں بیمہ کرانے والوں کو یا ان کے ورثاء کو ان کی جمع کردہ رقم سے زائد جو کچھ دیتی ہیں اس کی کیا حیثیت اور نوعیت ہے اور وہ کہاں سے آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ صدقہ و خیرات یا تحفہ و ہدیہ تو ہے نہیں اور نہ ہی قرض ہے۔ بجز دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ بیمہ کمپنی جمع شدہ روپیہ دوسروں کو سود پر دیتی ہو جیسا کہ اس ملک میں بعض بیمہ کرانے والوں کو بانک دیتی ہو جیسا کہ تمام بینکوں کا طریقہ ہے یا بیمہ کمپنی خود ہی اس زر بیمہ سے تجارت کرے اور اس کے منافع سے ایک معین تناسب سے [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ خیال و توجیہ کہ بیمہ کرانے والے اس تجارت میں شریک یا رب المال اور مضارب کی حیثیت رکھتے ہیں اور بیمہ کمپنی عامل و مضارب (یعنی الاجیر) کی حیثیت رکھتی ہے، لہٰذا زائد رقم اس حیثیت سے بیمہ کرانے والوں کے لیے حلال و طیب ہوگی، غلط اور باطل ہے اس لیے کہ اگر یہ صورت حال ہو تو ان شرکاء یا ارباب الاموال (بیمہ کرانے والوں) کو ایک طے شدہ معینہ رقم نہیں ملنی چاہیے بلکہ کمی اور بیشی کے ساتھ نفع و نقصان دونوں میں شریک رہنا چاہیے اور یہاں ایک طے شدہ معین ہی نفع زائد رقم کا اعلان ہے۔ اور سوال میں ذکر وہ صورت یا توجیہ بھی صحیح نہیں ہے اس لیے کہ بیمہ کمپنیاں عام طور پر اصل رقم سے جو کچھ زائد دیتی ہیں اس کی شرح اور مقدار پہلے ہی سے متعین کر دیتی ہیں اور اگر کوئی کمپنی اس کا اصولاً تعین نہ کرتی ہو، بلکہ زائد رقم کو سالانہ نفع اور نقصان کا لحاظ کر کے فی صد پر رکھتی ہو تب بھی یہ طریقہ وجہ جواز نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اس کاروبار میں نقصان کا سوال ہی نہیں آنے دیا جاتا۔ و نیز بیمہ کمپنیوں کے متعدد اصولوں میں سے ایسے اصول بھی ہیں جن کی رو سے یہ سارا کاروبار اور ڈھانچہ ہی شرعاً ناجائز رہنے کا متقاضی۔

دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ پہلے بیمہ کرانے والوں کو بعد کے بیمہ کرانے والوں کا روپیہ دیا جاتا ہو لیکن اس معاملہ میں ایک کی رقم دوسرے کو دے دینے کا حق شرعاً کسی کو بھی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں جواز فتویٰ دینا سود یا قمار کا فتویٰ نہیں تو اور کیا ہے۔

اور کچھ رقم جمع کرنے کے بعد بقیہ اقساط کے قصداً یا جبراً ادا نہ کرنے کی صورت میں ادا شدہ قسطوں کا ضبط کر لینا کس شرعی ضابطہ کی رو سے ہے؟ یہ اکل مال باطل نہیں تو اور کیا ہے؟ و نیز بیمہ کرانے والوں کے لیے ایسے کاروبار کرنے والوں کو روپیہ دینا جو بغیر کسی شرعی سبب کے ان کی رقم ایک غلط اصول کی رو سے ہضم کر لیں کہاں سے شرعاً جائز ہے۔ بہرحال انشورنس کا کاروبار شرعاً ناجائز ہے یہ یورپ کے نظام سرمایہ داری کا ایک طبعی تقاضا ہے اور اس کا تعلق بے اسلامیت سے بہت گہرا ہے۔ بس زندگی وغیرہ کا بیمہ کرانا کیونکر جائز ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔ (رسالہ سبیل ص ۵ بابت شوال المکرم ۱۳۷۱ھ)

تعاقب۔ الحدیث ۲۲/مارچ۔ سوال میں بیمہ زندگی کے متعلق آپ نے جواز کا فتویٰ دیا ہے سائل کا سوال نہایت واضح ہے۔

کمپنیاں کچھ زائد لیتی اور کم دیتی ہیں اور کچھ کر لیتی ہیں ...

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کیز سود جیسا رہات پر غور فرمایا جاتا تو ان کے جواز کا فتویٰ نہ دیا جاتا۔ اس لئے کہ سائل کے یہ الفاظ حرمت کو خود ثابت کر رہے ہیں۔ اس طرح کہ زائد لیں اور کم دیں یا کم لیں اور زائد دیں یہ کمی بیشی کیوں اور کس لئے ہیں۔ یہ کمی بیشی سود یا قمار کی ایک قسم ہے اور اکثر یہ کمپنیاں دھوکا اور فریب پر مبنی ہوتی ہیں۔ پھر اس جمع رقم سود پر چلائی جاتی ہے اور اس کمپنی کا کام سود در سود حاصل کرنا اور دینا ہوتا ہے کمپنی کم لے کر جب زائد دیتی ہے تو یہ بھی سود ہے جس کے لئے لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً۔ اور کمپنی تھوڑا یا زیادہ لے کر دیتا ہے یا کم تو کیوں۔ تو یہ یقیناً قمار یعنی جوا کی قسم ہے بہرکیف بیمہ زندگی کا ہر پہلو سیاہ اور شریعت کے خلاف ہے قمار ہے سٹہ بازی۔ اور سود کے مجموعہ کا نام بیمہ کمپنی ہے۔ لہٰذا قطعاً حرام ہے صرف نام بدلا ہوا ہے اور نام بدلنے سے اصل نہیں بدلا کرتا۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

(ماہنامہ ابو سعید [illegible] فریدیہ [illegible] باب [illegible] ۱۳۲۳ھ)

فتویٰ مولانا ابوالطیب عبدالصمد صاحب مبارکپوری۔ میرے نزدیک بینکوں کا انشورنس کمپنی کا منافع کے لئے دو شرطوں کے ساتھ جائز اور حلال ہو سکتا ہے، مگر ان شرطوں کا وجود قطعاً محال ہونا ممکن ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ روپیہ ایسی تجارت و کاروبار میں لگایا جائے جو کہ شرعاً جائز و درست ہو ممنوع و ناجائز کام کے ذریعہ وہ منافع حاصل نہ ہوا ہو مثلاً سود کے ذریعہ یا شراب اور دیگر حرام شئے کی تجارت کے ذریعہ نہ حاصل ہوا ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ کمپنی اپنا تمام خرچ نکال کر جس قدر بچے حصہ داروں کو حصہ رسد کے مطابق پورا پورا دے دیتے ہوں نہ کہ اکثر حصہ خود ہی رکھ لے اور حصہ داروں و شرکاء کو برائے نام تھوڑی سی رقم دے کر ٹال دیتے ہوں۔

الغرض جب تک ان دونوں شرطوں کا پایا جانا متحقق اور ثابت نہ ہو اور اس نفع کا کسب حلال و طیب ہونا یقینی طور پر معلوم ہو شرعاً اس کے حلال و جائز ہونے کا حکم ہرگز نہیں دیا جا سکتا۔ (اہلحدیث امرتسر ۱۲ دسمبر ۱۹۳۳ء)

کیا مکان کی پگڑی جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں [illegible] کہ شہر کراچی میں [illegible] مکان بطور کرایہ دار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چالیس روپے ماہوار میں رہتا ہے اب کسی مجبوری کے تحت یہ مکان چھوڑ کر کسی دوسرے شہر میں جانا چاہتا ہے اور جاتے وقت مکان کا قبضہ بجائے مالک جائیداد کو دینے محمود کو دینا چاہتا ہے اور محمود زید سے یہ طے کر لیتا ہے کہ تم مالک جائیداد سے اس مکان کی رسید میرے نام تبدیل کراؤ تاکہ مالک جائیداد مجھ کو اپنا کرایہ دار تسلیم کرے اور مکان کا قبضہ مجھ کو دے کر مجھ سے بطور پگڑی مبلغ آٹھ ہزار روپیہ لے لو، پھر محمود زید سے یہ معاملہ طے کر کے بکر سے کہتا ہے کہ میں نے زید سے ایک مکان آٹھ ہزار روپے پگڑی پر لیا ہے، لیکن میرے پاس روپے نہیں ہیں، اس لئے تم آٹھ ہزار روپے زید کو دے کر مکان کی رسید اپنے نام کرا لو مکان میں رہوں گا، میں بطور کرایہ تم کو ایک سو چالیس روپے ماہوار دیتا رہوں گا، تم چالیس روپے ماہوار مالک مکان کو دینا اور سو روپے ماہوار اپنے پاس رکھنا اور جب میرے پاس آٹھ ہزار روپے ہو جائیں گے، تم کو آٹھ ہزار روپے دے کر مالک مکان سے رسید اپنے نام کرا لوں گا اور چالیس روپے ماہوار میں خود بلاواسطہ مالک جائیداد کو دیتا رہوں گا، مہربانی فرما کر بتائیں کہ بکر کو اس طریقہ پر سو روپے ماہوار لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس میں سود وغیرہ کا کوئی گناہ تو نہ ہوگا، بکر کو اس طریقہ پر سو روپے ماہوار لینا اگر ناجائز ہو تو دوسری بات محمود یہ پیش کرتا ہے کہ جب تک میرے پاس روپے ہو جائیں گے اس وقت مکان کی پگڑی کی رقم جو بھی دوسرا دے چاہے وہ گھٹ کر چھ ہزار رہ جائے چاہے آٹھ ہزار سے چوبیس ہزار ہو جائیں وہ تم کو دے کر رسید اپنے نام کرا لوں گا، اور مالک جائیداد کو براہ راست چالیس روپے ماہوار دیتا رہوں گا، از راہ عنایت تحریر فرمائیں کہ شرع شریعت کی رو سے دونوں طریقے جائز ہیں یا ایک یا دونوں ناجائز ہیں۔

جواب: صورت مسئولہ بالا میں واضح و لائح ہو کہ اولاً زید کو چاہیے کہ جب کہ مکان خالی کر کے دوسری جگہ منتقل ہونا چاہتا ہے تو مکان کا قبضہ مالک مکان کو دے دے، اور محمود کا بکر کو سو روپیہ ماہوار دینا یہ سود ہے بقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبًا، اور دوسری صورت بھی حیلۂ محض ہے جو ربا کا شک نہیں۔ فقط واللہ اعلم عبد القہار عفی عنہ معاون نائب مفتی۔

(فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۶۱)

توضیح: پگڑی مکان سود بھی ہے ظلم اور غصب بھی ہے، یہ سلسلہ پگڑی جو پگڑی چلتا رہے گا۔ مالک مکان نہ کرایہ بڑھا سکے گا، اور نہ اپنے قبضہ لے سکے گا، یہ مکان تو ایک قسم کا گروی ہو گیا مالک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکان جب بھی قبضہ لے گا قابض مکان کو وہ کل رقم ادا کر کے قبضہ لے گا۔ واللہ اعلم۔ علی محمد سعیدی۔

سوال:۔ آج سلامی کا رواج عام ہے مکان کا مالک اپنے کرایہ دار سے ہزار دو ہزار روپیہ پہلے وصول کر لیتا ہے اور بعد میں ستر اسی روپیہ ماہوار کرایہ پر مکان دیتا ہے۔ جو روپیہ سلامی کے طور پر پہلے وصول کر لیتا ہے اس کو کرایہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ سلامی کا روپیہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (ابو نعیم عبد الحکیم قصوری جامع اہلحدیث رنگون)

جواب:۔ اس قسم کا سود ناجائز ہے کیونکہ یہ رشوت کے حکم میں ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۴۲۹)

توضیح البیان:۔ عرف عام میں آج کل اس کو پگڑی کہتے ہیں جو ناجائز ہے (سعیدی)

سوال:۔ حکومت نے جو انعامی بونڈ نکالے ہیں ان کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ کیا اس کے اندر سود کی بھی کوئی شکل ہے یا نہیں جبکہ یہ اعلان ہے کہ ہم نے جو یہ اسکیم نکالی ہے سود سے بچنے کے لئے ہی نکالی ہے، ہوتا یہ ہے کہ ایک دس روپے والا بونڈ خرید لیجئے اور تین مہینے ہوا اس بانڈ کو قرعہ اندازی میں شامل کر لیتے ہیں۔ اگر اس کا انعام نکل آیا تو اس کے روپے قائم ہیں اور اگر نہ نکلا تو پھر بھی قائم ہیں اور جب وقت چاہے ہیں بھنا سکتے ہیں، شریعت محمدی میں کیا حکم ہے؟

جواب:۔ صورت مسئولہ میں واضح ولائح ہو یہ سب جوئے کی قسمیں ہیں ان سے بچنا ہی بہتر ہے بینک کا جملہ کاروبار سود پر ہوتا ہے اس لئے بھی یہ بونڈ مشکوک ہو جائیں گے۔ لہٰذا پرہیز لازم ہے۔ (عبد الغفار سلفی نائب مفتی محمدی مسجد کراچی) (فتاویٰ ستاریہ جلد [illegible])

سوال:۔ مسلمان کو قبروں اور مزاروں کے سالانہ عرسوں اور نیز ہندوؤں کے مذہبی میلوں میں تجارت اور خرید و فروخت کی غرض سے جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جہاں شرک یا کسی ناجائز کام کی تائید ہو وہاں نہ جانا چاہئے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے لَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ خرید و فروخت سے بھی ان کو رونق اور مدد پہنچتی ہے (اہلحدیث امرتسر ۲۶ شوال ۱۳۳۶ھ) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۶۰)

سوال:۔ اکثر ہندو لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی میں سبز یا لال یعنی چھوٹی ساڑیاں شگون نیک سے خریدتے ہیں اور دولہن کو پہنے رسم شادی میں اس کو استعمال کراتے ہیں۔ اس لئے ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائل کا بنوانا اور خرید کرنا از روئے شرع کیا حکم ہے؟

جواب: استعمالی پائل کا پہننا منع نہیں خریدنے والے کی نیت نیک ہو یا بد اس کا اثر بیع پر نہیں ہے جیسے ریشمی کپڑا بیچنا جائز ہے لیکن اگر کوئی اسے اپنے استعمال کے لئے خریدے تو یہ اس کا اپنا فعل ہے۔ (اہلحدیث نمبر ...) (فتاوی ثنائیہ جلد دوم صفحہ ...)

سوال: در بارہ خرید و فروخت یعنی ایک وقت میں دو بیع کرنا نقد پر کمی کے ساتھ اور ادھار بیشی کے ساتھ دینا اس طرح کی خرید و فروخت درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب آپ کے ہاں سے فتوی آیا کہ نقد پر کم قیمت لینا اور ادھار پر زیادہ قیمت لینا درست ہے یہ مسئلہ ترمذی اور نیل الاوطار میں ملتا ہے اور اسی طرح کا فتوی اخبار اہلحدیث قبل رمضان میں بھی دیکھا گیا، مگر اس کے ثبوت میں کچھ شک پڑتا ہے کیونکہ ترمذی میں کوئی دلیل کافی نہ پائی گئی اور نیل الاوطار میں بیان موجود نہیں مگر برعکس اس کے ملتا ہے۔ یعنی تلخیص الصحاح کتاب البیوع جلد اول صفحہ ... مترجم مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور کہ ایک وقت میں دو بیع درست نہیں ہے کیونکہ ادھار پر زیادہ قیمت لینا ربا ہوگا۔ اس واسطے مکرر عرض ہے اس مسئلہ میں موافق قرآن و حدیث کے جواب ملنا چاہئے کسی کی رائے اور اجتہاد کی ضرورت نہیں ہے۔ (راقم عبد المجید اہلحدیث از ...)

جواب: حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیع کرنے سے منع فرمایا ہے اس حدیث کی تشریح میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جس مذہب کو جو قول پسند آتا ہے اس پر وہ نتائج مرتب کر دیتا ہے نیل الاوطار میں ایک قول یوں بھی مرقوم ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ نقد پر سو روپیہ اور ادھار پر دو سو روپیہ یوں لوں گا خریدار کہے میں نے نقد کی صورت یا ادھار کی صورت قبول کی تو جائز ہے بلکہ یہ مطلب ترمذی میں بھی مرقوم ہے کہ جس وقت مجلس عقد ہی میں خریدار جب ایک صورت کو اختیار کر لے تو جائز ہے (باب النہی عن بیعتین فی بیعۃ) غرض صورت مرقومہ کے منع پر کوئی آیت یا حدیث صاف دلالت نہیں کرتی اس لئے جائز معلوم ہوتا ہے۔

(۲۵ فروری سنہ ۱۹۱۶ء)

تشریح: وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ اَنْ يَّقُوْلَ اَبِيْعُكَ هٰذَا الثَّوْبَ بِنَقْدٍ بِعَشَرَةٍ وَبِنَسِيْئَةٍ بِعِشْرِيْنَ وَلَا يُفَارِقُهُ عَلٰى اَحَدِ الْبَيْعَيْنِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی بعض[1] اہل علم نے حدیث نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ کی تفسیر یوں کی ہے کہ مثلاً ایک شخص یہ کہے کہ کپڑا میں نے تمہارے ہاتھوں نقد دس روپیہ پر اور ادھار بیس روپیہ پر فروخت کیا اور بائع اور مشتری جدائی سے پہلے کسی ایک بیع کا فیصلہ نہ کر سکیں یہ بیع اکثر اہل علم کے نزدیک فاسد ہے۔ فَإِذَا فَارَقَهُ عَلَى أَحَدِهِمَا فَلَا بَأْسَ إِذَا كَانَتِ الْعُقْدَةُ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمَا) یعنی اگر جدائی سے پہلے ایک بیع کا فیصلہ ہو گیا تو کوئی حرج نہیں جبکہ بیع ایک صورت پر منعقد ہو چکی ہو نقد پر متعین ہو یا ادھار پر مزید تفصیلات کے لئے دیکھو تحفۃ الاحوذی جلد دوم صفحہ ۲۳۴ (شوکت)

تشریح مفید: سوال: ایک شخص اپنے مکان میں غلہ گندم رکھتا ہے اور وہی شخص یعنی اس کا مالک گندم کو نقد فی روپیہ ۲۵ سیر فروخت کرتا ہے، اور اگر مہلت پر یعنی ادھار کے دیوے تو فی روپیہ ۲۰ سیر دیتا ہے یہ بیع حلال ہے یا حرام بینوا توجروا۔

الجواب: بائع نقد کی صورت یا ادھار کی صورت کو متعین کرکے فروخت کرے تو بیع جائز ہے یعنی بائع بیچنے کے وقت خریدار سے کہے کہ میں تیرے ہاتھ غلہ کو نقد فی روپیہ ۲۵ سیر فروخت کرتا ہوں یا یوں کہے کہ اس غلہ کو ادھار فی روپیہ ۲۰ سیر فروخت کرتا ہوں تو یہ بیع جائز و درست ہے [illegible] اور اگر نقد کی صورت یا ادھار کی صورت کو خاص اور متعین کرکے فروخت نہ کرے تو یہ بیع حرام یعنی ناجائز ہے یعنی فروخت کے وقت یوں کہے اس غلہ کو تیرے ہاتھ نقد فی روپیہ ۲۵ سیر اور ادھار فی روپیہ ۲۰ سیر فروخت کرتا ہوں اور نقد کی صورت کو یا ادھار کی صورت کو خاص و متعین نہ کرے تو اس طرح کی بیع ناجائز ہے جامع ترمذی میں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ أَنْ يَقُولَ أَبِيعُكَ هٰذَا الثَّوْبَ بِنَقْدٍ بِعَشَرَةٍ وَبِنَسِيئَةٍ بِعِشْرِينَ وَلَا يُفَارِقُهُ عَلَى أَحَدِ الْبَيْعَيْنِ فَإِذَا فَارَقَهُ عَلَى أَحَدِهِمَا فَلَا بَأْسَ إِذَا كَانَتِ الْعُقْدَةُ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمَا انتہیٰ۔ کتبہ علی احمد

سید محمد نذیر حسین

حدیث ابی ہریرۃ اخرجہ ایضا احمد والنسائی وصححہ الترمذی کما فی الاوطار جلد ۵ ص ۱۵۲۔ ابو سعید محمد شرف الدین [illegible]
(فتاویٰ نذیریہ جلد ۲ ص ۱۴۶)

[1] بعض اہل علم کی اپنی رائے ہے جس پر کوئی دلیل نہیں۔ (سعیدی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توضیح ہو سابق مفتی حضرت نے خود تسلیم کیا ہے کہ حدیث متعین کی تشریح میں کئی قول ہیں معلوم ہوا یہ حدیث مشترک المعنی ہے اور بلفظ مشترک المعنی کی حجیت کسی دلیل کے ساتھ تعیین ہو جانے تک قابل حجت نہیں پھر یہ کہنا کہ جس صاحب کو قول پسند ہوتا ہے وہ اس پر تعامل کرتا ہے اور مرتب کر لیتا ہے یہ بلا دلیل ہے اگر یہ صحیح ہو جائے پھر تو ہر شخص کو آزادی ہے ہر کوئی اپنی مرضی کا قول اختیار کرے دوسرے مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ صورت مرقومہ کے منع پر کوئی آیت یا حدیث صاف و صریح دلالت نہیں کرتی اس لیے جائز معلوم ہوتا ہے گزارش ہے کہ آیت ربا و حدیث کل قرض جر منفعة فهو ربا صورت مرقومہ کی حرمت کی دلیل ہے اکابر امت صحابہ کرام اور تابعین عظام بڑے بڑے تاجر تھے یہ صورت کسی سے بھی منقول نہیں بلکہ مقروض سے کسی قسم کا تحفہ یا عطیہ لینا بھی پسند نہیں کرتے تھے جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ سے منقول ہے اور جہاں حلت اور حرمت میں اختلاف ہو تو حرمت کو ترجیح ہوتی ہے یہ متاخرین کے اقوال اور ان کا تعامل ہے جس پر کوئی دلیل نہیں لہٰذا یہ عمل جائز نہیں واللہ اعلم وعلمہ اتم

(راقم علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال)

سوال: یہاں عام کاروبار اور تجارت پیشہ ہندو مسلمان ہیں ان میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی سودا کپاس یا غلہ وغیرہ ہوتی ہے تو بتلا دیتے ہیں کہ ہم آدھا آنہ فی سیکڑہ ایک سکہ زیادہ لیا کرتے ہیں کہیں دو آنہ لیتے ہیں مختلف قسم سے ہر کاروبار دیوان وغیرہ اور مسلمان خیرات و مساجد وغیرہ میں صرف کرتے ہیں اگر خود دیں تو خرید و فروخت میں بحث ہوتی ہے اور سودا ٹوٹ جاتا ہے ایسی صورت میں لینا دینا گناہ ہے یا نہیں؟

جواب: ایسے معاملات کے متعلق عام اصول آیا ہے المسلمون علی شروطهم جو شرط ہے جو بائع اور مشتری دونوں کو معلوم ہے لہٰذا جائز ہے۔ واللہ اعلم (۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۶۲)

زرِ بیع اور اس میں رجوع کی غیر میعادی شرط

کچی بیع اشتراط کے عدم جواز کی دلیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر کا پانچ صد روپیہ قرضہ دینا تھا جس وقت بکر نے زید کو کہا کہ تم میرا روپیہ ادا کرو تو زید نے کہا کہ تم میری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین روپے کے عوض گروی کر دو جب میں روپے دوں گا تب اپنی زمین لے لوں گا تو بکر نے کہا کہ میں زمین گروی لینی حرام سمجھتا ہوں بالخصوص میں عالم ہوں اس لئے میرا گروی لینا بالکل ناجائز ہے نیز لوگ مجھے طعن و ملامت کریں گے کہ عالم ہو کر لوگوں کو تو حرام بتلاتے ہیں اور خود گروی زمین رکھ لیتے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ آپ زمین کو بیع کر دو، اور تم ہی اپنے قبضہ میں رکھو اور مجھ کو حصہ دے چھوڑنا جب روپیہ تمہارے پاس ہوگا اس وقت یہ زمین چھوڑ دوں گا یعنی واپس دے دوں گا، اور اپنا روپیہ مبلغ پانچ صد لے لوں گا، اس شرط سے بیع سمجھ کر زید نے زمین بیع کر دی کیونکہ بکر شرط کر رہا ہے کہ جب روپیہ دو گے تو زمین چھوڑ دوں گا۔ اور بکر زید کا رشتہ دار ہے نیز عالم بھی تھا اس لئے زید نے بیع نامہ کے وقت بیع نامہ میں یہ شرط درج نہ کروائی اور نہ علیحدہ کسی کاغذ پر لکھوائی کیونکہ بکر رشتہ دار اور عالم ہے یہ سوچا کہ اگر میں نے اس کو یہ بات کہی تو ناراض ہو گا اور کہے گا کہ تم میرا اعتبار نہیں کرتے ہم سے ناراض ہو گا قطع رحمی ہو جائے گی اور پھر یہ میری زمین تو بھی نہیں دے گا اس لئے بکر کے زبانی کہنے کو معتبر سمجھا اور بکر کو بڑا امانت دار سمجھا اور اپنی زمین کو گروی ہی سمجھا کیونکہ زمین زید کے قبضہ میں رہی جب تک بکر زندہ رہا زید کو کسی طرح کا شبہ نہ ہوا اور جس وقت زمین بیع کی تو بکر نے اپنے نام درج نہ کرائی اور بکر کا حقیقی بیٹا عمرو جس کی عمر اس وقت ۱۲ سال کی تھی اس کے نام درج کرائی لیکن جب بکر فوت ہوا تو اس وقت اس کی عمر چالیس سال ہو چکی تھی اور عمرو کے سامنے بھی یہی بات طے ہوتی رہی کہ زمین چھوڑنے کی شرط کی ہوئی ہے۔ بکر چونکہ عالم تھا اس لئے اپنے حقیقی بیٹے عمرو کے نام درج کرائی۔

بکر اس وقت فوت ہو چکا ہے اور عمرو زندہ ہے اب عمرو سے زید اپنی زمین لینی چاہتا ہے کہ تم اپنا روپیہ لو اور ہماری زمین چھوڑ دو، عمرو کہتا ہے کہ ہم نہیں چھوڑتے کیونکہ ہم نے واپسی کی کوئی شرط نہیں کی، زید کہتا ہے کہ اگر شرط نہیں تو ہم کو قسم دے دو، عمرو قسم سے انکاری ہے، اس لئے علمائے دین سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر عمرو قسم سے انکاری ہو تو زمین زید کو عند الشرع مل سکتی ہے یا نہیں؟

جواب قرآن مجید و حدیث شریف سے ہونا چاہیئے بینوا توجروا۔ (ڈاکٹر [illegible] حاجی امام الدین ولد کرم بخش ساکن ...)

الجواب: ۔ حدیث میں ہے حضرت عائشہ کے پاس ایک لونڈی بریرہ آئی اور کہا کہ میں نے اپنے مالکوں سے کتابت کی ہے یعنی ان کو لکھ دیا ہے کہ نو سالوں میں نو اوقیہ چاندی ادا کر کے آزاد ہو جاؤں گی،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو میری امداد کر۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اگر تیرے مالک چاہیں تو میں تیرا سارا روپیہ یک مشت ادا کرکے خرید لوں۔ اور تجھے آزاد کر دوں۔ بریرہؓ نے اپنے مالکوں سے پوچھا، تو انہوں نے کہا عائشہؓ بیشک خرید لے مگر تیرا ولاء "ولاءۃ" ہمارے لیے ہوگا (یعنی آزاد کرنے کی وجہ سے جو آزاد کیے ہوئے کو آزاد کرنے والے سے نسب کی طرح ایک تعلق پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے آزاد کردہ اور آزاد کرنے والے کے درمیان وراثت بھی جاری ہو جاتی ہے۔ وہ تعلق تیرا ہم سے رہے گا) بریرہؓ نے حضرت عائشہؓ کو آکر کہا کہ وہ اس شرط پر مجھے فروخت کرتے ہیں کہ ولاء کا تعلق ہم سے رہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا میں اس شرط پر تجھے نہیں خریدتی۔ اگر ولاء کا تعلق مجھ سے ہو تو میں خرید سکتی ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا پتہ لگا۔ تو حضرت عائشہؓ کو فرمایا کہ تو خرید لے اور ان سے ولاء کی شرط کرلے جب سودا ہو گیا تو اس کے بعد آپ نے خطبہ میں منبر پر اس بات کی تردید کی۔ اور فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں۔ جو شرط کتاب اللہ میں نہ ہو خواہ وہ سو شرط ہو باطل ہے ولاء کا تعلق آزاد کرنے والے کا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شرط بیع میں خلاف شریعت ہو اس کا اعتبار نہیں سوال کی صورت بھی اس قسم سے ہے اس میں جو شرط فسخ بیع کی لگائی گئی ہے۔ بالاتفاق باطل ہے، کیونکہ یہ شرط خیار کی قسم سے نہیں ہو سکتی۔ وہ تو صرف اس غرض سے ہوتی ہے کہ ذرا سوچ سمجھ لیا جائے، مثلاً ایک شے فروخت کی اور دو چار روز کی مہلت لے لی کہ میں سوچ سمجھ لوں، اگر بیع قائم رکھنی مناسب سمجھی تو قائم رکھوں گا ورنہ توڑ دوں گا۔ اسی طرح خریدنے والا بھی شرط کر سکتا ہے، مگر سوال کی شرط تو اس قسم سے نہیں کیونکہ یہ سوچنے کی شرط نہیں اور دوسری کوئی شرط جواز کی ہی نہیں بن سکتی۔ اس لیے یہ باطل ہے۔ پس زید کا کوئی حق نہیں کہ عمرو سے زمین واپس لے۔

اس کے علاوہ اور سنئے! موطا امام مالکؒ "باب ما یفعل فی الولیدۃ اذا بیعت والشرط فیھا" میں ہے۔ ان عبد اللہ ابن مسعود ابتاع جاریۃ من امرأتہ زینب الثقفیۃ واشترطت علیہ انک ان بعتھا فھی لی بالثمن الذی تبیعھا بہ فسأل عبد اللہ بن مسعود عن ذالک عمر ابن الخطاب فقال لا تقربھا وفیھا شرط لاحد۔

یعنی عبد اللہ بن مسعودؓ نے اپنی بیوی سے ایک لونڈی خریدی۔ بیوی نے یہ شرط کی کہ اگر آپ اس کو کسی پر فروخت کریں، تو جتنی قیمت سے فروخت کریں اتنی کو ہی سے یہ میری ہوگی عبد اللہ بن مسعودؓ نے اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی بابت حضرت عمر سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا ایسے حال میں آپ لونڈی کے قریب نہ جائیں جب کہ اس میں کسی اور کے لئے شرط ہو۔

اس لونڈی کی شرط سوال کی شرط سے بہت ہلکی ہے کیوں کہ سوال میں تو خرید کرنے والے کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ شئے واپس کرے، اس کو پاس رکھنے کا یا بیع کرنے کا یا ہبہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں بخلاف اس لونڈی کے کہ اس میں عبداللہ بن مسعودؓ کو پورے اختیارات دے دیئے گئے ہیں خواہ پاس رکھیں یا ہبہ کریں یا فروخت کریں یا کسی اور قسم کا تصرف کریں، کوئی رکاوٹ نہیں صرف فروخت کرنے کی صورت میں اتنی شرط ہے کہ جتنے میں کسی اور کو دیں اتنے میں یہ بائع کو دیں مگر باوجود اس کے حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن مسعودؓ کو اس لونڈی سے فائدہ اٹھانے سے منع کر دیا جس کی وجہ یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کا اس لونڈی پر پورا قبضہ نہیں ہوا۔ پس سوال کی صورت میں اگر شرط کو قائم رکھا جائے تو بکر بطریق اولیٰ زمین سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا چونکہ بکر نے تصریح کی ہے کہ مجھے اس زمین کا حصہ دے چھوڑنا اور زید نے بھی اس بات کو منظور کر لیا، اور اس پر عمل درآمد کرتے ہوئے حصہ دیتا رہا۔ تو اب یہ شرط قائم نہیں رہ سکتی، کیوں کہ دونوں کے عمل درآمد سے بیع مکمل ہو گئی۔

تنبیہ۔ اس حدیث سے گروی شے سے فائدہ اٹھانا بھی ناجائز ثابت ہوا، کیونکہ جب بیع میں صرف ایک شرط ہونے کی صورت میں فائدہ اٹھانا جائز ہے، تو گروی جس میں شے بالکل مالک کی رہتی ہے اس سے فائدہ اٹھانا کس طرح جائز ہو گا؟ اور بیع اس کو نہیں بنا سکتے کیوں کہ فریقین اس کو بیع نہیں بناتے۔ برخلاف سوال کی صورت کے کہ فریقین نے اس کو بیع بنایا اور بیع ہی لکھایا۔ اس لئے سوال کی صورت کو مروجہ گرو کا حکم نہیں دے سکتے، اور مروجہ گروی کا حکم گرو کا ہی رہے گا۔ اور اس سے فائدہ اٹھانا سود کے حکم میں ہو گا۔ (عبداللہ امرتسری روپڑی)

(اخبار تنظیم اہلحدیث لاہور جلد ۱۲ شمارہ ۲۴)

غیر آباد زمین

جو کسی کی ملکیت نہ ہو اگر اس کو کوئی آباد کرے تو کیا صرف اتنے سے اس کی ملکیت ثابت ہو جائے گی یا کوئی اور بھی شرط ہے؟ (حضرت العلام حافظ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! براہ کرم حسب ذیل مسئلہ کا جواب تنظیم اہلحدیث میں شائع فرمائیں۔

سوال:- ہمارے گاؤں کے ارد گرد متعدد (یعنی اجاتی) زمین کے ٹکڑے تھے سرکار انہیں فروخت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتی تھی، جنگ عالمگیر (یعنی برطانیہ اور جرمنی کے درمیان جنگ) شروع ہوئی تو گورنمنٹ برطانیہ نے جنگ کے لیئے اناج زیادہ پیدا کرنے کی سکیم پر عمل کرتے ہوئے اراضی مذکور کاشت کے لیے تقسیم کی زمیندار ایک پرچی پر فی ایکڑ کے حساب سے کچھ رقم لکھ کر گورنمنٹ کو پیش کرتے جس کی قیمت فی ایکڑ زیادہ ہوتی، گورنمنٹ اس کے نام ٹنڈر تقسیم کر دیتی، اور باقی محروم رہ جاتے، سرکار جو زمین اسے دیتی، اس کی رقم پیشگی (جو اس نے پرچی پر لکھی ہوتی) وصول کر لیتی۔ لگان اراضی (آبیانہ مطالبہ) اس کے علاوہ ہوتا۔

ہم بستی والوں نے اس طرح کچھ زمین (برائے خرچ مدرسہ خادم القرآن والحدیث) ٹنڈر سرکار سے حاصل کر کے اس کو آباد کیا۔ اراضی چند اشخاص کے نام ہوتی جس کی تمام آمدنی وہ درس کے لیئے دے دیتے۔ پہلی رقم اور جو لگان اراضی وغیرہ مدرسہ ہی ادا کرتا، یہ اس لیئے کیا گیا کہ سرکار مدرسہ کے نام زمین آباد کرنے کے لیے نہیں دیتی تھی۔ آٹھ دس سال اسی طرح عمل ہوتا رہا پھر پاکستان بننے کے بعد بھی ایسا ہی عمل رہا اب گورنمنٹ پاکستان نے اعلان کیا کہ تمام ٹنڈر مہاجرین کے لیے تقسیم کیئے جائیں، چنانچہ تمام ٹنڈر مہاجرین کو تقسیم کر دیئے گئے۔

اب بعض علماء کہتے ہیں کہ زمین غیر آباد کو مدرسہ نے آباد کرایا ہے، اس لیئے سرکار کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ کسی مہاجر وغیرہ کو تقسیم کرے، کیونکہ جو زمین غیر آباد کو آباد کرے وہ اسی کی ہے اب جو اس پر قبضہ کرے گا، وہ شخص مدرسہ کے حق کا غاصب شمار ہوگا۔

بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ کا حق ہے جس کسی کو دے اسی کو حلال ہے، اگرچہ درس کے قبضہ کو اٹھارہ سال گذر چکے ہیں۔

ان دونوں میں کون حق پر ہے جواب مفصل اور با دلائل لکھیں۔ بینوا توجروا۔

(سائل۔ محمد باقر مہتمم مدرسہ خادم القرآن والحدیث داہل ویہ چک، ۲۹۹ گ ب جھوک دا دو ڈاکخانہ تاندلیانوالہ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد)

۱۲ مجھ

الجواب بعون الوہاب۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ (میاں محمد باقر صاحب) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا سوال عرصہ سے آیا ہوا ہے۔ لیکن کاغذات میں کہیں گم ہو گیا تھا، اتفاق سے اب ملا۔ لیکن تاخیر ہو جانے سے مسئلہ کی حیثیت نہیں بدلتی اس لیئے ہمارا فرض ہے کہ مسئلہ بیان کر دیں، کوئی عمل کرے یا نہ کرے، جو عمل نہیں کرے گا بوجھ اس پر رہے گا، ہم بری الذمہ ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا مذہب یہ ہے امام شافعی، امام ابو یوسف، امام محمد اور اہلحدیث کہتے ہیں کہ اذن امام کی ضرورت نہیں جب بنجر زمین کو جو آباد کرے اس کا حق ہے خواہ آبادی سے نزدیک ہو یا دور اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اذن امام ضروری ہے خواہ دور ہو یا نزدیک اور امام مالک کہتے ہیں کہ نزدیک کے لئے اذن امام شرط ہے نہ دور کے لئے۔

دلیل نمبر ۱ مذہب اول!

عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم من عمر ارضا ليست لاحد فهو احق قال عروة قضى به عمر في خلافته!

(رواه البخاري مشکوۃ باب احیاء الموات والشرب ص۲۵۹)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو غیر زمین کو آباد کرے جو کسی کے ملک میں نہیں ہے تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہے

دلیل نمبر ۲ مذہب ثانی (جو علامہ عینی نے پیش کی ہے)

عن ابن عباس ان الصعب بن جثامة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم لا حمى الا لله ولرسوله (رواه البخاري بحواله مذکور)۔

صعب بن جثامہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا چراگاہ نہیں ہے مگر اللہ اور رسول کے لئے۔

قال في اللمعات لابي حنيفة قوله صلى الله عليه وسلم ليس للمرء الا ما طابت به نفس امامه۔

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ لمعات شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ مرد کے لئے وہی چیز ہے جس کے ساتھ ان کے امام کا دل خوش ہو اسی طرح ملا علی قاریؒ نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے (مرقاۃ ج ۳ ص ۳۳۳)

دلیل نمبر ۳ مذہب ثالث:

ان کی دلیل وہی ہے جو مذہب اول کی ہے حضرت حدیث کے معنی میں انہوں نے کچھ تاویل کی ہے [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال مالک معنی الحدیث فی من احیا فی الارض ما بعد من العمران فاما قرب فلا یجوز احیاءہ الا باذن الامام ۔

یعنی معنی حدیث کا یہ ہے کہ جنگلات کی زمین اور جو آبادی سے دور ہے اس کے آباد کرنے والا اس کا حقدار ہے اور جو آبادی کے قریب ہے اس کا آباد کرنا اذن امام کے بغیر جائز نہیں۔ امام مالک کا مطلب یہ ہے کہ جو آبادی کے قریب ہے اس کے ساتھ بعض موقعہ پر عام مسلمانوں کے مصالح وابستہ ہوتے ہیں اس لئے اس میں اذن امام کی ضرورت ہے جیسا کہ عام مسلمانوں کے لئے چراگاہ بنانی ہو یا چھاؤنی کی ضرورت ہو، اس قسم کی ضروریات کے لئے نزدیک کی زمین کسی مسلمان کو اپنے مفاد کے لئے آباد کرنے کا حق نہیں، کیونکہ اس میں عام مسلمانوں کا نقصان ہے۔

فیصلہ

امام شافعی فرماتے ہیں جب شرع سے اذن ہو چکا تو پھر امام سے اذن لینے کی کیا ضرورت ہے، اصل امام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بس ان کا فیصلہ کافی ہے۔ امام زرقانی امام شافعی کا یہ قول نقل کر کے فرماتے ہیں۔ اصل نزاع اس میں ہے کہ حدیث من احیا ارضا میتا فھی لہ حکم ہے یا فتویٰ ہے اگر حکم ہو تو اذن ضروری ہے کیونکہ حکم اپنے محل پر بند رہتا ہے یعنی چند لوگوں کے حق میں آپ نے فیصلہ دیا ہے بحیثیت حاکم وقت اور بادشاہ ہونے کے ان کے حق میں یہ اذن ہو گیا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسروں کے لئے بھی اذن ہو جائے اور اگر فتویٰ ہو تو فتویٰ عام ہوتا ہے جس کی حیثیت عام مسئلہ کی ہوتی ہے، جو موجودہ لوگوں کے علاوہ قیامت تک سب لوگوں کے لئے یکساں ہے جیسے شریعت کے عام مسائل ہوتے ہیں، اس صورت میں حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ شرع نے ایک اصول مقرر کر دیا ہے کہ جو بھی غیر آباد زمین کو آباد کرے وہ اس کا مالک ہو جائیگا۔ یا اصول مقرر ہو کہ کوئی شخص کوئی چیز خریدے تو وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے یا نہر سے پانی کی مشک بھرے یا کنوئیں سے پانی لے یا بارش کا پانی جو اوپر سے آتا ہو جس کا کھیت پہلے آئے گا وہ اس کا پہلے حقدار ہوگا کہ اپنا کھیت پہلے بھر لے۔

اس قسم کی صورتوں میں اذن امام کی ضرورت نہیں ہے ایسے ہی شریعت نے ایک اصول مقرر کر دیا ہے کہ جو شخص غیر آباد زمین کو آباد کرے وہ اس کا حق دار ہے اس میں بھی اذن امام کی ضرورت نہیں۔ جمہور علماء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس حدیث کو فتویٰ کی صورت دی ہے، اور امام ابو حنیفہؒ نے اس کو حکم کی صورت دی ہے جو خاص لوگوں کے حق میں بطور فیصلہ حاکم وقت کی طرف سے ہوتا ہے۔

لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ حدیث کے الفاظ عام ہیں ان کو خاص لوگوں کے حق میں فیصلہ بنانا بغیر کسی دلیل کے جائز نہیں۔

علامہ عینیؒ نے شرح بخاری میں حدیث لاحمیٰ الا للّٰہ ولرسولہ اس کی دلیل پیش کی ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور ملا علی قاری نے حدیث ۔لیس للمرء الا ما طابت بہ نفس امامہ پیش کی ہے، لیکن علامہ عینیؒ نے جو حدیث پیش کی ہے، وہ اگرچہ صحیح ہے لیکن اس سے استدلال صحیح نہیں ہے، کیونکہ وہ غیر امام کے لئے چراگاہ کی نفی کرتی ہے، نہ اس بات کی کہ کوئی زمین آباد کرے تو اس کا حق نہیں، جب حدیث سے ثابت ہو گیا تو ایسا ہو گیا جیسے دوسرے لوگ زمینوں کے مالک ہیں خواہ خریدنے سے ہبہ سے یا میراث وغیرہ سے، جیسے ان کی ملکیت میں بادشاہ دخل دے کر چراگاہ نہیں بنا سکتا ایسے ہی وہ اس آباد کرنے والے کی زمین میں بھی دخل نہیں دے سکتا۔

بہر صورت علامہ عینیؒ کی دلیل صحیح نہیں۔

رہی دوسری حدیث (لیس للمرء) تو اس کا نہ کوئی حوالہ ہے، نہ اس کی کوئی سند کا پتہ ہے، اس کے علاوہ اگر یہ حدیث عام ہی جائے تو نکاح طلاق وغیرہ کے مسائل میں بھی حکومت کا دخل ہو جائے گا۔ جب تک حکومت کی اجازت نہ ہو نہ نکاح ہو سکے گا، نہ طلاق ہو سکے گی، بلکہ موجودہ حکومت کے عائلی قوانین سب صحیح ہو جائیں گے، حالانکہ علماء متفق ہیں کہ حکومت کی یہ مداخلت شرع میں جائز نہیں، پس پہلا مذہب درست ہے اور اس کی تائید حضرت عمرؓ کے فیصلہ سے بھی ہوتی ہے جو ذکر ہو چکا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری ج ۵ ص۱۷ میں اس کا سبب یہ لکھا ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں لوگ زمین پر منڈیر (ڈولیں) بنا کر قبضہ کرتے، حضرت عمرؓ نے اس موقعہ پر فرمایا کہ

جب تک اس کو آباد نہ کیا جائے، خواہ عمارت بنائی جائے یا کھیتی بوئی جائے یا باغ لگایا جائے ملکیت کا حق نہیں ہوتا۔

یہ اس بات کی صاف دلیل ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس حدیث کو فتویٰ قرار دیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ قریب والی زمین اس حدیث میں شامل نہیں۔ یہ قیاس ہے حدیث عام ہے۔ ہاں جو بالکل نزدیک ہو جس کو آبادی والے استعمال کرتے ہیں مثلاً ان کے مال مویشی وہاں ٹھہرتے ہیں اور لوگوں کے عام طور پر وہاں اجتماعات عیدین، جنازہ وغیرہ ہوتے ہیں جس کو آبادی کی سحر یا بجز زمین کہتے ہیں، اس کو آباد کرنے کا کسی کو حق نہیں، حدیث کے الفاظ لیست لاحد میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ یہ زمین آبادی سے متصل ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کی ہے جو وہاں آباد ہیں جیسے کنوئیں کا حصن ہوتا ہے یعنی کنوئیں کے گرد و نواح چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جو کنواں کھودے، اس کے گرد و نواح چالیس ہاتھ اسی کا حق ہے۔

امام زرقانی نے ایک حدیث اور بھی نقل کی ہے جو اس مسئلے میں صاف ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

وروی ابن عبد البر والبیھقی وابن الجارود من طریق الزھری عن عروۃ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العباد عباد اللہ و البلاد بلاد اللہ فمن احیا من موات الارض شیئا فھو لہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب بندے اللہ کے بندے ہیں اور سب شہر اللہ کے شہر ہیں پس جو غیر آباد زمین کو آباد کرے پس وہ اسی کی ہے۔

اس حدیث میں صاف فیصلہ ہے کہ اس میں اذن امام کی ضرورت نہیں کیونکہ زمین کا حق صرف اللہ کے بندے ہونے کی وجہ سے دیا گیا ہے، اگر امام کا دخل ہو تو پھر رعیت ہونے کا دخل ہو جاتا ہے جو اس حدیث کے خلاف ہے اسی بنا پر عروہ تابعی حضرت عائشہؓ کے بھانجے بڑے زور دار الفاظ میں فرماتے ہیں، جیسا کہ ابوداؤد نے روایت کیا ہے:۔

عن عروۃ قال اشھد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی ان الارض ارض اللہ والعباد عباد اللہ فمن احیا مواتا فھو احق بہ جاءنا بھذا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذین جاءوا بالصلوٰۃ عنہ۔ (زرقانی جلد ۲ صلا)

میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

”زمین بھی اللہ کی ہے، اور بندے بھی اللہ کے ہیں اور جو مردہ زمین آباد کرے وہ اس کا حقدار زیادہ ہے“

www.KitaboSunnat.com

ہمارے نزدیک یہ حدیث وہ لوگ لائے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک نماز پہنچائی۔

بس صحیح مفید سوال مذکورہ کے متعلق یہی ہے کہ زمین مدرسہ کی ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ زمین مدرسہ کے حوالے کر دے اور مہاجرین کو کسی اور جگہ آباد کرے۔

(تنظیم اہلحدیث لاہور جلد ۱۹ شمارہ ۲۵)

سوال:۔ زید نے بکر سے بدلے کاشت کچھ اراضی ٹھیکہ پر لینی کی۔ رقم میں سے مبلغ دو ہزار روپیہ نقد ادا کر دیا۔ اور باقی ٹھیکہ کی رقم مبلغ آٹھ ہزار روپیہ چند ایام تک ادا کر کے زمین کا قبضہ لینے کا وعدہ کیا۔ اور ساتھ ہی فریقین کے درمیان یہ طے پایا کہ اگر زید وعدہ کے مطابق مبلغ آٹھ ہزار روپیہ ادا کر کے بروقت زمین پر قابض نہ ہوا تو ادا کردہ مبلغ دو ہزار روپیہ واپس لینے کا حقدار نہیں ہوگا۔ اور اگر بکر نے زمین کا قبضہ نہ دیا تو وہ مبلغ دس ہزار روپیہ واپس لینے کا حقدار نہیں ہوگا۔ اور اگر بکر نے زمین کا قبضہ نہ دیا تو وہ مبلغ دس ہزار روپیہ زید کو ادا کرے گا۔ زید نے بقایا رقم مبلغ آٹھ ہزار روپیہ ادا کر کے زمین پر قبضہ نہیں کیا، بلکہ الٹا ناجائز طور پر پولیس وغیرہ کے ذریعہ بکر سے مبلغ دس ہزار روپیہ وصول کرنے کی کوشش کی، مگر کامیاب نہ ہوا۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ زید کے ٹھیکہ سے فرار اور کاشت کا وقت گزر جانے کی وجہ سے بکر کا مبلغ دو ہزار روپیہ سے کہیں زیادہ مالی نقصان ہو گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اندریں صورت زید مبلغ دو ہزار روپیہ مذکورہ بالا بکر سے واپس لینے کا حقدار ہے یا نہیں؟

(سائل مولوی محمد عبداللہ چک ۴۰/۳۰ ٹی ڈی اے تحصیل و ضلع مظفر گڑھ)

جواب:۔ رقم کے متعلق جو طرفین نے عدم ادائیگی کی صورت میں ایک دوسرے پر تاوان ڈالا ہے یہ جوئے کی صورت ہے، یہ جائز نہیں بلکہ حرام ہے، قرآن مجید میں ہے۔

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ۔ (مائدہ)

شراب جوا، غیر اللہ کی پرستش کے مقامات، اور فال ڈالنے کے تیر، یہ گندگی اور شیطانی کام ہیں اس سے بچو!

اب ہر دو فریق کو توبہ کرنی چاہیئے۔ اور آئندہ ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے۔

(اخبار اہلحدیث لاہور جلد ۲ شمارہ ۲۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال:- تراویح میں قرآن مجید ختم کرتے وقت اکثر حافظ تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں اور انیسویں رکعت میں سورۂ ناس تک ختم کر کے بیسویں رکعت میں پھر قرآن مجید الم سے شروع کر کے مفلحون تک پڑھتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:- صحیح حدیث سے تراویح بیس رکعت پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے اور نہ ۱۹ ویں اور ۲۰ ویں رکعت میں اس طرح سے سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے، البتہ ترمذی شریف کی اس روایت سے بعض لوگوں نے اس پر استدلال کیا ہے جو صحیح نہیں ہے عن ابن عباس قال رجل یا رسول اللہ ای العمل احب الی اللہ قال الحال المرتحل علامہ عبد الرحمن مبارکپوری تحفۃ الاحوذی جلد رابع صفحہ میں فرماتے ہیں الحال والمرتحل. قال الجزری هو الذی یختم القرآن بتلاوته ثم یفتتح التلاوة من اوله شبهه بالمسافر یبلغ المنزل فیحل فیه ثم یفتتح سیره ای یبتدئه وكذلك قراء اهل مكة اذا ختموا القرآن بالختمة ابتدءوا وقرءوا الفاتحة وخمس آيات من اول سورة البقرة الى واولئك هم المفلحون ثم يقطعون القراءة ويسمون فاعل ذلك الحال المرتحل اى ختم القرآن وابتدأ باوله ولم يفصل بينهما بزمان وقيل اراد بالحال المرتحل الغازي الذي لا يقفل عن غزوة الا عقبه باخرى انتهى. وقال ابن القيم في الاعلام بعد ذكر هذا الحديث ما لفظه فهم من هذا بعضهم انه اذا فرغ من ختم القرآن قرأ فاتحة الكتاب وثلاث آيات من اول سورة البقرة لانه حل بالفراغ وارتحل بالشروع وهذا لم يفعله احد من الصحابة ولا التابعين ولا استحبه احد من الائمة والمراد بالحديث الذي كلما حل من غزاة ارتحل في اخرى وكلما حل من عمل ارتحل الى غيره كلما ارتحل وهذا له معنيان احدهما انه كلما حل من سورة او جزء ارتحل في غيره والثاني انه كلما حل من ختمة ارتحل في اخرى انتهى.

قلت قد وقع في بعض النسخ الترمذي التفسير الذي اشار اليه ابن القيم متصلا بهذا الحديث قال وما الحال والمرتحل قال الذي يضرب من اول القرآن الى آخره كلما حل ارتحل وحديث ابن عباس هذا رواه محمد بن نصر في قيام الليل بلفظ قام رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اى العمل افضل او قال اى العمل احب الى الله قال الحال المرتحل قال يا رسول الله وما الحال المرتحل قال صاحب القرآن يضرب من اوله الى آخره ومن آخره الى اوله

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الله كلما حل اجر قبل تعالى بعض العلماء والمقصود من الحديث اى المسيح ما تراه يشم كما يشم به كلمة من اوله الى آخره ومن آخره الى اوله فتقابا عين خمس آيات وبحو ما عند المعتمد يحصل تلك الفضيلة وليس المراد الاستعمال بطون الحلول فلك في الساعة والابد ان ينزل فيقول بيده او بعض ليلة الاثنين يوم الاربعاء والخميس بحيث الاسرعة وقت كما قال والله تعالى اعلم بالصواب ۔

(اخبار اہلحدیث دہلی جلد ۔ شمارہ ۔)

سوال:۔ زید اپنی زمین بکر کے یہاں گرو رکھ کر جیب بلاقت زمین روپیہ لیتا ہے اور یہ وعدہ کرتا ہے کہ جب تک میں آپ کا روپیہ نہ ادا کروں، اس وقت تک آپ میری زمین اپنی کاشت میں لاویں اور جب میں روپیہ آپ کا کل ادا کردوں، اس وقت آپ میری زمین چھوڑ دیں، حسب وعدہ زید کو بکر روپیہ دے کر اس کی زمین لے لیتا ہے اور خود جوت بو کر فصل تیار ہونے کے بعد سب غلہ لے لیتا ہے لیکن بکر زید کو موجودہ سرکاری ریٹ کے مطابق لگان بھی ادا کرتا ہے جو کہ بازاری ریٹ سے کم ہے تو اس شکل میں بکر کا زید کے کھیت کا کل غلہ لینا سود میں شمار ہے یا نہیں؟

جواب:۔ مرہونہ چیز سے فائدہ اٹھانے یا نہ اٹھانے کے بارے میں علماء کا بہت بڑا اختلاف ہے بعض کے نزدیک مطلقاً ناجائز اور سود کے حکم میں داخل ہے اور بعض کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جتنا خرچ کرتا ہے اپنی خرچ کی ہوئی مقدار کے موافق اس سے لے سکتا ہے اور جو زیادہ ہو مالک کو واپس کر دے، فتاویٰ نذیریہ جلد ثانی کتاب الرہن میں اس قسم کے سوالات کے جوابات میں یہ لکھا ہوا ہے۔

کہ شے مرہونہ سے نفع اٹھانے کے بارے میں احادیث سے دو باتیں ثابت ہیں ایک تو یہ کہ سواری اور دودھ کے جانور مرہون سے بمقابلہ اس کے نفقہ کے مرتہن کو نفع اٹھانا جائز ہے یعنی جب سواری کا کوئی جانور یا دودھ کا کوئی جانور مرہون ہو اور اس کے دانہ گھاس وغیرہ کا خرچ مرتہن کے ذمہ ہو تو مرتہن کو جائز ہے کہ بقدر اپنے خرچ کے سواری کے مرہون جانور پر سواری کرے اور دودھ کے جانور مرہون کا دودھ پیوے اور اس کو اپنے خرچ سے زیادہ نفع اٹھانا جائز نہیں، مثلاً گائے مرہون پر مرتہن کا روزانہ دو آنہ خرچ ہوتا ہے اور گائے روزانہ چار آنہ کا دودھ دیتی ہے تو اس کو صرف بقدر دو آنہ کے دودھ پینا جائز ہے اور باقی دو آنہ کا دودھ راہن کا ہے اور مرتہن کو اس باقی دودھ کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پینا جائز نہیں، اگر اس کو پیئے گا تو سود میں داخل ہوگا۔ صحیح بخاری میں ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظھر یرکب بنفقتہ اذا کان مرھونا ولبن الدر یشرب بنفقتہ اذا کان مرھونا وعلی الذی یرکب ویشرب النفقۃ۔

ونیز صحیح بخاری میں ہے۔ قال المغیرۃ عن ابراھیم ترکب الضالۃ بقدر علفھا وتحلب بقدر علفھا والرھن مثلہ قال الحافظ فی الفتح حاصلہ والرھن مثلہ ای فی الحکم المذکور وقد وصلہ سعید بن منصور بالاسناد المذکور ولفظہ الدابۃ اذا کانت مرھونۃ ترکب بقدر علفھا واذا کان لھا لبن یشرب بقدر علفھا ورواہ حماد بن سلمۃ فی جامعہ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراھیم بالوھم من ھذا ولفظہ اذا ارتھن شاۃ شرب المرتھن من لبنھا بقدر ثمن علفھا فان استفضل من اللبن بعد ثمن العلف فھو ربا انتھی۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ سوائے سواری اور دودھ کے جانور کے اور کسی اور شئے مرہون سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ اس کی ممانعت ثابت ہے

منتقی میں ہے عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یغلق الرھن من صاحبہ الذی رھنہ لہ غنمہ وعلیہ غرمہ رواہ الدارقطنی وقال ھذا اسناد حسن متصل قال فی نیل الاوطار قولہ لہ غنمہ وعلیہ غرمہ فیہ دلیل المذھب الجمہور المتقدم ذکرہ قال فی ما تقدم قال الشافعی وابو حنیفۃ ومالک وجمہور العلماء لا ینتفع المرتھن من الرھن بشیء بل الفوائد للراھن والمؤن علیہ لان الشارع قد جعل الغنم والغرم للراھن انتھی۔

پس جب کہ احادیث سے یہ دونوں باتیں ثابت ہیں تو معلوم ہوا کہ زمین مرہونہ سے مرتہن کو نفع اٹھانا جائز نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زمین مرہونہ کا قیاس سواری کے جانور اور دودھ کے جانور پر صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۵) سوال:- حامد نے اپنی بھینس محمود کے یہاں گرو رکھ کر کچھ روپیہ حاصل کیا، تا ادائے زر محمود اس کی بھینس کو لینے کے بعد کھلاتا پلاتا ہے اور بھینس کا کل دودھ محمود اپنے صرف میں لاتا ہے جب حامد کے پاس روپیہ ہو جاتا ہے تو وہ جملہ مطالبہ محمود کو ادا کر کے اپنی بھینس واپس لے لیتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ایسی شکل میں بھینس کا دودھ اور گوبر محمود کے لئے سود میں شمار ہوگا یا نہیں اور اگر بھینس حامد کے چھڑانے سے پہلے محمود کے یہاں کسی بیماری یا سانپ وغیرہ کاٹ لینے سے مرجائے محمود حامد کا مسئلہ کیسے حل ہو سکتا ہے؟

جواب: جو حکم زمین کا ہے وہی حکم جانوروں کا بھی ہے خرچ سے زیادہ نفع لینا سود ہے بعض حدیثوں میں ہے کل قرض جر نفعا فھو ربا۔ یہ رہن امانت کے طور پر رکھا جاتا ہے ہلاک ہونے کی صورت میں مالک کا ہلاک ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب (مولانا عبدالسلام بستوی)

(اہلحدیث دہلی جلد ۱۰ شمارہ ۱۷)

سوال: جس جگہ پر تقریباً ۳ سال مسجد بنا کر نماز باجماعت پڑھی گئی ہو اس جگہ کو فروخت کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جس جگہ کو مسجد بنا لیا گیا ہے اس کو کسی وقت بھی فروخت نہیں کیا جا سکتا، خواہ وہاں مسجد کا نام و نشان مٹ چکا ہو، کیونکہ مسجد اللہ کا گھر اور اللہ کی ملکیت ہے، کوئی شخص جب کسی دوسرے کی ملکیت کو فروخت نہیں کر سکتا ہے تو اللہ کے گھر کو کیونکر فروخت کر سکتا ہے قرآن پاک میں ہے:

إِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ۔ مسجد اللہ کی ملکیت ہے۔

نیز مسجد وقف جگہ ہے۔ الوقف لا یملک (وقف جگہ کسی شخص کی ملکیت نہیں ہوتی) بلکہ اللہ کی ملکیت ہوتی ہے، لہٰذا اس کو فروخت کرنا درست نہیں۔

آئمہ فقہاء کا بھی مسلک یہی ہے، جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ چنانچہ فتاویٰ الحامدیہ از ابن عابدین میں ہے: بیع الوقف لا یصح (وقف شدہ جگہ کو بیچنا منع ہے)۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔ (ابو زرق قدرت اللہ فوق مدرس جامعہ سلفیہ)

(اہلحدیث لاہور جلد ۲ شمارہ ۲۱)

توضیح الکلام: مفتی صاحب کا یہ فتویٰ محل نظر ہے کیونکہ بیع الوقف لا یصح کا فتویٰ حامدیہ وغیرہ کی عبارت قابل تفصیل ہے جو وقف چیز کو فروخت کرنے، جائز نہیں ہے دو صورت مراد ہے اپنی غرض کے لیے فروخت کی جائے مسجد کی منافعت کی دلیل نہیں ہے۔ دیکھئے قربانی کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ مال غرباء اور مساکین کا حق ہے اور ان کے لئے وقف ہے۔ غرباء اور مساکین کو کہ مال جب دی جائے تو وہ اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے ارزاں قیمت پر فروخت کر دیں گے۔ بعض دفعہ نصف قیمت کا فرق ہوتا ہے۔ اسی طرح یتیم اور کم عقل بچوں کا حال ہے۔

قرآن مجید میں ہے: وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۝ فَإِنْ آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ الخ۔ دیکھئے ان آیات میں سفہاء اور یتیمی کے مال میں متولی کو تمام قسم کے تصرفات کا حق حاصل ہے۔ اگر اس میں مال خرید و فروخت نہ کی اور ان کے مال میں ایسا تصرف نہ کیا جائے جس میں مال بڑھتا ہے تو چند یوم میں بچہ جوان ہو جائیگا کوئی بوڑھا ہو کر ضائع ہو جائے گا۔ کسی کو دیمک کھا جائیگی تو ان کا مال چند سالوں میں ختم ہو جائیگا۔ یہی حال وقف مال کا ہے، اگر وقف مال میں خرید و فروخت نہ کی جائے، تو چند سالوں میں موقوف مال بھی ختم ہو جائیگا۔ مثلاً کسی نے مدرسہ مسجد یا رفاہ عامہ کے لئے کوئی کارخانہ یا بس وقف کی، اور وہ بوسیدہ ہو کر بے کار ہو جائیں، اگر اس سامان کو فروخت کر کے اور مال خرید کر موقوف کے کھاتہ میں جمع کیا جائے۔ تو اس میں کیا قباحت ہے مسجد کا تیل، بالا، شہتیر وغیرہ بوسیدہ اور لاضرورت کو فروخت کر کے اسی مسجد یا مسجد متولیوں کی اجازت سے کسی دوسری مسجد میں تصرف کیا جائے تو اس میں کیا ممانعت ہے۔

یہی حال مسجد کی زمین کا ہے۔ حدیث میں آیا ہے: جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا ادائیگی نماز کے لحاظ سے تمام زمین مسجد ہے۔ اور اس کا ملک بھی الگ ہے جس میں خرید و فروخت ہو رہی ہے، اور ایک مسجد عرف کے لحاظ سے جو مسلمانوں کی اصطلاح میں مسجد کہلاتی ہے۔ ایسی مسجد اس وقت تک مسجد ہے جب تک اس کی ضرورت ہے یا اس کے نشان باقی ہیں اگر اس کے گرد سے آبادی ختم ہو چکی ہے، یا وہ مسجد بہت تنگ ہے فراخی کا کوئی امکان نہیں تو اس کی زمین اور سامان کو فروخت کر کے کسی دوسری وسیع جگہ میں مسجد تیار کی جائے، جہاں ضرورت ہو تو اس میں کیا [illegible] ہے۔

لہ اگر کسی یا مسجد سے [illegible] ہو جائے کہ مسجد کا [illegible] جا سکتا نہیں۔ (سعیدی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ کوفہ کی تنگ مسجد گرا کر حکومت کی ضرورت میں لے آئے اور اس کے بدلے وسیع میدان میں مسجد تیار کی گئی۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم وعلمہ اتم

(الاعتصام علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال پاکستان)

وقف شدہ مکان کا فروخت کرنا

سوال :- ایک شخص نے مکان وقف کیا وہ کسی کام میں نہیں آرہا۔ کیونکہ جس مسجد کے لئے وقف کیا گیا ہے۔ وہ دور ہے اور امام کے لئے مکان الگ موجود ہے۔ کیا اسے فروخت کرکے مسجد کی مرمت وتعمیر میں رقم خرچ کی جا سکتی ہے؟

جواب :- اگر مسجد کی کمیٹی مسجد کے مفاد میں یہ فیصلہ کرے تو جائز ہے جب کہ وقف جگہ کسی اور مصرف میں نہیں آرہی بہتر تو یہی ہے کہ وقف شدہ جگہ کو مسجد کی کسی ضرورت کے لئے باقی رکھا جائے لیکن اگر مسجد کی تعمیری ضروریات زیادہ اہم ہیں تو نمازی مسجد مسجد کے مفاد میں کوئی بھی فیصلہ بالاتفاق کر سکتے ہیں۔

اصل معاملہ مسجد کا مفاد اور وقف شدہ جگہ کا بہتر مصرف کرنے کا ہے۔

عبدالحلیم یوسف
ناظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ لاکھو والی کوٹ
(دارالفکر – قصور)

(اہلحدیث لاہور جلد ۲۷ شمارہ ۲۲)

سوال :- درج ذیل صورت میں اسلام کیا ہدایت دیتا ہے۔ وضاحت فرمائیں!

سائل نے اپنی زمین ٹھیکہ پر دے رکھی تھی اور اس کی میعاد ۱۹۹۲ء میں ختم ہونا تھی لیکن چند وجوہات کی بنا پر سائل نے زمین فروخت کرنا چاہی۔ تو ایک آدمی نے اڑھائی ہزار روپیہ ایکڑ زمین خریدنے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کش کی اور سائل نے اس سے بیعانہ لے کر زمین کی رجسٹری کی تاریخ طے کر لی۔

لیکن ایک آدمی جو کہ بڑی حیثیت کا مالک تھا اس نے زمین خریدنے والے کو دباؤ کے ذریعے سودے سے منحرف کر دیا اور بندہ کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہی زمین دو ہزار روپے کلہ میں خرید لی، اور بعد چار سال قبل از میعاد زبردستی زمین کا قبضہ لے لیا۔ اور سائل کی زمین کی رقم سے ایک ہزار روپیہ ضبط کر لیا۔

اس تحریر کی روشنی میں اسلام کی رو سے فتویٰ صادر کریں، کہ آیا یہ بیع جائز ہے یا ناجائز اور اگر جائز نہیں تو کیوں کر؟ (المستفتی خدا بخش لاہوری)

جواب:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سوال میں جس دوسرے مشتری کا ذکر ہے ان کا طریقہ عمل شریعت کے برخلاف ہے، کیونکہ مالک زمین کا اپنی زمین کو ایک آدمی کے نام فروخت کرنے کے بعد دوسرے آدمی کی یہ دخل اندازی قرآن واحادیث کے خلاف ہے، اور دوسرے آدمی کا قبضہ مالک کی اجازت کے بغیر ناجائز ہے، مالک کی اجازت کے بغیر اس کے مال پر بغیر رضامندی کے قبضہ کرنا قرآن واحادیث کے بالکل خلاف ہے اور ظلم ہے اس شخص کو چاہیے کہ اس زمین کو واپس کر دے یا مالک کو اور پہلے خریدار کو راضی کریں۔ (راقم ابوالبرکات احمد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ)

(العبد حافظ محمد گوندلوی ۲۰-۳-۹۳ ربیع الاول)

ھذا البیع لا یجوز لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبع بعضکم علی بیع بعض وفی روایۃ علی بیع اخیہ الا اذا کان بکر شریکا لزید واما دان۔ یشفع فلہ ذلک۔ واللہ اعلم علی محمد

یعنی یہ بیع جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی کے سودے پر اور ایک روایت میں ہے اپنے بھائی کے، سودے پر سودا نہ کرے۔ (علی محمد سعیدی العمری)

(اخبار الاعتصام جلد ۲۵ شمارہ ۳۵)

سوال:۔ حکومت کا شرعاً نرخ مقرر کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور ابو داؤد کی حدیث تسعیر کا کیا مفہوم ہے؟

جواب:۔ حدیث نبوی میں ہے کہ جب لوگوں نے نرخ مقرر کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو آپ نے ان کو جواب دیا:۔ ان اللہ ھو المسعر القابض الباسط الرازق وانی لا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وانی لارجو ان القی ربی ولیس احد منکم یطلبنی بمظلمۃ بدم ولا مال رواہ الترمذی وابو داؤد وابن ماجۃ والدارمی (مشکوٰۃ) یہ حدیث نرخ مقرر کرنے کی نفی کرتی ہے مگر جب حکومت غیر مسلمہ نے نرخ مقرر کر دیا تو مجبوراً یہی عرف عام ہو گیا اس لئے کہ جو پہلا عرف تھا وہ تو رہا نہیں اگر وہ باقی رہے تو پھر اس کے مطابق عمل صحیح ہے تیج بخاری میں بیع شراء کا حکم تعارف تو عرف عام پر بتایا ہے، اور اب وہ پہلا عرف نہیں رہا تو حکومت کا کردہ ہی رہے گا اور تسعیر کا معنی نرخ مقرر کرنا ہے۔

سوال:۔ ابو داؤد کی حدیث بیع مضطر والی کا کیا مطلب ہے؟ اور باقاعدہ محدثین یہ حدیث کیسی ہے؟

جواب:۔ ابو داؤد کی روایت مذکورہ بالا نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع المضطر صحیح نہیں، اس کی سند میں راوی مجہول ہے اور اس کا مطلب بھی اضطراب سے خالی نہیں شراح نے اس میں گڑبڑ کی ہے کہ مضطر کو بیچنا منع ہے یا مشتری کو خریدنا، دونوں طرح لکھا ہے دونوں مخدوش ہیں جب روایت ہی صحیح نہیں تو توجیہات کی ضرورت نہیں مگر امام بخاریؒ کا باب جواز پر دال ہے۔

سوال:۔ مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ کی احادیث احتکار و حکرۃ خاص غلہ روکنے کے متعلق ہے یا عام ہے؟ محققانہ و محدثانہ روشنی ڈالیں۔ کیا احتکار خاص مسلمانوں پر ممنوع ہے؟

جواب:۔ حدیث میں من احتکر فھو خاطی (مسلم) عام ہے۔ طعام غیر طعام سب کو شامل اور جس روایت میں طعام کا ذکر ہے وہ تخصیص نہیں بعض افراد کا بیان ہے کما فی المنتقیٰ اور یہ حکم اہل اسلام کو دیا گیا ہے، غیر کیا مانے گا۔ (اہلحدیث گزٹ دہلی جلد ۹ شمارہ ۳)

باب السود

سوال:۔ زید دس سال سے سودی لین دین کر رہا ہے آج خدا سے ڈر کر توبہ کرتا ہے، اور اپنے کل مال کی زکوٰۃ نکالتا ہے لوگوں کے ذمہ باقی ماندہ سود کو چھوڑ دیتا ہے، لیکن جو مال اس نے سود لیکر جمع کیا ہے، اس میں اصل بھی ہے۔ آیا یہ مال پاک ہے یا ناپاک؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب :- سود کا لینا دینا ہر صورت میں حرام ہے۔ توبہ کرنے سے معاف ہو جائے گا، قبل از توبہ حلال و مخلوط از سود مال بعد توبہ کے پاک ہو جائیگا۔ توبہ کرنے سے شرک و کفر تک معاف ہو جاتے ہیں جتنا بھی گناہ کبائر ہیں سے سود بھی ہے وہ بھی معاف ہو جائیگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ۔ (ترجمہ) گناہوں سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔

مسئلہ مذکور میں قرآن اپنے ان الفاظ میں ناطق ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿البقرة﴾

(ترجمہ) جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ نہیں اٹھتے ہیں مگر جیسے وہ شخص جس کو شیطان نے لپٹ لیا ہو (یعنی مجنون) یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے خرید و فروخت اور سود کو ایک کیا۔ حالانکہ اللہ نے خرید و فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام۔ جو اللہ کی طرف سے نصیحت آجانے کے بعد باز رہے تو وہ مال اسی کا ہے جو اس نے پہلے لیا۔ اس کا امر خدا کے سپرد ہے۔ لیکن جو باز نہ آئے وہی اہل نار میں سے ہے جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے قول "فَلَهٗ مَا سَلَفَ" سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مال توبہ سے پہلے اور حرمت سے پہلے لے چکا ہے وہ اس کا ہو گیا یعنی اس کا رکھنا اس شخص کے لئے جائز ہے اس کے واپس کرنے کا صراحۃً حکم نہیں ہے چنانچہ حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ای من بلغه نهی الله عن الربا فانتهى حال وصول الشرع اليه فله ما سلف من المعاملة لقوله عفا الله عما سلف وكما قال النبی صلی الله علیه وسلم یوم فتح مكة "وَكُلُّ رِبًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ تَحْتَ قَدَمِيْ هَاتَيْنِ وَاَوَّلُ رِبًا اَضَعُ رِبَا الْعَبَّاسِ" ولم يأمرهم برد الزيادات الماخوذة فی الجاهلية بل عفا عما سلف كما قال الله تعالى

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماسلف وامرہ الی اللہ الخ۔

اور تفسیر مواہب الرحمٰن میں آیت کریمہ کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے " یعنی جس شخص کے پاس آگئی نصیحت اس کے رب عزوجل کی طرف سے پس وہ باز رہا یعنی بیاج کھانے سے جو گذر چکا ہے وہ اس کے لئے ہے۔

فائدہ:۔ یعنی وہ بیاج اس سے واپس نہیں لیا جائیگا جو حکم الٰہی کے پہنچنے سے پہلے وہ جمع کر چکا ہے۔ الخ اور اگر توبہ کے وقت اصل رقم اور سود کے مال سے لوگوں کے ذمہ باقی ہے، تو توبہ کے بعد اپنی اصل رقم کو لے لے۔ اور سود کو چھوڑ دے قرآن مجید میں اللہ نے فرمایا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ (بقرۃ)

(ترجمہ) اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو رہ گیا ہے سود اگر تم کو یقین ہے پھر اگر نہ کروگے تو خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ اور اس کے رسول سے اور اگر توبہ کروگے تو تم کو پہنچتے ہیں اصل مال، نہ تم کسی پر ظلم کرو، اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔ (الجدیث دہلی ۱۵ مئی ۱۹۵۳ء)

سود کے بارہ میں آنحضرت ؐ کا ایک خطبہ

سود کی حرمت

دنیا میں بالعموم اور عربوں میں بالخصوص کئی اور روگ تھے جو پورے معاشرے کو تباہ و برباد کئے ہوئے تھے اور دامن انسانیت پر بدنما داغ تھے، ان میں سے سود اور شراب بھی ہے چونکہ آپ کے پیش نظر ان تمام برائیوں کا استیصال تھا جو انسانی معاشرے میں تھیں اور پھر آئندہ اس عظیم اجتماع کو خطاب کرنے کا موقع بھی باقی نہیں رہا تھا۔ اس لئے حضور پاک ؐ نے اس موقع پر اس کے بارے میں بھی آخری فیصلہ فرما دیا۔

آپ نے فرمایا:۔ "ربوا الجاھلیة موضوع اول ربا اضع ربوا عباس بن عبد المطلب" یعنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سودی لین دین آج سے حرام قرار دیا جاتا ہے، اور وہ تمام سود جو کسی کا بھی ہو اور کسی کے ذمے ہو اور چاہے اس کی کتنی ہی بڑی مقدار کیوں نہ ہو، آج سے کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ نہ سود لینے کا استحقاق رکھنے والا سود کا مطالبہ کر سکتا ہے اور نہ سود دینے پر مجبور انسان اب سود کی رقم ادا کر سکتا ہے، اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا سود کالعدم قرار دیتا ہوں۔

سود کی حرمت معاشرہ پر احسان ہے آج کے دور میں جبکہ سودی کاروبار بہت بڑھے پیمانے پر ہو رہے ہیں اور ایک طبقے کے نزدیک سود تجارت کا جزو بن کر رہ گیا ہے، اور بظاہر اس کی وجہ سے ایک طبقے کو بڑے بڑے منافع بھی حاصل ہوتے ہیں، اس طبقہ کے ترجمان اسلام کے اس حکم پر حیرت زدہ ہیں کہ اسلام نے اتنے نفع بخش کام کو حرام قرار دے کر اپنے ماننے والوں کو اقتصادی و معاشی تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے، اور اس کے مرتکب کو بڑی بڑی سزاؤں کی وعیدیں سنا کر ان کی خوشحالی کی موت کو ان سروں پر مسلط کر دیا ہے، لیکن آپ غور کریں تو آپ بھی اس یقین پر مجبور ہوں گے کہ اسلام نے سود کو حرام قرار دے کر انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

اسلامی معاشرہ اسلام دنیا میں ایک ایسے معاشرے کی بنیاد ڈال رہا تھا جس میں رحم و کرم، محبت و مروت، ایثار و تعاون اور بھائی چارہ ہو۔ اس معاشرے میں تمام انسان مل جل کر زندگی گزاریں، ایک دوسرے کی مصیبتوں میں کام آئیں، ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ پوری پوری ہمدردی ہو اور دوسروں کی مصیبت کو اپنی مصیبت تصور کر کے اسے مل جل کر دور کرنے کی کوشش کریں۔ امیر و غریب کے الگ الگ فرائض مقرر کیے، خیرات، صدقات اور زکوٰۃ کے اصول وضع کر کے سرمایہ داروں کو خزانے کا سانپ بننے سے روکا ہے، غریب کو گداگری اور سوال کی ذلت سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ اسلام شخصی ملکیت کو فطری اور صحیح تسلیم کرتے ہوئے سرمایہ کی تقسیم اور غریبوں اور مفلوک الحال لوگوں کے پاؤں پر کھڑا ہونے کے انتظام کے لیے اسلامی حکومت کے ہاتھوں میں وسیع اختیارات سونپتا ہے۔ سرمایہ داروں کے سرمایہ کے بارہ میں اس کا اصول ہے، ”توخذ من اغنیائھم وترد علی فقرائھم“ یعنی ہر آبادی کے سرمایہ داروں کے سرمایہ سے ایک مقررہ حصہ وصول کر کے غریبوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اصول زکوٰۃ کی وجہ سے دولت کا اکٹھا کرنا ناممکن ہو گیا۔ قانون وراثت نے سرمایہ کو ایک ہی خاندان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سمٹ جانے سے روک دیا ہے احتکار کی سخت ممانعت کی گئی ہے زکوٰۃ، صدقات، عشر، کفارہ، وراثت جیسے قوانین نے اسلامی معاشرے میں ہر چھوٹے بڑے کو ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح مربوط کر دیا ہے کہ کوئی ایک دوسرے سے بے نیاز ہو کر صحیح معنی میں مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں رہ جاتا ہے۔

سود خور انسانیت کا دشمن ہے

بخلاف اس کے سود انسان میں خود غرضی، بے رحمی، سنگدلی، زرپرستی، حرص و آز اور کنجوسی و بخالت کو جنم دیتا ہے ایک سود خوار کے لئے اخلاق و اقدار کی اہمیت کا کوئی سوال نہیں رہ جاتا ہے قرض دینے والے ساہوکار کو صرف اپنے سود کی پڑی ہوتی ہے، اس کو اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ قرض لینے والا تباہ و برباد ہو رہا ہے یا اس کے بچے فاقوں کی وجہ سے موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ اگر وہ رحم و کرم، ایثار و قربانی، ہمدردی و محبت سے کام لے تو اس کا سارا کاروبار تباہ اور برباد ہو جائے، اس لئے اس نام کی اس کے یہاں کوئی چیز نہیں ہوتی ہے، یہ جذبات خود غرضی کو اتنا بڑھا دیتے ہیں کہ انسان جبلت و فطرت کے اعتبار سے ایک انسان کو دوسرے انسان سے جتنی ہمدردی ہونی چاہئے اتنی بھی ان سرمایہ داروں کے دلوں میں نہیں ہوتی ہے۔ اگر ایک شخص کے گھر میں بے گور و کفن لاش پڑی رہ جائے یا کسی کا اکلوتا بیٹا غریب و بے کس ماں باپ کے سامنے اس لئے دم توڑ رہا ہے کہ علاج کے لئے اس کے پاس پیسے نہیں ہیں ایسے اشخاص بھی اگر کسی سودی لین دین کرنے والے سے قرض مانگیں تو وہ مہاجن یا تو انکار کر دے گا یا تمام انسانی ہمدردی کو بالائے طاق رکھ کر اس سے عام نرخ سے زیادہ شرح سود کا مطالبہ کریگا۔

یہ روز مرہ کے تجربات ہیں، قساوت قلبی اور دل کی سیاہی اس درجہ بڑھ جاتی ہے کہ انسانی شرافت اور فطری ہمدردی کی روشنی کی جھلک بھی وہاں تک نہیں پہنچ پاتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم اجتماع میں اسی لئے سود کی حرمت اور اس کے فوری استیصال پر زور دیا ہے کہ یہ طریقہ درحقیقت اسلام ہی کے خلاف نہیں ہے بلکہ پوری انسانیت اس کی وجہ سے کراہ رہی ہے۔

معاشی لحاظ سے سود کے نقصانات

یہ تو اخلاقی لحاظ سے سود کی مضرتیں تھیں۔ معاشی و اقتصادی لحاظ سے بھی سود متعدد نقصانات کا حامل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارت، صنعت، زراعت یا کسی بھی منفعت بخش کاروبار کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ سرمایہ اور محنت میں پورا پورا توازن ہو، ان میں سے کسی طرف بھی ڈھیل اور کمزوری سے ملک و قوم کا بھلا کبھی نہیں ہو سکتا، لیکن سودی قرض دینے والوں کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ تجارت میں منافع ہو رہا ہے یا نقصان، سرمایہ دار صرف اس وقت مقررہ کا انتظار کرتا ہے جب اس کے سود کی مقررہ رقم گنی اور سے گنی ہو جائے، جتنی بھی زیادہ مدت تک روپیہ اس کام میں رکا رہے گا، اس کا منافع بڑھتا رہے گا، چاہے اصل کام کرنے والے کو مسلسل نقصان ہی کیوں نہ ہوتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ سرمایہ دار اپنا بہت سا سرمایہ اس خطے کا روبار میں نہیں لگاتا ہے کہ وہ شرح سود کے بڑھنے کا انتظار کرتا ہے، اگر عوام کی فلاح و بہبود کے کاموں میں سرمایہ لگا کر اسے تین چار فیصدی سود ملنے والا ہو، اور کسی فلم کمپنی، سینما، ڈانس گھر یا شراب کے کاروبار جیسے غیر اخلاقی کاموں میں روپیہ لگا کر اسے دس بارہ فیصدی سود مل سکتا ہے تو وہ سرمایہ دار عوام کی بہبود کے کام کو چھوڑ کر انہیں غیر اخلاقی کاموں میں اپنا سرمایہ لگائے گا، خود اندازہ لگا کر آپ بتائیں کہ یہ ذہنیت کسی ملک اور قوم کو کس طرف لے جائے گی؟

بینک کا سود

بینکنگ سسٹم کو جو صرف سودی کاروبار کے لئے ہے اس کی وابستگی ہماری زندگی سے کچھ اس طرح کی ہے کہ اب اس کے ظاہری مفاد کے خاطر اس کی مضرت کا کوئی پہلو بھی نظر نہیں آتا۔ حالانکہ آپ اس طریقہ کار کا بغور مطالعہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ بینکنگ سسٹم بھی ملک و قوم کی پریشانیوں میں اضافہ کا باعث ہے۔

بینک درحقیقت چند ساہوکاروں کا مشترکہ سودی کاروبار ہے اس طریقے میں ابتداء ہی سے خود غرضی کا پہلو سب سے زیادہ نمایاں ہے، بینک کا سارا کاروبار ان سرمایہ داروں کے سرمائے کے بجائے ان امانت داروں کے سرمایہ سے چلتا ہے جو اپنا روپیہ بغرض حفاظت بینک میں رکھتے ہیں اور اس پر ایک مقررہ رقم تین چار فیصدی سود کے نام سے وصول کرتے ہیں، بینک کا یہی سرمایہ اس کی بنیاد کہلاتا ہے، لیکن بینک کی پالیسی سے ان امانت داروں کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے، روپیہ کو کس طرح استعمال کیا جائے، بغرض سود کیا ہو، اس کی مینجنگ کمیٹی کیسے مرتب ہو؟ ان تمام اہم امور کا تصفیہ ان چند سرمایہ داروں کی منشاء پر منحصر ہے جو اس بینک کے شیئرز (حصہ دار) ہیں، جن حصہ داروں کے حصے زیادہ ہوتے ہیں، سارا عمل دخل انہیں کا ہوتا ہے، بقیہ چھوٹے حصہ داروں کا بینک سے تعلق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی قدر تعلق ہوتا ہے کہ منافع کی تقسیم پیمانہ کا حصہ رسدی پہنچ جائے۔ یہ چند بڑے سرمایہ دار اپنی مرضی کے مطابق بینک کو روپیہ سود پر دیتے ہیں۔ سرمایہ کا ایک حصہ یہ لوگ روزمرہ کی ضرورتوں کے لئے اپنے پاس رکھتے ہیں، کچھ صرافہ بازار کو قرض دیا جاتا ہے اور کچھ قلیل المیعاد قرضوں میں صرف کیا جاتا ہے ان قرضوں پر بینک کو ایک سے لے کر تین چار فی صدی تک سود ملتا ہے۔ رقم کا بڑا حصہ کاروباری لوگوں کو، بڑی بڑی کمپنیوں اور اجتماعی اداروں کو دیا جاتا ہے جو بالعموم مجموعی سرمایہ میں سے ۲۰ فیصدی سے لے کر ۶۰ فیصدی تک ہوتا ہے۔ بینک کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ یہی قرضے ہیں۔ ہر بینک کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ سرمایہ کا زیادہ سے زیادہ حصہ اسی قسم کے قرضوں میں لگے۔ اس لئے کہ ان قرضوں پر سب سے زیادہ شرح سود ملتا ہے۔

سرمایہ دار کو فائدہ، غریب کو نقصان

اس طریقے سے جو آمدنی بینک کو ہوتی ہے وہ بینک کے شرکاء کے درمیان اسی طرح تقسیم ہوتی ہے جس طرح عام تجارتی کمپنیوں میں ہوتی ہے عوام سود کے لالچ میں اپنی رقمیں بینک میں جمع کرتے رہتے ہیں اور ایک حقیر منافع پر قانع ہیں اور انہیں کی رقم سے پورا پورا نفع چند سرمایہ دار اٹھاتے ہیں۔ یہ لوگ غریب اور کم دولت مند لوگوں کو قرضے نہیں دیتے بلکہ وہ ہمیشہ ان بڑے سرمایہ داروں کو روپے دیتے ہیں جو بھی شرح سود ادا کر سکیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سرمایہ مٹھی بھر انسانوں کے ہاتھوں میں سمٹ کر رہ جاتا ہے تاوقتیکہ اس خزانے کی بدولت سارے ملک اور قوم کی قسمت کے مالک بن بیٹھتے ہیں۔ سیاسی معاملات سے لے کر معاشی و اقتصادی اتار چڑھاؤ سب کچھ ان کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔ بعض ملکوں میں تو حکومت کی پوری مشینری ان کے اغراض و مقاصد کے مطابق چلتی ہے وہ جب چاہتے ہیں حکومت کی لگام کھینچ کر اس راہ پر موڑ دیتے ہیں جو ان کے مفاد کی راہ ہے۔ بینکوں کے یہ سرمایہ دار جب چاہتے ہیں، اشیاء کو بازار سے غائب کر کے اس کے دام چڑھا دیتے ہیں، اور جب چاہتے ہیں بازار میں اس کی بہتات کر کے اس کو ارزاں کر کے چھوٹے چھوٹے دکانداروں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ یہ سرمایہ دار اپنے منافع کے پیش نظر قحط تک برپا کرا دیتے ہیں۔ غرض کہ یہ پوری قوم کا خون چوستے رہتے ہیں، اور قوم خوش ہے کہ بینک اس کی اقتصادی و معاشی زندگی میں اس کے ساتھ تعاون کرتا ہے۔

سود کا ہر طریقہ ظالمانہ ہے۔ اسلام کی نگاہ میں یہ سارے طریقے ظالمانہ اور خلاف انسانیت ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام نے ان ساری صورتوں کو سود کے زمرے میں شمار کر کے اس کے مرتکب کو سخت سزا الٰہی کی وعید سنائی ہے۔ اہل فقہ نے اس کی مختلف صورتیں لکھی ہیں۔ ان میں سے بعض کاروبار اسلامی طریقے کے مطابق ہیں اور بقیہ سب سود میں شامل ہیں۔ حاجت مندانہ اور صرفی قرضہ ہو یا تجارتی کسی پر سود لینا اسلام کے نزدیک جائز نہیں ہے، اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یورپ نے موجودہ سودی نظام کا جو ڈھانچہ بنایا ہے وہ حضور پاک کے زمانے میں نہیں تھا۔ اس لئے یہ صورت حرام نہیں ہے۔ وہ لوگ اپنے نفس کو دھوکہ دیتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہی میں مبتلا کرتے ہیں۔ اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(اخبار الاعتصام لاہور جلد ۱۵ شمارہ ۲۵)

مذاکرۂ علمیہ

بابت ربا اور سود

عرصہ سے میرا خیال تھا کہ مسئلہ ربا اور سود کے متعلق ایک مذاکرہ علمیہ جاری کیا جائے جس میں علمائے کرام بھی کھول کر مضامین لکھیں۔ آج اتفاقیہ ایک مضمون ہاتھ میں آیا تو وہی پرانا خیال یاد آگیا۔ اس لئے آج سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔ سلسلہ سے پہلے واقعات کا پیش کر دینا ضروری ہے۔

(الف) ایک واقعہ یہ ہے کہ سرکار کی طرف سے ایک بنک جاری ہے جس کا نام سیونگ بنک ہے ڈاک خانہ میں ہوتا ہے۔ اس کے جاری کرنے سے سرکار کی یہ غرض ہے کہ جو لوگ تجارت پیشہ نہیں ہیں وہ اپنی بچت کا کچھ روپیہ برائے رفع ضرورت اس بنک میں رکھا کریں۔ چونکہ وہ روپیہ سرکار کسی نہ کسی کام مثلاً نہر، ریل وغیرہ صیغہ ہائے آمدنی میں لگاتی ہے اس لئے روپیہ کے مالکوں کو بھی منافع کچھ دیتی ہے۔

(ب) دوسرا واقعہ یہ ہے کہ بنک جو مہاجنی اصول پر چلتے ہیں جن سے تجارت پیشہ لوگ سود پر روپیہ لیتے ہیں۔ اور امانتدار روپیہ ان میں رکھتے ہیں، جس کا سود اہل بنک امانت داروں کو دیتے ہیں مگر اس سود سے جو بنک خود لیتا ہے امانتداروں کو کم دیتا ہے۔ باوجود اس کے بنک کو اگر خسارہ ہو جائے تو حصہ داروں کے ساتھ ہی امانتداروں کو بھی نقصان میں شریک ہونا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب:- بعض بینکوں میں یہ بھی دستور ہے کہ امانتداران سے جو سود نہ لے وہ اس سودی رقم کو عیسائی مشن کے سپرد کر دیتے ہیں جس کو وہ اپنی تبلیغ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس تیسری صورت کے متعلق بعض مقامات سے بعض مساجد کی رقوم کی بابت استفسار آئے ہیں کہ یہاں مسجد کی رقوم فلاں بینک میں جمع ہیں۔ اہل بینک سود لینے پر مجبور کرتے ہیں کہتے ہیں اگر تم نہ لوگے تو ہم حسب قانون عیسائی مشن کو دیں گے۔ ایسی صورت میں وہ اس سود کو لوگوں کے عیسائی بنانے پر صرف کریں گے۔ ان واقعات کے علاوہ روزمرہ کا واقعہ یہ ہے کہ تجارتی اصول ہے کہ دوکاندار آپس میں ایک دوسرے سے مال خریدتے ہیں۔ ان کے لئے کچھ دنوں کی مدت مقرر ہوتی ہے۔ اس مدت کے اندر اندر روپیہ ادا نہ کر سکیں تو مہاجنی سود دیں اگر سود دینا منظور نہ کریں، تو دیوالہ نکل جائیگا، جس سے تمام کاروبار بند منڈی میں دیوالہ مشہور۔ یہ اور اسی قسم کے اور بھی واقعات ہیں جن کو زیر غور رکھیں اور حرمت ربا کے متصل ہی کتاب اللہ میں یہ لفظ بھی قابل غور ہیں۔ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ نہ کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

ان واقعات اور حکم خداوندی کو ملحوظ خاطر رکھ کر ارباب علم قلم اٹھائیں پھر جو لکھیں گے انشاء اللہ مفید ہوگا، آج جو مضمون درج ہوتا ہے اس کے لکھتے وقت راقم مضمون کو ان واقعات کا علم نہ ہوگا مگر آئندہ لکھنے والوں کو ملحوظ رہنے چاہئیں۔ بہرحال مضمون آمدہ درج ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

الکلام المحمود فی مذمت سود

ناظرین کرام السلام علیکم۔ حضرات مسلمانوں میں آج کل جہاں سینکڑوں برائیاں سرایت کر گئی ہیں، وہاں ایک مرض مہلک سود کا بھی روز بروز ترقی پذیر ہوتا جاتا ہے۔ بہت کم مسلمان ایسے ہیں جو اس فعل حرام سے بچے ہیں۔ مسلمانو غور کرو فرمان باری تعالیٰ کھلے لفظوں میں اس کی تردید کر رہا ہے۔ اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۔ یعنی حلال کیا ہے اللہ نے خرید و فروخت کو اور حرام کیا ہے سود کو۔ اہل جاہلیت کی یہ عادت تھی کہ جب قرضدار سے اپنا روپیہ وصول کرنے کا وقت آتا تو تقاضا کیا کرتے تھے، پس قرضدار کہتا تھا کہ میری کچھ مہلت بڑھا دو میں کچھ رقم بڑھا دوں گا۔ چنانچہ دونوں ایسا کیا کرتے تھے اور یوں کہتے تھے کہ اول خرید و فروخت کے وقت نفع بڑھانا باعث [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[illegible] حق تعالیٰ کی تکذیب میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ [illegible]

اے مسلمانو اگر تم سچے مومن ہو تو خدا سے ڈرو اور سود [illegible]

[illegible] یعنی اگر تم سود خواری سے نہیں پھرتے تو تیار ہو جاؤ [illegible] رسول

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سود خوار [illegible]

[illegible] مسلم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ شاید لوگ سود کو چھوٹا سا گناہ سمجھے ہوئے ہیں حالانکہ نبی ہادی فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک درہم سود کا لینا چھتیس مرتبہ زنا کاری سے بدتر ہے (دار قطنی و طبرانی) احمد میں ہے ایک درہم سود کا سا ٹھ سال کی عبادت کو ضائع کر دیتا ہے (ابن حبان) [illegible] کبھی تم نے بھی اپنی عاقبت پر غور کیا [illegible] سے مطلب ہے کیا تم نے نہیں سنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے شب معراج دیکھا کہ ایک قوم ہے جن کے پیٹ بڑے بڑے مکانوں کی طرح اونچے ہو رہے ہیں اور ان میں بڑے بڑے زہریلے سانپ بھرے ہوئے ہیں اور انہیں ڈس رہے ہیں کوئی نہیں جو ان کی حالت پر ترس کھائے [illegible] بری طرح تڑپ تڑپ کر جان ہلاک کر رہے ہیں پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا گیا یہ سود خوار لوگ ہیں (مسند احمد) اسی واسطے آپ فرمایا کرتے لوگو سات گناہوں سے بچو جو ہلاک کر دینے والے ہیں

۱۔ ایک خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ دوسرے جادو کرنا۔ تیسرے بلا اجازت شرعی کسی کو مار ڈالنا۔ چوتھے سود کھانا۔ پانچویں یتیم کا مال ناحق کھانا۔ چھٹے جہاد کے وقت بھاگ کھڑے ہونا۔ ساتویں پاکدامن [illegible] مسلمان عورتوں پر تہمت [illegible] (بخاری و مسلم)

۲۔ ہمارے پیارے نبی [illegible] فرماتے ہیں چار قسم کے لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ انہیں جنت میں [illegible] نصیب ہو گی [illegible] سود خوار [illegible] شرابی تیسرا یتیم کا مال کھانے والا۔ چوتھا ماں باپ کا نافرمان [illegible] سود خوار سمجھتا ہے کہ میرا مال بڑھتا ہے حالانکہ خدا کے نزدیک [illegible] گھٹتا ہے۔ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ۔ خدا تعالیٰ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے [illegible] ابن مسعود [illegible] روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سود اگرچہ بظاہر کتنا ہی بڑھ جائے لیکن انجام اس کا کمی ہی ہے (ابن ماجہ)

۳۔ [illegible] سود [illegible] کو اختیار کیا [illegible] طرف توجہ کیجئے [illegible] جائے گی بلکہ آخرت میں [illegible] بھی جاتے رہیں گے [illegible] عذاب [illegible] کے دفتر میں نام لکھا جاتا ہے [illegible] کرنے والے کو [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرض کر لیا کرو۔ حضرت عبادہ بن صامت فرماتے ہیں کہ ... اس کے دینے والے کے ہاتھ میں مال حرام ہو اور اگر صدقہ
دے بھی تو نہیں ... اگر ... صدقہ قبول ہی نہیں ہوتا ہے گئے۔ ... نیکی ...
سود خوروں کا بیان ہے کہ ... حالت میں قبروں سے ... میدان حشر میں دیوانہ ... ہو گا ...
قرآن: إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ
جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن جنون زدہ ہو کر قبروں سے اٹھیں گے۔ سود کی کمائی حرام
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مال حرام سے ... صدقہ ... (طبرانی)
اسی طرح مال حرام سے صدقہ قبول ہوتا ہے نہ حج نہ زکوٰۃ وغیرہ ...

بھائیو! آج کل جو ہم طرح طرح کے عذاب و مصائب آلام کے شکار ہو رہے ہیں اور جو ادبار
و ذلت میں گھرے ہوئے ہیں اس کے اسباب میں سے ایک سبب سود خوری بھی ہے۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس جگہ سود اور زنا کا رواج ہوگا وہاں کے لوگوں پر عذاب
الٰہی نازل ہوں گے (مسلم)۔ جس قوم میں سود خوری ہوگی اس پر قحط سالی کا عذاب مسلط ہوگا (احمد)
آج کوئی انسان حضور کی پیشگوئیوں کی صداقت میں شک کر سکتا ہے؟ کون سا عذاب آسمانی ایسا ہے
جو ہم پر نہیں آیا۔ وہ کونسا سال ہے جس کے اندر قحط سالی نے اپنا تسلط ہم سے اٹھایا ہو۔ ہم تو ان
مصیبتوں کی شکایت کرتے ہیں اور عذابوں کا رونا روتے ہیں ... حالانکہ آج کل لوگوں نے سود کو حلال طیب سمجھ
رکھا ہے۔ بے تکلف علی الاعلان سود لیتے دیتے ہیں۔ اور کچھ پرواہ نہیں کرتے کہ اس کی کیسی
سخت ممانعت آئی ہے ... یاد رکھو۔

... جو جنون پالا گیا ... سود ... حضرت ... ہے ...
... کی ... بھی ... تو اس کی ... ہے ...
... ہو گیا ہے اور کوئی ... نہیں ... ہے ...
... مسلمانوں کی ... اب ... نہ ... ہو ... نہیں ...
... بے ... جس ... عذاب بھی آتے ہیں

پس اے بھائیو ... سود ... چھوڑ دو ... اختیار کرو تاکہ خدا اپنی رحمت کے دروازے
کھول دے، اپنے عذابوں سے ہمیں نجات دے، ورنہ اندیشہ ہے کہ کہیں حالت بد سے بدتر نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قسم خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میری امت کے کچھ لوگ آرام و اطمینان سے اپنی مجلسوں میں بے خوف و خطر راتیں گزار رہے ہوں گے اور صبح کو اللہ تعالیٰ ان کی شکلیں مسخ کر دے گا کیونکہ وہ حرام کو حلال کیے ہوئے ہوں گے۔ گانا بجانا شراب نوشی اور سود کھانا ان کی عادت ثانیہ بن گیا ہوگا۔ ایک اور حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ میری امت میں وہ لوگ جو شراب پیتے ہیں اور ریشم پہنتے ہیں اور گانا سنتے ہیں اور سود کھاتے ہیں اور قطع رحمی کرتے ہیں ان کو پروردگار عالم دنیا ہی میں طرح طرح کے عذاب دے گا کہیں ان کی صورتیں مسخ کر دی جائیں گی، بندر اور سور بنا دیئے جائیں گے کہیں زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے کہیں آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے کہیں آندھی اور طوفان سے برباد کیے جائیں گے۔ [illegible]

یا اللہ کیسی ہولناک اور شدید وعید ہے ان لوگوں کے لیے جو مسلمان ہو کر بھی اسلام کے احکام کو نہیں سمجھتے یا تو انہیں اللہ جل شانہ کی ذات پر [illegible] یقین نہیں [illegible] نہیں سمجھتے [illegible] اگر یقین کامل ہوتا تو یقیناً یہ عمل نہ ہوتا [illegible] کی نجاست کا انہیں یقین ہے آپ نے کبھی کسی [illegible] کو [illegible] کھاتے ہوئے نہ دیکھا ہوگا [illegible] کہ سود و شراب [illegible] کی نجاست پر حسب فرمان نبوی یقین ہے بھلا کیسے ممکن ہے کہ وہ اس نجاست کو [illegible] [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ

یعنی میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جبکہ صرف اسلام کا نام ہی نام رہ جائے گا۔ اور قرآن شریف کے صرف حروف لکھے ہوئے رہ جائیں گے۔ نام تو مسلمان ہوگا مگر کام اسلام کے خلاف ہوں گے قرآن کریم کی تلاوت تو کریں گے مگر عمل [illegible] ہوں گے۔ اور یہ بھی آپ نے فرمایا ہے کہ ایک ایسا بھی زمانہ آئے گا جس میں سود [illegible] اگر سود نہ کھائے گا تو غبار تو ضرور پہنچے گا [illegible] آپ فرماتے ہیں کہ قیامت کی نشانیوں میں سے شراب خوری زناکاری سود خوری کا ظاہر ہونا بھی ہے [illegible] اپنے [illegible] کا [illegible] یا تجارت [illegible] شریعت کی پابندی کر [illegible] اجر عظیم حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا ہے [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ (ترمذی) یعنی تاجر سچا امانت دار قیامت کو نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

بھائیو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں مبعوث ہو کر جہاں اور اصلاحیں کی تھیں وہاں ایک اصلاح سود کی ممانعت بھی ہے۔ آپ کی بعثت سے پہلے عام طور پر سود لیا جاتا تھا۔ جب آپ مدینہ تشریف لے گئے سب سے پہلے آپ نے سونے کو سونے کے بدلے چاندی کو چاندی کے بدلے جب لیا جائے تو ادھار اور کمی بیشی کو سود قرار دے کر حرام فرمایا۔ اس کے بعد عرب میں جو دوگنے چوگنے سود لینے کا رواج تھا، اس کی حرمت کے بارے میں یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ دوگنا چوگنا سود نہ لیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور ۳ ہجری میں مطلق سود کے بارے میں سورۃ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ الخ۔ یعنی جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ اس طرح اٹھیں گے جیسے وہ شخص اٹھتا ہے جس کو شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو۔ پھر یہ آیت تھوڑے عرصے کے بعد نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا الخ۔ اور مطلق سود حرام ہوا۔ حضور نے آیت کے نازل ہوتے ہی لوگوں کو جمع کر کے ایک خطبہ سنایا اور تمام سودی کاروبار لین دین حرام کر دیا۔ چنانچہ ۹ ہجری میں اہل نجران سے یہ بھی عہد لیا گیا کہ وہ سود نہ لیں اور ۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر جبکہ اسلام کی تکمیل ہو چکی تھی، شاہ اسلام نے لاکھوں آدمیوں کے مجمع میں فصیح و بلیغ نصیحتیں کرتے ہوئے صاف صاف فرما دیا کہ سودی کاروبار باطل ہے گزشتہ سود نہ لیا جائے چھوڑ دیا جائے۔ یعنی اسی وقت یہ آیت شریف نازل ہوئی تھی۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا یعنی میں نے آج اپنا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کیں اور تمہارے لیے دین اسلام کو میں نے پسند کر لیا۔ سلسلہ احکام الاسلام کی آخری کڑی یعنی حرمت سود کی آیت ہے (بخاری شریف)

مسلمانو! فرمان خداوندی کو مد نظر رکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو ممنوع من الشرع ہو۔ جس کے خلاف ابھی آواز نہیں اٹھا تھا جس کام سے آپ نے منع کر دیا اس کا خلاف کر کے تم کبھی سرسبز نہیں ہو سکتے۔ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ اللہ کے رسول کا خلاف کرنے والے کسی زبردست فتنہ یا عذاب دردناک کے پنجہ میں پھنس جاتے ہیں۔

دوستو! خدا کی ناراضگی رسول کی مخالفت اور عذاب آخرت کا خوف دل میں رکھ کر سچے دل سے توبہ کرو۔ سنو! رسول اللہ ﷺ فداہ ابی و امی ارشاد فرماتے ہیں۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ گناہ سے توبہ کرنے والا گناہ نہ کرنے والے کے برابر ہے۔ والسلام وما علینا الا البلاغ۔

(محررہ ابو العالیہ ابو محمد ہاشم بہاری نائب مفتی) (اخبار اہلحدیث امرتسر جلد ۲۲ شمارہ ۔۔)

سوال: طوائف کو کرایہ پر مکان دینا اور ان سے کرایہ لے کر کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟

جواب: حرام کاروں کو حرام کاری کے لیے کرایہ پر مکان دینا حرام ہے اور ان کی حرام کمائی سے کرایہ وصول کر کے استعمال کرنا حرام ہے کیونکہ گناہ کے کاموں میں اعانت حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ گناہ اور ظلم کی باتوں میں امداد مت کرو۔ واللہ اعلم

(مولانا عبد السلام بستوی دہلوی) (اخبار اہلحدیث دہلی جلد ۸ شمارہ ۔۔)

بینک کا سود

(بجواب مولانا [illegible] ندوی صاحب [illegible])

انجمن شبان اہلحدیث گوجرانوالہ کے ناظم قاضی عبد القدیر صاحب لکھتے ہیں کہ:

ایک شخص نے مولانا مودودی صاحب سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص غلطی سے کسی ایسے بینک میں روپیہ جمع کرا بیٹھے جس میں سود ملتا ہے تو سود کی رقم ملنے پر وہ کیا کرے؟ مولانا نے فرمایا وہ رقم غریبوں میں تقسیم کر دے۔ قاضی صاحب نے استفسار کیا کہ کیا اس طرح اسے خیرات کا ثواب ملے گا؟ مولانا نے فرمایا کہ خیرات کا ثواب ملے یا نہ ملے گناہ سے بچنے کا ثواب تو مل جائے گا۔

(ہفت روزہ آئین ۲۴ اکتوبر ۶۶ء)

کیا مولانا کا یہ جواب صحیح ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب: مکرم بندہ! آنجناب کے متعدد فاضل اور علمائے کرام موجود ہیں آپ انہی میں سے کسی کی طرف رجوع کیا جا سکتا تھا کیونکہ اس سلسلے میں وہ سند کی حیثیت رکھتے ہیں اور آپ کے قریب بھی رہتے ہیں۔ میں تو آپ کی طرح ان کا ایک طالب علم ہوں۔

دنیا کے سیلاب بلا میں سے ایک عظیم بلا اور بلا انتظام بینکاری بھی ہے ایسے سے نکلنے لگے ہیں جتنا کوئی شخص بچ نکلنا چاہتا ہے اتنا ہی الجھتا چلا جاتا ہے۔ اگر روپیہ گھر میں رکھتا ہے تو اس کے ضیاع کا خطرہ ہے بینک میں رکھتا ہے تو گناہ کا اندیشہ ہے۔

دل کو روؤں یا جگر کو میں — میری دونوں سے آشنائی ہے

بہرحال اس صورت حال کے پیش نظر علماء نے جب اس پر غور کیا تو وہ مختلف نتائج پر پہنچے۔ بعض نے فرمایا کہ بینک کا سود وہ سود نہیں جو اسلام میں ممنوع ہے جیسے راقم الحروف کے شیخ الشیخ میاں نذیر حسین دہلوی کا ذاتی نظریہ تھا۔ مفتی محمد عبدہ مصری و علمائے دیوبند کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کی صورت یہ ہے کہ اگر وہ از خود پیش کرے تو لے لینا چاہئے۔ اگر آپ نے ہی طلب کیا ہے تو یہ سود ہے اس لئے ناجائز ہے۔ حضرت علامہ محی الدین مولانا عبداللہ الغزنوی کا بھی نظریہ تھا۔

بعض بزرگوں نے تصریح کی ہے کہ بینک وغیرہ کا سود لے تو لیا جائے مگر خود خرچ نہ کیا جائے دعوت و تبلیغ کے کاموں کے لئے دیا جائے بلکہ کسی غریب اور نادار کو دے دیا جائے مگر ثواب کی امید نہ رکھی جائے۔ علامہ قاضی عبدالصمد کیرپوری کا یہی نظریہ تھا۔ ایک قول وہ ہے جو مولانا مودودی نے پیش کیا ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ سود کی رقم بینک میں نہ چھوڑی جائے بلکہ ان سے لے کر مستحق لوگوں پر خرچ کی جائے۔ راقم الحروف کے نزدیک وہ مختلف اقوال کی نسبت موخر الذکر نظریہ گوارا ہے کیونکہ مسلمانوں کے لئے بہرحال مفید ہے مگر بقدر کفایت یہ بات بھی اپنی صورت میں ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسری صورت کا حامل ہو۔ ان نظریوں کی گوارا حل پیش کیا ہے کہ اس کی شکلیں پہلے نظریات کی بہ نسبت کم و بیش مختلف ہیں جو بالکل جداگانہ حیثیت رکھتی ہیں۔ اس کے بارے میں پہلے راقم الحروف کا نظریہ یہ تھا کہ سود خوار لوگوں سے ہر حال میں یہ رقم لینی چاہئے تاکہ اس کے ساتھ سودی کاروبار کا دروازہ بند کر سکیں۔ لیکن مزید غور کرنے پر یہ بات بھی محل نظر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اس کی بیکلیں ہی یہ احساس دلانے کے بعد اب ہم پر ان کی ذمہ داری نہیں رہی کہ اب ان کا کیا کرے گا
اگر سب تو صرف اتنی کہ آپ ان میں اپنا سرمایہ جمع کرا لیتے تھے کہ بعد سے نہ ہو سکا اس لیے اب
وہ جائیں اور ان کا کام۔ دوسرا اس لئے کہ [illegible] نہیں [illegible] گا جیسے سود خوار [illegible] کو صاف
حرکت کے لیے اپنے گھر کو اس سے متوقف کرتا کوئی دانشمندانہ بات نہیں ہے۔ قرآن و حدیث میں
حرمت سود کے بارے میں استثناء کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس لیے اس سلسلے میں خود استثنائی صورتیں
پیدا کر لینا تشریع ہے جس کے ہم مجاز نہیں ہیں۔
بینکوں کے بعض شعبے ایسے ہوتے ہیں جہاں پیسے پر سود نہیں لگتا۔ لیکن اس کے یہ
معنے نہیں کہ آپ کے جمع کردہ سرمایہ سے وہ سودی کاروبار نہیں کرتے، بلکہ کرتے ہیں۔ صرف اتنی
بات ہوتی ہے کہ اس میں سے آپ کو جو حصہ ملنا تھا وہ خود رکھ لیتے ہیں یا آپ کو نہیں دیتے۔ اس لئے
جو لوگ بینک سے سود نہ لے کر اس خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ وہ بری الذمہ ہو گئے ہیں۔
فریب نفس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا کیونکہ اس میں اپنا سرمایہ جمع کرا کے سودی کاروبار کرنے میں آپ نے
بینک کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا ہے اور ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ کی خلاف ورزی
کر کے سودی کاروبار میں شرکت کرنے کا ارتکاب کیا ہے۔
صحیح اور بنیادی صورت یہ ہے کہ اپنے کاروباری اداروں میں اپنا سرمایہ جمع کرایا جائے اگر
اجتماعی طور پر ان بینکوں کا بائیکاٹ کیا جائے تو وہ شراکت اور مضاربت جیسے شرعی اصولوں کے مطابق
اپنا نظام بینکاری بدلنے پر مجبور ہو جائیں۔ باقی رہا یہ عذر کہ بینک کے بغیر پیسہ کا تحفظ مشکل ہوتا
ہے، ہو سکتا ہے بیماری صرف نظام بینکاری ہی نہیں بلکہ ہماری پوری زندگی کے ہر شعبہ کا کام
بگڑ چکا ہے کیونکہ اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو نہیں جانتے کہ اسلام کیا ہے اور اس سلسلہ میں ان
کی اپنی ذمہ داری کیا ہے۔ اس لئے آپ ان سے اس کی امید نہ رکھیں کہ وہ کچھ کریں گے، یقین کیجئے ان میں سے
کچھ بھی نہ ہو گا۔ صرف دعا کی ضرورت ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ آ جائے گی جب تک کوئی عمر نہیں
پیدا ہو جاتا اسلامی نظام زندگی کے منافی چیزوں سے پرہیز اور دامن بچانا ہم نے سیکھ لیا، یہ ہمارا دین وہ خوش اخلاق
مسلمانوں کے سہارے جلد ہی ایسا ہو سکتا ہے، وہ حقیقت میں وہ مشکلات حل نہیں کر سکتے ہیں۔ عذر لنگ
سے ضمیر کو آسودہ کرنے کے بجائے اپنے پیدا کردہ مسائل سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام معذرتیں اور شرعی معذوریت

معذرت ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جس میں انسان کسی کام کے کرنے سے قطعاً کوئی مجبور نہیں ہے معذرت وقتی اور حالات کی ایسی مجبوری کر بیٹھے ہیں جس کو بدلنے کے لیے کوشش نہیں کی جاتی بلکہ ہم نے ایسی معذرتوں سے سازگاری پیدا کر لی ہے جس کے بعد معذرت معذرت نہیں رہتی بلکہ معصیت اور بغاوت بن جاتی ہے۔ اس لیے ایسی معذرتوں کے سہارے جو بھی برخلاف شریعت کام کیا جائے اسے شرعی معذرت کے نام پر حلال نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے پوری قوم کے ہر فرد کو چاہیے کہ وہ اس نظام کو بدلنے کے لیے مسلسل کوشش کرے اپنی "معذرتوں" کو کھاتے میں نہ ڈال دینا چاہیے کیونکہ معذرتیں ناسازگار حالات اور وقتی حالات ہوتی ہیں یہ وہ لوگ اور قومیں ناسازگار فضاؤں کو بدلنے کے لیے ہاتھ پاؤں بھی مارتی رہتی ہیں، تاتبدیلی حالات، اسلام میں ایسی اقوام اور افراد کی معذرتوں کو قبول کیا گیا ہے جہاں ایسی بات نہیں ہوتی اور نہ ان ناسازگار فضاؤں کو بدلنے کی کوئی منظم سعی یا کوشش کی جاتی ہے وہاں اسلام میں ان "معذرتوں" سے استفادہ کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی کیونکہ اب اسے معذرت سے نہیں بلکہ اسے تعبیر کیا جائے گا جس کے معنے ہوتے ہیں کہ ان سے سازگاری یا ہم آہنگی پیدا کر لی گئی ہے جو بجائے خود اسلام دشمنی ہے۔ ان جو افراد دیانتداری کے ساتھ اور پوری جدوجہد کوشش اور جرأت سے اس غلط نظام کو بدلنے کی کوشش میں بھی لگے ہوئے ہیں وہ اگر وقت کی تنگی کی وجہ سے اپنا سرمایہ اس میں جمع کراتے ہیں تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ معذور تصور کیے جائیں۔ اس صورت میں بھی جائز یہی ہو سکتا ہے کہ واقعۃً اگر کوئی مضطر سا بن گیا ہے تو بینک سے اپنا سود لے کر اس کو ٹھکانے لگا دینا چاہیے تو اس کے لیے گنجائش نکل سکتی ہے۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ (البقرہ) ورنہ حرام خوروں کے لیے یہ حرام چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ اب ہمارے لیے یہ اس سے مفید نہیں ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (البقرہ ع ۳۸) اس کو چھوڑنے میں ہمارا نقصان نہیں ہے بلکہ ان سے نہ وصول کرنا ہی ہماری ذمہ داری ہے اور بس اور جو لوگ اسلامی غیرت اور فریضہ کے احساس کے تحت ان کو بدلنے کے لیے مناسب تگ و دو کیے بغیر اپنے آپ کو معذور تصور کر رہے ہیں، یقین کیجئے وہ عنداللہ معذور نہیں ہوں گے بلکہ مجرمانہ نظام کے حامیوں کے ساتھ یہ بے غیرت اور کاہل لوگ بھی مجرم قرار پائیں گے، کیونکہ اللہ کے ہاں ایسے لوگ جانے پہچانے اور ظالم قرار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاتے ہیں۔ ذیل کی آیت میں انہی جیسے معذوروں کا ذکر ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (النساء ع ۱۴)

چونکہ وہ لوگ کفار کے نرغے کو معذرت تصور کر کے بیٹھ گئے تھے اور اس کے لیے آخری چارہ کار کی حد تک نکلنے کے لیے انہوں نے کوئی کوشش نہیں کی تھی اس لیے اللہ نے فرمایا تمہاری یہ معذرت مسموع نہیں ہے۔ یہی کیفیت آج کل ہماری ہے کہ خدا کی عطا کردہ نعمتوں کا دامن تھامنے میں تو ہم کوئی سستی نہیں کرتے لیکن اس سلسلے کی اپنی ذمہ داریوں اور تقاضوں سے ربط بھی نہیں رکھتے حالانکہ یہ ناجائز ہے۔ اعراض بالعصیان۔

اس سلسلے کی چند آیات اور احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

اگر کسی کو مال دیا ہے بطور قرض یا بطور امانت تو آپ صرف اس مال لینے کا حق رکھتے ہیں۔ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ (بقرہ ع ۳۸) تِلْكَ الْحُقُوقُ مُسْتَقِرَّةٌ كَانَتْ تُعْرَفُ فِي النَّاسِ مِنْ دَيْنٍ يَدَّعِي عَلَيْهِمْ ذَكَرَهُ أَبُو عُبَيْدٍ (کتاب الاموال لابن السلام ص...) زیادتی آپ سے بھی نہیں ہونی چاہیے، دوسروں سے بھی نہیں لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ (ایضاً) اس کی شکل یہ ہے کہ سود چھوڑ دیا جائے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا (ایضاً) سود مال عن العوض کو صرف وقت اور مہلت کے بدلے کا نام ہے، فرمایا اس کے بجائے اگر تنگی آگئی ہے تو اسے مزید مہلت دی جائے نہ یہ کہ مہلت کے عوض اس پر سوار ہونے کی کوشش کی جائے۔ وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ (ایضاً) صرف مہلت ہی نہیں اگر صدقہ کے قابل ہے تو صدقہ کر دیا جائے تو کیا ہی کہنے وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ (ایضاً) سود کے مال میں برکت نہیں ہوتی۔ انجام تباہی نکلتا ہے، اصل برکت خدا کی رضا جوئی میں ہے۔ وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ (الروم ع ۴)

خلاصہ یہ کہ بینک کا سود حرام ہے نہ اس لیے کہ اس میں سرمایہ جمع ہی نہ کرایا جائے بلکہ اس کو بدلنے کے لیے منظم کوشش کی جائے، اب اگر ضیاع کے اندیشے سے اس میں جمع کرانا پڑ گیا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ان پر یہ واضح کر دو کہ سود حرام ہے میں نہیں لوں گا الا یہ کہ کوئی مضطر بندہ سامنے آجائے اور وہ اس کو بچانے کے لئے دینا پڑے تاہم اسے ثواب تصور نہ کیا جائے تاکہ کسی بھی پہلو میں اس سے ذہنی ساز گاری اور مداہنت پیدا ہونے کا کوئی امکان نہ رہے۔ ہذا ما عندی، واللہ اعلم

(الاسلام لاہور جلد ۷ شمارہ ۴۲)

توضیح المفید بر فتاویٰ علماء حدیث۔ ہمارے المجاہدین کی کوششوں سے اور حکومت پاکستان کے صدر مملکت صدر ضیاء الحق کی جدوجہد سے اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی سودی کاروبار کی صنعت کو مضاربت اور شراکت کی صورت میں تبدیل کیا، لیکن ناسمجھ لوگ اس کو بھی سود سمجھتے ایسے لوگ اصل میں سود کی تعریف نہیں سمجھے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماویں۔ (سعیدی خانیوال)

استفسارات

بینک کا سود۔ چنیوٹ سے ایک دوست رقم فرماتے ہیں۔

مولانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اخبار اہل حدیث مورخہ ۸ جون ۱۹۹۱ء میں فتاویٰ کے تحت سوال نمبر ۱۰ میں کچھ شک سا ہے، وہ ور یہ سوال ہے کہ بینک کی نوکری جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا ہے کہ بینک کی نوکری میں اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ وہ ناجائز ہے کیونکہ بینک کا سارا کاروبار ہی سود پر مبنی ہوتا ہے اور حرام ہے وغیرہ۔

اب عرض ہے کہ (۱) اگر بینک کا کاروبار سارا سودی نہ ہوتا تو پھر کیا اس کی نوکری جائز ہوتی؟

(۲) حرام ہر حالت میں حرام ہے چاہے وہ تھوڑا ہو یا بہت! جیسے سور کا گوشت اگر سیر بھر حرام ہے تو ایک ماشہ بھی حرام ہے، شراب اگر بوتل بھر حرام ہے تو ایک قطرہ بھی حرام ہے

(۳) ڈاکخانہ کی ملازمت میں سود دیا جاتا ہے یا نہیں دیا جاتا؟ اور آپ جانتے ہیں کہ سود دینے والا، لینے والا، لکھنے والا، گواہ سب ایک ہی جرم کے مرتکب ہوتے ہیں، پھر کیا ڈاکخانہ کی نوکری بھی جائز ہوگی؟

(۴) اگر بینک کی نوکری حرام ہے، تو کیا بینک کے کسی ملازم کی زکوٰۃ، خیرات، صدقہ،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول ہوگا یا نہیں [illegible]

٭ جو ہندو تمام سودی کاروبار کرتے ہیں کیا ان کی نوکری بھی جائز ہوگی یا نہیں، اگر وہ اسٹیشن پر آئیں اور مسلمان قلی ان کا سامان اٹھا کر اجرت لیں تو وہ بھی جائز ہوگی یا نہیں؟

جواب: آپ نے ناحق بال کی کھال اتارنے کی کوشش کی ہے، جواب میں کہہ دیا گیا ہے کہ اس میں بعض نے اختلاف کیا ہے اور اختلاف والے ہی ہیں ایک آپ بھی ہیں۔ پھر کیا آپ چاہتے ہیں کہ سب آپ سے متفق ہو جائیں اور کوئی کسی مخالفت نہ رہے؟ یہ کیونکر ہو سکتا ہے جن کو اختلاف ہے اختلاف رہے گا آپ کے دلائل جانتے کے باوجود وہ اس سے اختلاف رکھتے ہیں، اور صحیح طور پر نیک نیتی سے اختلاف رکھتے ہیں۔ سنئے! اگر کوئی شخص بالواسطہ تجارتی کاروبار کرتا ہو اور سود بھی لیتا ہو تو اس کی ملازمت جائز ہوگی کیونکہ اس کے مکلف نہیں ہیں کہ یہ تحقیق کرتے پھریں کہ آپ کی تنخواہ کس شعبہ سے آئی [illegible] غالب حلال ہو، اس کی اجرت اور مزدوری جائز ہوگی۔ یہ ایک اصولی چیز ہے جس سے [illegible] تمام اشکالات کا جواب مل جاتا ہے، باقی رہا صدقہ خیرات کی قبولیت کا سوال سو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے [illegible] جب یہ معلوم ہو وہ قبول نہیں ہوتا [illegible] حکم بھی بدل جاتا ہے [illegible] سود تھا مگر جب اس کی تملیک میں آگیا تو اس کا حکم بدل گیا۔ اب وہ آپ کو بطور ہدیہ دے رہا ہے جو جائز ہے پس اسی حدیث [illegible] ہدیہ [illegible]

[illegible] سود [illegible]

سوال: بیان کیا جاتا ہے [illegible] جرم ہے قرآن نے اس جرم کے لیے [illegible] گناہ کس سے بچا جائے [illegible]

موجودہ دور میں سود کے بارہ میں کئی قسم کی مشکلات پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں، شاید اس سے عام مسلمان بد نصیبوں کا شکار ہیں حتیٰ کہ دیندار قسم کے لوگ بھی اب بے دھڑک سود کا لین دین کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

...رہے ہیں۔ وضاحت کے لیے تفصیل طور پر سود کی عام مروجہ صورتیں بیان کی گئی ہیں تاکہ عوام قرآن و حدیث کی روشنی میں حقیقت حال سے مطلع فرما دیں تاکہ اس جرم عظیم سے بچا جا سکے۔ واجزاک اللہ

جواب:۔ ہاں سود کے متعلق قرآن نے بڑی وعید و دھمکی سنائی ہے۔ حدیث میں سود کے ستر درجوں میں سے ادنیٰ کو ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر قرار دیا ہے۔ یہ حدیث سنن ابن ماجہ میں موجود ہے۔ مسلمان جو کچھ کر رہے ہیں وہ غیر مسلم اقوام کی نقالی میں کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان نصرت الٰہی اور عون خدا سے محروم ہو گئے ہیں۔

سوال:۔ ہر بینک ہر جمع شدہ رقم کو سودی قرضوں وغیرہ میں لگاتا ہے اس لیے کیا بینکوں میں روپیہ جمع کرانا جائز ہے؟

بینک میں روپیہ جمع کرنے کی تین عمومی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

پہلی عام صورت:۔ عموماً سب لوگ یہی صورت اختیار کرتے ہیں یعنی بینک میں روپیہ جمع کرانا اور اس کے ساتھ سود بھی وصول کرنا۔

دوسری صورت:۔ یہ ہو سکتی ہے کہ بینک والوں کو لکھ کر دے دیا جائے کہ ہمیں سود نہیں چاہیے اس لئے اصل کے ساتھ سود کا اندراج نہیں ہو گا۔ اگرچہ اس رقم کو بھی بینک بدستور سودی قرضوں میں لگائے گا۔

تیسری خاص صورت:۔ یہ ہو سکتی ہے کہ اپنے روپیہ کو بینک کی تجوری (لاکر LOCKER) میں رکھ دیا جائے۔ یہ تجوریاں (لاکر) بینکوں میں دستیاب ہیں۔ ان میں لوگ زیورات وغیرہ رکھتے ہیں۔ اپنی اپنی تجوری کا کرایہ بینک کو ادا کرنا پڑتا ہے؟

جواب:۔ قرآن و احادیث کی رو سے پہلی صورت جائز نہیں ہے کیونکہ اسلام نے غریبوں محتاجوں اور ضرورت مند لوگوں کو بلا سود قرض دینے کا حکم فرمایا ہے اور سود خوروں (خواہ امیر ہو یا غریب) کو لعنتی قرار دیا ہے۔ وجہ یہی ہے کہ بلا سود قرض ملنے کی صورت میں ایک غریب یا ایک چھوٹا کاروباری آدمی اللہ کے فضل سے بآسانی ترقی کر سکتا ہے۔ اس کے مقابلے میں سود ادا کرنے کی صورت میں مثلاً ایک آدمی دس ہزار روپے کا مقروض ماہانہ سود بھی ادا کرے، دوکان کا کرایہ و مکان کا کرایہ بھی برداشت کرے، نیز اپنے بال بچے بھی پالے، اس طرح اس کا دیوالیہ نکل جاتا ہے۔ ہمارے تجربہ میں ایسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئی افراد موجود ہیں کہ سودی قرض پر کاروبار کر کے سود کے تلے دب کر اپنی ملکیتی مکان سے بھی محروم ہو گئے ہیں۔ عوام الناس تو اپنی جگہ ہے، دنیا کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں بڑی بڑی خونخوار سرمایہ دار حکومتوں کے سود تلے دب کر دم توڑ رہی ہیں، چونکہ اسلام کی انگلی فطرت انسانی کی نبض پر ہے اسلام کے نازل کرنے والا عالم الغیب والشہادۃ کو علم ہے کہ یہ سود انسان کے لیے اور اس کی ترقی کو تباہ کرنے میں ناسور کی حیثیت رکھتا ہے، اس لیے اسے حرام قرار دیا ہے۔ سوال میں ذکر کردہ دوسری اور تیسری صورت جائز ہے مگر شرط کے ساتھ۔

سوال:۔ مندرجہ بالا تینوں صورتوں میں کون سی صورت جائز ہے؟

پریذیڈنٹ فنڈ کا مسئلہ

لازمی نہیں بلکہ خواہش مند ملازمین کی تنخواہ میں سے سوا چھ فیصد کٹوتی کی جاتی ہے پھر اتنی ہی رقم کمپنی یا محکمہ اپنی طرف سے (پنشن وغیرہ کے بدل میں) جمع کرتا رہتا ہے چونکہ محکمہ ملازم کی اس مجموعہ رقم کو اپنے تصرف میں رکھتا ہے (یا بینک میں جمع کراتا ہے) مگر ملازم کو ملازمت کے اختتام پر اور دوران ملازمت میں بھی ہر سال اس کی رقوم کا گوشوارہ پیش کیا جاتا ہے، مثلاً زید کو ایک سال پورا ہونے پر مندرجہ ذیل گوشوارہ پیش کیا گیا۔

زید کی تنخواہ میں سے پہلے سال (۱۲ ماہ) کی پریذیڈنٹ فنڈ کٹوتی کی رقم ۲۵۰ روپے محکمہ نے اپنی طرف سے پہلے سال (۱۲ ماہ) میں جو رقم زید کے فنڈ میں شامل کی ۲۵۰ روپے ایک سال کا سود جو کل رقم پانچ سو روپے پر زید کو ملے گا۔ ۲۰ روپے۔

اس وقت کل رقم جو زید کو واجب الادا ہو چکی ہے = ۵۲۰ روپے۔

(ایسا ہی گوشوارہ ہر سال ملتا ہے مگر رقوم کی ادائیگی ملازمت کے اختتام پر ہی ہوتی ہے)

جواب:۔ دوسرے سوال میں ذکر کردہ پہلی صورت ناجائز ہے، باقی دوسری اور تیسری صورت میں جمع کرنے والے نے سود سے انکار کیا ہے لہٰذا یہ دونوں صورتیں جائز ہیں، ان دو صورتوں میں سے بھی دوسری صورت تب جائز ہے کہ وہ آدمی روپے کی حفاظت کے معاملے میں مجبور ہو جائے اور چور ڈاکو کا خطرہ ہو ورنہ نہیں۔

سوال:۔ چونکہ اصلی رقم تو صرف ۲۵۰ زید کی ہی ہے جو کہ بانذریعہ بینک محکمہ میں جمع ہوتی رہتی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے کیا زید کو ہر سال اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟ اگر واجب ہوگی تو کتنی رقم پر ۲۵۰ پر یا ۵۰۰ پر ہے؟

مثلاً زید دس سال بعد جب ملازمت سے علیحدہ ہوا تو اسے یوں گوشوارہ پیش کیا گیا، زید کی دس سال کی پراویڈنٹ فنڈ میں تنخواہ کی کٹوتیوں کی کل رقم ۳۰۰۰۔

دس سال میں جو رقم محکمہ نے اپنے پاس سے زید کے فنڈ میں شامل کی ۳۰۰۰۔

دس سال میں محکمہ نے جو ۶۰۰۰ پر زید کو سود دیا: ۱۶۹۵ روپے۔

پراویڈنٹ فنڈ کے سلسلہ میں کل رقم جو زید اب محکمہ سے وصول کرے گا: ۷۶۹۵ روپے۔

جواب:۔ سود کے علاوہ جو زید کی اپنی ملکیتی رقم ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی جبکہ اس پر سال پورا ہو جائے اور رقم میں جو سود ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی کیونکہ یہ زید کی ملکیت نہیں ہے۔

(الحدیث لاہور جلد ۲ شمارہ ۲۲)

پراویڈنٹ فنڈ کا شرعی حکم

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ:

میں ایک سرکاری ملازم ہوں تنخواہ ۲۰۰/- روپیہ ماہوار ہے، ہر ماہ تنخواہ سے ۱۰/- روپے ماہانہ بغیر میری رضامندی سے گورنمنٹ کی طرف سے کاٹ لیے جاتے ہیں، کیونکہ حکومت نے (COMPULSARY G.P. FUND) یعنی ضروری ہر حالت میں کاٹنے کا حکم دے رکھا ہے، خواہ ملازم کی مرضی ہو یا نہ ہو۔ کاٹی ہوئی رقم کے اوپر حکومت کی طرف سے ۶/- روپے سالانہ سود دیا جاتا ہے تاہم یہ گنجائش بھی ہے کہ اگر کوئی سود نہ لینا چاہے تو نہ لے، لیکن اگر ملازم سود نہیں لے تو بھی رقم اس کو ریٹائرمنٹ پر ہی مل سکتی ہے، اس وقت تک حکومت اس کی رقم کو اپنے کاروبار میں استعمال کرتی رہے گی، اور ریٹائرمنٹ کے بعد اصل رقم جتنی اس کی جمع ہے وہی ملے گی اس وقت بندہ کا تقریباً ۱۹۰۰/- روپیہ حکومت نے کاٹ لیا ہے، جس پر تقریباً ۱۰۰/- روپیہ سالانہ سود بنتا ہے۔ میرے لئے سود لینے سے انکار کر دینا بہتر ہے، یا سود وصول کر کے کسی محتاج کو دینا بہتر ہے یا میرے اپنے لئے اس کا استعمال جائز ہے۔ اس وقت میں نے سود لینا چھوڑ رکھا ہے، لیکن اگر حکومت سے وصول کر کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی محتاج کو دینا بہتر ہے تو بند و حکومت سے وصول کر کے کسی محتاج کو دے دے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے۔ جو بہتر صورت ہے برائے مہربانی جواب دے کر مشکور فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

(نوٹ) حکومت خاص ضرورت کے وقت صرف ۳ ماہ کی تنخواہ کے برابر یا ۱۰۰۰ تک میں سے رقم دیتی ہے جس کی قسطیں مقرر کی جاتی ہیں اور بعد سود ان قسطوں میں کاٹ لیا جاتا ہے اور ماہوار قسط بھی ساتھ جاری رہتی ہے؟ (ڈاکٹر مختار احمد بھٹہ۔ راجہ جنگ ضلع لاہور)

جواب: جب یہ رقم جو کٹوتی پر سالانہ زائد ملائی جاتی ہے، سود ہے تو ایک مسلمان کے لئے اس اعتبار سے اس کا عدم وجود برابر ہے کہ اس زائد رقم کا اصل رقم سے کوئی تعلق ہے ہی نہیں، وہ اگر وصول کی جائے تو کس حیثیت سے وصول کی جائے اور کیا سمجھ کر وصول کی جائے؟ جہاں تک ربوا اور سود کا تعلق ہے، وہ قطعی حرام ہے، اس کا استعمال بھی جائز نہیں چہ جائیکہ اسے کسی محتاج کو دے کر ثواب کی امید رکھی جائے۔ صدقہ تو حلال اور پاکیزہ مال سے دینا چاہئے۔ حدیث شریف میں وارد ہے:۔

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ متفق علیہ عن أبي هريرة (مشکوٰۃ باب فضل الصدقۃ)

یعنی اللہ تعالیٰ پاکیزہ مال سے صدقہ قبول فرماتا ہے۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم۔

(اخبار الاعتصام لاہور جلد ۲۱ شمارہ نمبر ۱)

سوال: کیا زید کے لئے جنرل پراویڈنٹ فنڈ کے لئے کٹوتیاں کرانا جائز ہے جبکہ اس میں سود کا خدشہ ہے۔ بصورت دیگر ملازمت میں زید سود کے ۴۲۵ روپے سے ہی محروم نہ ہوتا بلکہ محکمہ کے شامل کردہ تین ہزار کے فائدے سے بھی محروم رہتا؟

اگر زید محکمہ کو تحریر کر دے دیتا ہے کہ مجھے سود نہیں چاہئے تو اس طرح اس کے فنڈ میں سود کا اندراج نہ ہوتا اور اسے چھ ہزار روپیہ مل جاتا ہے تو کیا یہ صورت صحیح ہے؟

اڑھائی فیصد شرکت کا مسئلہ

چند سال سے حکومت نے ملازمین کے لئے ایک نیا قانون "شرکت کھاتہ" کا بنایا ہے جس کی رو سے محکمہ خود بخود ہر سال اپنے سالانہ منافع کا اڑھائی فیصد حصہ ملازمین کے نام شرکت کھاتہ میں جمع کرتا رہتا ہے، یہ شرکت کھاتہ کی رقوم بھی پراویڈنٹ فنڈ کی طرح صرف ملازمت سے علیحدگی پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی ان مسلمی کا حصہ ہوا۔ اگرچہ شرکت کماد کی ساری رقوم محکمہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے مگر چونکہ ملازمین کے نام جمع ہوتی ہیں اس لئے ان میں سود بھی شامل ہو جاتا ہے۔

ایک خاص بات اس میں یہ کی گئی ہے کہ اصل شرکت کماد کی رقوم تو محفوظ کر لی گئی ہیں مگر ان پر لگایا گیا گزشتہ تین سال کا سود اب ادا کیا جا رہا ہے۔ شاید ہنگامی حالات کی وجہ سے گزشتہ سال بسال سود کے پیسے نہیں ملتے رہے خیال تھا کہ آئندہ سود کے پیسے تو ہر سال ملتے رہیں گے اگر شرکت کماد کی اصل رقوم بدستور جمع ہوتی رہیں گی اور ملازم کی ملازمت کے اختتام پر ہی ملے گی اس شرکت کماد کے گوشوارے کچھ اس قسم کے بنائے گئے ہیں۔

پہلے سال	دوسرے سال	تیسرے سال	کل رقم
۵۰۰	۹۵۰	۲۰۰	۱۶۵۰
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اڑھائی فیصد منافع کی نسبت سے محکمہ نے گزشتہ تین سال میں جو رقم زید کے نام اس کے شرکت کماد میں جمع کی ہوئی ہے ۱۶۵۰ ان رقوم پر سود کا اندراج جو تین سال میں ہوا [illegible] گزشتہ تین سال کے کل سود کے پیسے جو زید کو ادا کئے جا سکتے ہیں [illegible] روپے

جواب: اگر معلوم ہو جائے کہ محکمہ یہ کٹوتی سود کے مال سے دیتا ہے تو پھر قرآن و احادیث کی رو سے اس کا لینا قطعی ناجائز ہے، اگر اس قسم کا علم نہیں ہے تو پھر جائز ہے کیونکہ گورنمنٹ کے پاس یا محکمے کے پاس سارا مال سود کا نہیں ہوتا۔

سوال: ۱۔ اس شرکت کماد کی اصل رقوم جو اب تک ۱۶۵۰ روپے بنی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ اور ان رقوم پر لگائے گئے سود [illegible] روپے کا کیا حکم ہے، اگر یہ [illegible] روپے سودی ہے تو زید وصول کر چکا ہے تو اب کیا کرے؟ کیا محکمہ کو واپس کر سکتا ہے؟

سود خواری کا مسئلہ!

شاید غلط فہمیوں کی بنا پر سودی لین دین کرنے والوں کی عموماً مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

پہلی قسم: ایک گروہ کا تو یہ کہنا ہے کہ جو محکمہ یا بینک ہمارے پیسے سے فائدہ اٹھاتا ہے اس سے اپنی اصل رقوم کے علاوہ سود لینا بالکل جائز ہے اور اصل کی طرح حلال ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل یہ دیتے ہیں کہ سود حرام تو وہ ہوتا ہے جو کسی غریب سے اصل کے ساتھ طلب کیا جائے یا یہ کہتے ہیں اگر سود کو ایسا ہی حرام قرار دے دیا جائے تو پھر دنیا کا کام ہی نہیں چل سکتا، کیونکہ اکثر کارخانے سودی قرضوں سے چلائے جاتے ہیں، اور تقریباً سب ادارے بینکوں کے ذریعہ ہی سے لین دین کرتے ہیں۔

جواب:۔ ٹھیک اس کا طریقہ یہی ہے کہ رقم کو واپس محکمے کے حوالے کیا جائے۔

سوال:۔ اس گروہ کا سود کو حلال جاننا کیسا ہے، اور ان کے یہ دلائل شریعت کے حکم کے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہیں؟

دوسری قسم:۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اصل کے ساتھ سود کے پیسے ضرور لے لینے چاہئیں تاکہ ان سود کے پیسوں کو بغیر ثواب کی نیت کے کسی کارِ خیر میں لگایا جا سکے، مثلاً کسی غریب قرضدار یا بیمار و تنگدست کی مدد کر دینا، یا رفاہِ عامہ کے کام جیسے گلی بنوانا اور سڑک مرمت کرانا یا کسی مسجد کے استنجا خانے، نالیاں وغیرہ بنا دینا وغیرہ وغیرہ۔

جواب:۔ ان لوگوں کے دلائل صحیح نہیں ہیں، کیونکہ قرآن نے سود کو علی الاطلاق حرام قرار دیا ہے، کسی کے مال کو ناحق لے کر رفاہِ عامہ کا کام کرنے کی شریعت نے اجازت نہیں دی، ان کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ سود غرباء سے لینا حرام ہے، اغنیاء سے جائز ہے کیونکہ یہ فرق شریعت نے قائم نہیں کیا اس لیے تو سود کو حلال کرنے کا چور دروازہ کھلتا ہے جس کو شریعت بند کرتی ہے، شریعت کا منشاء یہ ہے کہ ضرورت مند کو بغیر سود کے رقم ملے اور اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد واپس کر دے، قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن کے پاس فالتو مال ہے اس سے دوسروں کو فائدہ پہنچا کر اللہ سے اجر پانا چاہیے اس کے مقابلے میں سرمایہ دارانہ نظام اور سوشلسٹ نظام دونوں اپنی جگہ خود غرض ہیں، لوگوں کو چند پیسے کا لالچ دے کر روپے جمع کر کے اپنا الو سیدھا کرتے ہیں، اور آپس میں مفت تعاون کا سلسلہ بند کر دیتے ہیں۔

سوال:۔ کیا دوسری قسم کے لوگ جو سود کی رقم کو مزید وصول کر کے کارِ خیر میں لگانے کو بہتر سمجھتے ہیں، کیا ایسے لوگ پہلے گروہ سے زیادہ مجرم نہیں ہیں، یا کہ ان کا یہ خیال صحیح ہے؟

تیسری قسم:۔ چند صاحبان کا یہ خیال ہے کہ بینک یا محکمہ والوں کو یہ لکھ کر دے دینا چاہیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر ہمیں سود نہیں چاہئے اس طرح ان کی اصل رقم کے ساتھ سود کا اندراج نہیں ہوگا البتہ اگر ادارہ یا بنیک ازلوی بطور پیشہ ور لگ بھی جائے تو اسے وصول نہیں کرنا چاہئے، حتیٰ کہ اگر وصول کیا جا چکا ہے تو بھی اسے واپس کر دینا چاہئے اگر خود اندراج سود کے پیسے ہٹانے کے لئے بنیک یا محکمے کے تعاون کی ضرورت ہو یا جو چاہئے کوئی ملازم ہو کلرک کہا جائے؟

جواب:۔ بہرحال جو لوگ سود کو حلال سمجھتے ہیں وہ تو بالاتفاق کافر ہیں اور جو لوگ اس کو حرام سمجھتے ہیں اور پھر بھی اس کا ارتکاب بھی کرتے ہیں وہ بالاتفاق فاسق اور مجرم ہیں۔

سوال:۔ کیا یہ تیسری قسم کے صاحبان کا خیال صحیح ہے یا کہ اندراج شدہ سودی رقم کو وصول کر کے ضائع ہی کر دینا زیادہ مناسب ہے؟

جواب:۔ لے کر ضائع کرنے کی بجائے لینے سے انکار کرنا درست ہے، اگر کسی کے کہا جانے کا اندیشہ ہو تو بنیک والے انچارج کو لکھ دینا چاہئے کہ میں یہ سود وصول نہیں کروں گا۔

(اہلحدیث لاہور جلد ۳ شمارہ ۱۳)

باب المضاربت

(حسب ایماء مولانا عبدالسلام [illegible] فیصل آبادی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ مولوی عبدالرحمن کا امامیہ کالونی شاہدرہ میں ایک بیٹھک ہے جس میں وہ اکیلے دن رات رہتے ہیں لیکن ان کا کنبہ لاہور وسن پورہ میں مقیم ہے۔ وسن پورہ میں مولوی ابوبکر صدیق نے بیٹھک میں حصہ حاصل کرنے کی خواہش کی اور پانچ ہزار روپیہ برائے مضاربت دے دیا۔

بعد ازاں مولوی ابوبکر صاحب کے طے کرنے پر خود یہ خیال تھا کہ ایک ہزار روپیہ مزید ترسیل کیا جائے چنانچہ اس نے ۱۷ جنوری ۱۹۷۰ء کو ساڑھے آٹھ صد روپیہ مولوی عبدالرحمان کا بیٹا نجیب الرحمن کے گھر پہنچا دیا ہے تو مسلح ڈاکو اسی رات مولوی عبدالرحمن کے گھر ڈاکہ ڈالتے ہیں [illegible] بیوی کو جان سے مار دینے کی دھمکی دیتے ہیں بیوی نے [illegible] دے کر جان چھڑائی شبہ یہ بھی ہے کہ وہ ڈاکو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس واقعہ کو معلوم کر کے مولوی ابوبکر نے مزید ڈیڑھ سو روپیہ کسی آدمی کے ہاتھ بھیجا اور ساتھ ہی یہ رقعہ تحریر کیا۔ بسم اللہ! محترمی مولوی عبدالرحمٰن گیلانی زید مجدہ السلام علیکم مزاج شریف! قبل ازیں مبلغ ساڑھے آٹھ سو روپیہ بھیج چکا ہوں۔ اب مزید ڈیڑھ سو روپیہ بھیج رہا ہوں۔ اب یہ کل رقم ایک ہزار روپیہ ہو گیا، اس رقم کو بھی پانچ ہزار میں شامل فرمالیں اب آپ کے پاس کل چھ ہزار روپے ہو گئے۔

(آپ کا مخلص ابوبکر صدیق ۲۳)

جو شخص مولوی عبدالرحمٰن کو حادثے کی اطلاع دینے گیا وہی یہ رقعہ اور ڈیڑھ سو روپیہ لے گیا، اب یہ رقم جو مولوی عبدالرحمٰن کے مشورہ اور علم کے بغیر از خود مولوی ابوبکر نے بھیجی وہ مولوی عبدالرحمٰن تک پہنچنے سے پہلے ہی ڈکیتی کا شکار ہو گئی، بلکہ کچھ اور بھی سے زیادہ ہو سکتا ہے کہ وہ ڈکیتی کی بنیاد بھی بن گیا یہ رقم مولوی عبدالرحمٰن کو واپس کرنا آتی ہے؟ بینوا توجروا۔

(السائل عبدالصمد محمد اسلم گیلانی کوٹ محمد خان ضلع شیخوپورہ)

الجواب بعون الوہاب: عبارت سوال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساڑھے آٹھ سو روپیہ جو پہلی مضاربت کے انعقاد کے بعد مولوی ابوبکر صاحب نے بھیجا ہے وہ روپیہ نہ تو مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی طلب پر بھیجا ہے اور نہ ہی مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے خود یا ان کے وکیل نے قبضہ کیا ہے اس لئے یہ روپیہ مولوی عبدالرحمٰن کی ذمہ داری میں نہیں آیا، یہ روپیہ مضاربت کے راس المال میں اس وقت شمار ہوتا جب مولوی عبدالرحمٰن صاحب اسے اس کام کے لئے قبول کر لیتا۔ ان حالات میں یہ روپیہ قابض کے پاس بطور امانت تھا جس کے ضائع ہونے پر قابض پر کسی قسم کی تاوان واجب نہیں۔

(سلطان محمود شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

دار الحرب میں سود

از مولانا عبدالسلام دہلوی

سوال: دار الحرب میں سود لینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا، ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام؟

جواب: سود لینا دینا مسلمان وغیرہ کے لئے ہر جگہ حرام ہے خواہ دار الاسلام ہو یا دار الحرب ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ (البقرۃ پ ۳ ع ۴۰) جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (اپنی قبروں سے) اس طرح نہ اٹھیں گے جیسے وہ شخص اٹھتا ہے جس کو آسیب نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو یہ اس لیے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ کسی چیز کا بیچنا بھی سود کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے بیع (سوداگری) کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ اور فرمایا:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (البقرۃ پ ۳ ع ۲۸) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے ذمہ باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان دار ہو۔ اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ اور رسول سے جنگ کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(آل عمران پ ۴ ع ۱۴) اے ایمان والو سود در سود دگنا چوگنا مت کھاؤ۔ اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔

یہ تینوں آیات کریمہ مطلق اور عام ہیں کسی خاص جگہ کے لئے مخصوص نہیں ہیں لہٰذا ہر جگہ سود لینا دینا حرام ہے خواہ دار الحرب ہو یا دار الاسلام ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے بھی تعمیم معلوم ہوتی ہے۔ اور بعض الناس جو دار الحرب میں سود لینے کے جواز میں حدیث لا ربٰو بین المسلم والحربی فی دار الحرب پیش کرتے ہیں وہ صحیح متصل نہیں ہے۔ (مزید تفصیل ہدایہ کی تخریج کی احادیث الہدایہ میں ہے) لہٰذا نصوص قرآنیہ قطعیہ کے مقابل حدیث ظنی ضعیف مرسل کسی طرح قابل حجت نہیں ہے جیسا نور الانوار حسامی اور توضیح تلویح وغیرہ میں اس کی تشریح موجود ہے کہ خبر واحد ظنی اور حدیث ضعیف مرسل سے کتاب اللہ تخصیص نہیں کر سکتے۔

(ب) فقہاء حنفیہ کے نزدیک دار الاسلام کی یہ تعریف ہے کہ جس جگہ آزادی سے قرآن مجید کی تلاوت اور وعظ و نصیحت کر سکتے ہوں اور پنج وقتہ نماز جمعہ کی نماز اور عیدین کی نماز وغیرہ ادا کر سکتے ہوں، چنانچہ تنویر الابصار اور الدر المختار، و فصول عمادی و طحطاوی وغیرہ میں ہے کہ تصیر دار الحرب دار الاسلام باجراء احکام اہل الاسلام کجمعۃ و عید۔ اسلامی احکام نماز جمعہ عید وغیرہ کے جاری کرنے سے دار الحرب دار الاسلام ہو جاتا ہے۔ ہندوستان میں پانچوں نمازیں با جماعت علاوہ جمعہ و عیدین کی نماز اسلامی شان سے مسلمان ادا کرتے ہیں وعظ و نصیحت بھی کرتے ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت بھی کرتے ہیں آپ ہی فیصلہ کر لیں کہ ہندوستان کیا ہے؟

فالله اعلم بالصواب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از: علامہ عزیز زبیدی۔ واربرٹن

مروجہ دلالی اور آڑھت کی شرعی حیثیت

ایک استفتاء اور اس کا جواب

(جہانیاں سے مولانا عبدالسلام اور مولانا حافظ عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں کہ

(۱) ہمارے ملک میں دلالی کا جو نظام رائج ہے با اجرت یا بلا اجرت وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا آڑھتی بھی اسی ضمن میں آتے ہیں یا نہیں؟ (ملخصاً)

الجواب

دلالی: احناف کا خیال ہے کہ لوگ اس کے ضرورت مند ہیں لہٰذا جائز ہے۔ اجرت پر ہو تو وہ متعین ہونی چاہیے!

سئل عن محمد بن سلمة عن اجرة السمسار فقال ارجو انه لا باس به وان كان فى الاصل فاسدا لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز فجوزه لحاجة الناس اليه كدخول الحمام (رد المحتار ج ۵ ص ۳۱)

اگر فقہاء کا یہ اصول تسلیم کر لیا جائے تو پھر دورِ حاضر میں شاید ہی کوئی بات ممنوع رہ جائے۔ کیونکہ اکثر منہیات عام بھی ہیں اور لوگ ان کے ضرورت مند بھی جیسے سودی کاروبار۔

امام نووی نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کا جو قول نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سامنے لوگوں کی ضرورت نہیں بلکہ اصل جذبہ "الدین النصیحۃ" ہے اجرت پر ہو یا بلا اجرت۔

وقال عطاء ومجاهد وابو حنيفة يجوز بيع الحاضر للبادى مطلقا لحديث "الدين النصيحة" (شرح مسلم ص ۲ کتاب البیوع) اھ

وبهذا التفت فى جوازه ابو حنيفة (بداية المجتهد ص ۱۳۶)

(ب) اگر وہ دلالی بلا معاوضہ ہو تو امام بخاری کے نزدیک بھی جائز ہے کیونکہ یہ بات "الدین النصیحۃ" کے تحت آجاتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال ابن المنیر وغیرہ حمل المصنف النہی (انہ یبیع حاضر لباد) عن بیع الحاضر للبادی علی معنی خاص وهو البیع بالاجر اخذا من تفسیر ابن عباس وقوی ذلک بعموم احادیث الدین النصیحة (فتح الباری ص ۲۴۳)

امام بخاری کی تبویب سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

باب هل یبیع حاضر لباد بغیر اجر وهل یعینه او ینصحه وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا استنصح احدکم اخاہ فلینصح له ورخص فیه عطاء (صحیح بخاری کتاب البیوع ص ۲۸۹)

لیکن کتاب الاجارۃ، باب اجر السمسرۃ ص ۳۰۳ میں دلالی کی اجرت کو جائز قرار دیا ہے، قال عطاء ولم یر ابن سیرین وعطاء وابراہیم والحسن باجر السمسار باسا الخ

معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری کے نزدیک یہ معروف "دلال" ہے وہ دلالی نہیں جو لا یبیع حاضر لباد میں ہے، اصل میں یہ ایک تکلف ہے جو عموم حدیث کے خلاف ہے۔

شوافع کا نظریہ ہے کہ عام ضرورت کی شے کوئی اجنبی و دیہاتی لے کر آتا ہے شہری اسے کہتا ہے کہ اسے میرے پاس چھوڑ جائیں، بتدریج اسے گراں قیمت پر بیچ کر دوں گا۔

قال اصحابنا المراد به (ای بتحریم بیع الحاضر للبادی) ان یقدم غریب من البادیة بمتاع تعم الحاجة الیه لیبیعه بسعر یومه فیقول له البلدی اترکه عندی لابیعه علی التدریج باغلی (نووی شرح مسلم ص ۲)

صحیح یہ ہے کہ بطور پیشہ جیسا کہ یہ نظام دلالی رائج ہو گیا ہے، جائز نہیں ہے۔ حضور کا ارشاد ہے

لا یبیع حاضر لباد (مسلم و بخاری وغیرہ)

کوئی شہری دیہاتی کے لیے دلالی نہ کرے۔ [illegible]

حضرت ابن عباس سے کہا گیا کہ "حاضر لباد" کا کیا مطلب ہے [illegible] اس کی دلالی کرے۔

(فقلت لابن عباس ما قوله حاضر لباد؟ قال لا یکون له سمسارا (مسلم ص ۴، بخاری ص ۲۸۸))

امام بخاری اور دوسرے جن آئمہ کے نزدیک اس سے مراد با اجرت دلالی [illegible]

وہ روایت ہے جس کے تحت [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاذا استنصح الرجل فلينصح له رواه احمد من طريق عطاء بن السائب والبيهقي من طريق ابي الزبير لكن العطاء مختلط وابا الزبير مدلس) گو علی الانفراد یہ روایات متکلم فیہ ہیں تاہم بالکلیہ بیکار بھی نہیں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس سے دلالی مراد لینا محل نظر ہے، صرف یہ کہ وہ اسے مناسب معلومات مہیا کر دیتا ہے تو کر سکتا ہے۔ اس کا قرینہ وہ روایت ہے جس میں آیا ہے کہ گو وہ باپ یا بھائی کیوں نہ ہو۔

وان كان اباه او اخاه (رواه ابوداؤد والنسائي) وان كان اخاه لابيه وامه (بخاري و مسلم عن انس)

ظاہر ہے کہ اگر باپ یا بھائی یا ماں جایا باپ کی طرف سے سگا بھائی ہو تو وہاں معاوضہ کی بات تو نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود فرمایا، اس کی دلالی نہ کی جائے۔

محرک: اس کی اصل وجہ خود حدیث میں مذکور ہے کہ اجارہ داری کا خاتمہ ہو اور آزادانہ خرید و فروخت ہو تاکہ مخلوق خدا کو آسانی سے روزی میسر ہو۔

لا يبيع حاضر لباد دعوا الناس يرزق الله بعضهم من بعض (مسلم منتقی)

اگر صاحب مال اپنا مال لے کر خود گاہک سے معاملہ کرے تو بھاؤ اور نرخ میں جو گرانی راہ پا جاتی ہے اس کا یقیناً سدباب ہو جائے۔ قال السندی:

وذلك يتضمن المنافع في حق العامة فانه لو ترك البادي لكان عادة يبيعه رخيصا (حاشیہ نسائی ص ۲۱۲)

جب بدو بیاتی اپنے اپنے گھروں میں گندم، باغ اور دوسرا مال خود بیچ سکتا ہے تو شہر میں جا کر ان کو کیا ہو جاتا ہے، زیادہ سے زیادہ چند دن کی ناتجربہ کاری کا سوال ہے، اور وہ خود گھروں میں بھی بعد واقفیت کر لی جاتی ہے۔

دوسرا اس کا سبب "نجش" (ایک دوسرے سے بڑھ کر بولی دینا) ہے وہ بیع پیچ مسابقت کا نتیجہ ہو یا صرف فریب کا، بہرحال یہ دونوں "دلالی" کی زمین سے ابھرتے ہیں اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے بھی روکا ہے فرمایا:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن النجش (مسلم ص۲ بخاری ص۲۸۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحث کے یعنی ہو یعنی یہ جتنی بولی دینا بھی مراد لی جائے اگر کیا دوسری حدیث ہے جس کی مطابقت اور
بیع حاضر کی بولی بیچنے سے منع آگئی ہے کہ وہ صرف لینے کے لیے بولی ہو جیسے کہ حضور نے فرمایا:

لا یبیع بعضکم علی بیع اخیه حتی یبتاع او یذر (نسائی ج۲ ص۲۱۵)

ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر "دلالی" کی صورت درمیان سے نکل جائے تو یقیناً اشیاء اس قدر گراں نہ ہوں۔

ہاں بعض صورتیں مستثنیٰ ہیں جیسا کہ مسجد وغیرہ میں جہاں اس سے غرض خصوصی اعانت ہو تو اس کے لیے کوئی شخص بولی پر بولی بھی دے سکتا ہے اور کوئی اس کی دلالی بھی کر سکتا ہے کیونکہ یہاں پر مقصود کار ثواب ہے بیچنے والے کا حق نہیں ہو گیا ہے۔

عن جابر بن عبد الله ان رجلا اعتق غلاما له عن دبر فاحتاج فاخذه النبي صلى الله عليه وسلم فقال من يشتريه مني فاشتراه نعيم بن عبد الله بكذا وكذا فدفعه اليه (بخاری ص۲۸۶)

وقال الحافظ: ورد في البيع من يزيد حديث انس انه صلى الله تعالى عليه وسلم باع حلسا وقدحا وقال من يشتري هذا الحلس والقدح فقال رجل اخذتهما بدرهم فقال من يزيد على درهم فاعطاه رجل درهمين فباعهما منه اخرجه احمد واصحاب السنن مطولا ومختصرا واللفظ للترمذي وقال حسن (فتح الباری ج۴ ص۳۶۲)

بہرحال اس سسٹم کے قطعاً خلاف نہیں ہیں بلکہ بالاجمال جیسا کہ ہم نے کہا ہے یہی بات قرین حکمت نظر آتی ہے کہ خرید و فروخت کے سلسلے میں جو دلال رہا کرتے ہیں وہ ان کی تعبیر اچھی نہیں سمجھا جاتا تھا جیسے کہ حضور نے "سمسار" (دلال) کے نام کو بدل دیا تھا کیونکہ اسے نیک شہرت حاصل نہیں ہے۔

آڑھتی

آڑھتی اگر جنس خود خریدتا اور آگے بیچتا ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں، ہاں اگر "دلالی" کا پیشہ ہے تو یہ صورت صرف اسی حد تک جائز ہے خواہ وہ کمیشن کے نام پر لیں یا چونگی کے نام پر سب دلالی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں صورتوں میں ہمارے بعض اہل حدیث علماء کے نزدیک یہ دلالی جائز ہے۔ (مثلاً مولانا شرف الدین ؒ نے بعض صورتوں میں ان سے اختلاف کیا ہے۔ (باقی جماعت اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے نزدیک بھی "دلالی" کی کسی حد تک گنجائش ہے۔ (ملاحظہ ہو رسائل و مسائل) مگر تسامح سے خالی نہیں ہے۔ حضرت امام شوکانی ؒ کے نزدیک دلالی شرعاً ممنوع ہے خواہ اس کی کوئی صورت ہو۔ وقال:

(أ) احاديث الباب تدل على انه لا يجوز للحاضر ان يبيع للبادي من غير فرق بين ان يكون البادي قريبا له او اجنبيا وسواء كان في زمن الغلاء اولا وسواء كان يحتاج اليه اهل البلد ام لا وسواء باعه له على التدريج ام دفعة واحدة۔ (نيل الاوطار ص ۱۶۰ ج ۵)

پھر اسی سلسلے کی تخصیصات کا ذکر کرتے ہوئے امام ابن دقیق العید کا قول نقل کر کے تفصیل سے جواب دیا ہے۔

لكنه لا يطمئن الخاطر الى التخصيص به مطلقا فالبقاء على ظواهر النصوص هو الاولى فيكون بيع الحاضر للبادي محرما على العموم وسواء كان باجرة ام لا وروي عن البخاري انه حمل النهي على البيع باجرة لا بغير اجرة فانه من باب النصيحة ويجاب عمن يتمسك باحاديث النصيحة بانها عامة مخصصة باحاديث الباب وعن القياس بانه فاسد الاعتبار لمصادمة النص على ان احاديث الباب اخص من الادلة القاضية بجواز التوكيل مطلقا فيبنى العام على الخاص كما علم وانه كما لا يجوز ان يبيع الحاضر للبادي كذلك لا يجوز ان يشتري له هذا ما عندي والله اعلم وعلمه اتم۔ (نيل الاوطار ص ۱۶۱)

(الحدیث لاہور جلد ۷ شمارہ ۳۲)

باب الرخصت

سوال: بعض افراد سبزی منڈی میں کمیشن لیتے ہیں کیا وہ اجرت لے کر خرید و فروخت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(آڑھت) پھر دو فریقین بائع و مشتری سے مقرر کر سکتا ہے۔

جواب:۔ منڈیوں میں دو طرح کی اجرت ہوتی ہے ایک زمین کی ملکیت کی بنا پر لی جاتی، دوسری دو شخصوں کے درمیان سودا بنانے پر۔ پہلی شکل کی قسم سے ہے جیسے کوئی شئی کرایہ پر دیدے اس کے جواز میں تو کوئی شبہ نہیں۔ دوسری دلالی ہے یہ بھی احادیث سے ثابت ہے

پہلی تو ہر صورت میں لے سکتا ہے کیونکہ وہ زمین کا کرایہ ہے۔ دوسری اگر دو شخصوں کا سودا بنائے تو لے ورنہ نہ لے۔ کیونکہ وہ محنت کا عوض ہے۔ اگر بائع و مشتری اتفاقیہ آپ ہی آپ سودا کر لیں یا وہ دلال نہ بنانا چاہیں تو یہ ان کو مجبور نہ کرے۔

(حضرت العلام حافظ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ روپڑی) (تنظیم اہل حدیث لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الحدیث مولانا ابو البرکات احمد صاحب مدرس جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ

(تصدیق: حضرت مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی)

حضرت الاستاذ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسئلہ گروی کی جو مختلف صورتیں ہیں، ان کی وضاحت فرمائیں۔ اور یہ کن کن چیزوں میں ہو سکتی ہے، اور کن کن میں نہیں، نیز جسے پنجابی زبان میں گہنا کہتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے بعض اسے رہن میں شمار کرتے ہیں، اور بعض سود میں براہ کرم وضاحت سے اس مسئلہ کے مالہ و ما علیہ پر تفصیلی بحث فرمائیں۔

جواب:۔ رہن (گروی) رکھنا دراصل قرض کی حفاظت کے لیے ہے چنانچہ علماء اسلام رہن (گروی) کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ جعل مال وثیقۃ علی دین۔ یعنی کسی کے قرض پر کسی مال کو وثوق و حفاظت کا ذمہ دار بنانا۔ جس طرح کوئی قرض لیتے وقت کسی کو ضامن اور کفیل بناتا ہے اسی طرح گروی کی صورت میں منقول یا غیر منقول مال (جائیداد) کو ضامن و کفیل بنا لیتے ہیں۔ رہن کا مقصد نفع یا سود حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ صرف قرض کی حفاظت مقصد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے جیسا کہ وثیقہ لکھتے ہیں منفعت ہوتا ہے لہٰذا غیر منقولہ جائیداد کا مثلاً مکان دکان اور زمین وغیرہ کا کرایہ خود مالک ہی لے گا اور جب قرض دینے والے کے لئے حرام ہے جیسا کہ آج کل اکثر لوگ کرتے ہیں۔ اسی طرح رہن والے مال کو خرچ کر دینا بھی حرام اور ناجائز ہے یہ بھی حرام ہے مثلاً ایک شخص نے ایک ہزار کی رقم قرض لی ہے۔ اور ڈیڑھ ہزار روپیہ کا مال رہن رکھا ہے، اور شرط یہ تھی کہ وقت مقررہ پر ادا نہ کرنے کی صورت میں اس سے رقم وصول کر لیں۔ اگر قرض لینے والا وقت مقررہ پر شرط کے مطابق ادا نہ کرے گا تو ڈیڑھ ہزار کی دولت کو ضبط کر لیا جائے گا۔ یہ ناجائز صورت ہے۔

جس صورت میں قرض کی ادائیگی یا لینے کا اگر وقت مقررہ پر ادا نہ کر سکا اور رقم لینے والے کے پاس مہلت دینے کی گنجائش بھی نہیں ہے۔ تو وہ جائیداد کو فروخت کر کے اپنی رقم ایک ہزار وصول کر لیں اور باقی رقم مالک کو واپس کر دیں یہ فروخت کرنا بھی شرط کی صورت میں جائز ہے، ورنہ نہیں۔ اور بس۔

اگر رہن (گرو) والا مال منقولہ ہو مثلاً گھوڑا، اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری وغیرہ ایسی صورت میں اگر گرو لینے والا اس کے چارہ وغیرہ کے اخراجات برداشت کرتا ہو تو پھر اس کے عوض میں اس پر سوار ہونا یا دودھ وغیرہ سے فائدہ اٹھا لینا جائز ہے۔ اکثر فقہا کا مذہب یہ ہے کہ کسی طرح کا فائدہ اٹھانا بھی جائز نہیں ہے اور حدیث کی تاویل کرتے ہیں۔ حدیث سے ظاہر یہی ہے کہ چارہ وغیرہ کے عوض میں اس سے استفادہ جائز ہے۔ علماء محققین کا ایک گروہ اس طرف گیا ہے۔ اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کی تائید میں حدیث موجود ہے۔ (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور جلد ۲۲ شمارہ ۲۸)

سوال: کمیشن پر تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔ کیونکہ کمیشن ایک قسم کی مزدوری ہے۔ بشرطیکہ سود کے کاروبار کو کمیشن پر اختیار نہ کیا جائے۔

سوال: ایک تاجر کا دعویٰ ہے کہ اپنی چیز یعنی ایک روپے کی چیز کو دو یا تین روپے میں ہم فروخت کریں گے جس کا دل چاہے لے یا نہ لے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ بازار میں کسی چیز کا نرخ اگر دو آنے سیر ہے اور ہم دس آنے سیر بیچیں تو شریعت کی گرفت نہیں۔ تو کیا اس کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا غلط؟

جواب: تجارت یعنی خرید و فروخت میں بیچنے والے کو اپنی چیز کی قیمت جتنی چاہے مانگ سکتا ہے خریدار کو منظور ہے تو لے ورنہ اختیار ہے۔ لیکن مقررہ وزن یا مقدار میں کمی نہیں کرنا چاہیے۔ البتہ جن چیزوں کا نرخ سرکاری طور پر مقرر ہو چکا ہے تو اس کی پابندی کرنی بھی ضروری ہے۔ (مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ) (الاعتصام جلد ۱۲ شمارہ ۲)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ سودی (بینکاری) کا روبار کرنے والا شخص جماعت اہل حدیث کا رکن یا عہدہ دار ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ایسا شخص رکن ہے تو اس کو سودی کاروبار سے توبہ کرنی چاہیے اور جماعت کو چاہیے کہ ایسے عہدیدار کو عہدہ سے علیحدہ کر دے۔ (حافظ محمد گوندلوی مرحوم)

(الاعتصام جلد ۲ شمارہ ۳۱ ص ۲۲)

سوال: حکومت بعض شعبوں کے ملازمین کی تنخواہ پر کچھ روپیہ ماہوار کے حساب سے خود کاٹ کر اپنے پاس جمع کر دیتی ہے اور اس پر لازماً سود بھی لگائی جاتی ہے آخر ملازمت سے ریٹائر ہونے پر ملازم کو اصل رقم مع سود کے دے دی جاتی ہے کیا یہ سب کچھ جائز ہے؟

(مبارز عبدالحمید راولپنڈی)

جواب: ملازم سرکار سے سب کچھ وصول کرے، بعد میں زیادتی سے اپنی اصل رقم اور سرکار کا عطیہ الگ کرے، یہ حلال ہے اور آمدنی میں جس قدر سود ملا ہے اول تو بڑا اور اگر سود کی رقم شمار کرتے ہیں یہ سود کی رقم حرام ہے، اس کا تاوان یہ ہے کہ اسے کسی جنگلی جانوروں کو کھلا دے، یا کسی دوسرے سود کے چکر میں پھنسے شخص کو دے دے تاکہ اس کے صرف سود کے بوجھ کو اتار دے یا کسی بے حد غریب کو جس پر مقررہ حد تک کھانا دولت لینے والے بھی نہیں ہاں اگر ابتدا کسی صورت سرکار ہی سے سود نہ لے تو سب سے بہتر ہے، مگر سرکار دیتی ضرور ہے، اور یہی لازمی معیشت ہے۔

(اہلحدیث دہلی جلد ۱۵ شمارہ ...)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: (۱) کوئی آدمی بینک کی معرفت ٹریکٹر خریدتا ہے، نقد پندرہ ہزار لیکن سود لگا کر اٹھارہ ہزار روپے میں دیتا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟

۲۔ کوئی آدمی ایک چیز نقد سو روپے میں دیتا ہے۔ لیکن جب ادھار دیتا ہے تو دو سو روپے میں دیتا ہے۔ جیسے آج کل ٹریکٹر یا ٹرک وغیرہ کی خرید ہوتی ہے نقد کی قیمت کم لیکن قسطوں پر زیادہ؟

۳۔ کسی آدمی کے ذمے سودی قرضہ ہے دوسرا آدمی اپنے وصول کا سود لے کر اسے دے سکتا ہے یا نہیں؟ یا ویسے کوئی آدمی مقروض ہے اسے بھی دے سکتے ہیں یا کہ نہیں؟

۴۔ کوئی آدمی بینک میں پیسے رکھتا ہے تو اس کی دو قسمیں ہیں، ایک حساب میں تو رقم والے سے کچھ لیتے ہیں۔ دوسرے حساب میں رقم والے کو کچھ دیتے ہیں۔ اب یہ سود اگر کوئی لے تو اسے کہاں خرچ کر سکتا ہے۔ کیا کسی محتاج کو یا مقروض کو دے سکتا ہے یا نہیں؟

(عبداللطیف جڑانوالہ۔ فیصل آباد)

جواب: (۱) قرآن مجید اور حدیث کی رو سے یہ ناجائز ہے۔

۲۔ قرآن کی رو سے یہ جائز ہے۔ کیونکہ قرآن میں ہے۔ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا

اللہ تعالیٰ نے بیع (لین دین کو بطور تجارت) کو حلال کیا اور سود کو حرام کر دیا ہے، یہ تو بیع کی صورت ہے، سود کی تعریف میں اس قسم کی بیع شامل نہیں ہے۔

۳۔ لعن اللہ آکل الربٰو وموکلہ ... آیت سود کے تحت یہ دونوں کام حرام ہیں۔

۴۔ اس قسم کی رقم لینا سود لینے میں شامل ہے۔ کہیں قرآن و حدیث میں نہیں آیا کہ محتاج آدمی کے لیے سود کی رقم جائز ہے۔ لہٰذا اس قسم کی رقم قبول کرنا نہیں چاہیے۔ حدیث میں یہ بھی نہیں آیا کہ محتاج آدمی کے لیے سود کھانا جائز ہے۔ البتہ مردار وغیرہ کھانے کی اجازت محتاج کو دی گئی ہے۔ لیکن دوسرے کا حق کھانے کی اجازت نہیں ہے۔ لہٰذا اسے مقروض آدمی کو بھی نہیں دینا چاہیے۔

(حافظ محمد گوندلوی) (الاعتصام لاہور جلد ۳۲ شمارہ ۲۶)

سوال: گندم کا بھاؤ بازار میں ۴۰ روپے بوری ہے، ایک شخص ۵۰ روپے بوری بیچتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟ (ایضاً)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: اگر لینے دینے والا راضی ہے تو ٹھہرانا جائز ہے، صرف تجارتی نقطہ نگاہ سے وہ گراں فروش مشہور ہو کر بدنام ہوگا۔ (اہل حدیث سوہدرہ جلد ۱۲ شمارہ [illegible])

سوال: اہل ہنود کے میلوں یا مسلمانوں کے عرس میں بغرض تجارت اپنا سامان لے جانا کوئی چیز خریدنے کے لیے جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اہل ہنود کے میلوں یا مسلمانوں کے عرس میں تجارت یا کسی اور غرض سے شریک ہونا درست نہیں بلکہ عقلاً اور نقلاً ہر طرح قبیح ہے، ہندوؤں کے تمام میلے شرکیہ اور فسقیہ ہوتے ہیں پھر وہ غیر مسلموں کے تہوار ہیں اور عرس خود ایک بدعت ہے، پھر اس میں شریک ہونے والے عموماً فساق و فجار و مبتدعین ہوتے ہیں اور اس اجتماع میں شرک و بدعت اور فسق و فجور کا بازار گرم ہو جاتا ہے، ظاہر ہے کہ ایسے خلاف شرع اور ناپاک بیہودہ مجمع میں خرید و فروخت وغیرہ کی غرض سے بھی شریک ہونا کیونکر مباح اور جائز ہو سکتا ہے، مومن کی شان قرآن کریم میں یہ بیان فرمائی گئی ہے: وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ اور ارشاد ہے: فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ، اور ارشاد ہے: تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ، اور حدیث شریف ہے: من كثر سواد قوم فهو منهم۔ خرید و فروخت کی نیت سے شریک ہونے والوں کا مقصد اگرچہ مراسم شرکیہ و فسقیہ میں شریک ہونا نہیں ہوتا اور نہ تکثیر مجمع منظور ہوتا ہے لیکن بلا ارادہ ان خلاف شرع مجمع کی رونق بڑھ جانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں، ویسے عرس کو بازار پر قیاس کرنا بھی بڑی غلطی ہے۔

(مولانا عبید اللہ رحمانی) محدث دہلی جلد [illegible] شمارہ [illegible]

سوال: بعض لوگ جو چوپائے کا ایک بچہ دے کر اس کے بڑا ہونے کے بعد آدھا پائی لیتے ہیں کیا یہ سود میں داخل نہیں ہے؟

جواب: یہ صورت سود میں داخل ہونا مشکل ہے، جب تک ناجائز اور ممنوع ہے خواہ یہ معاملہ بیع و شراء خرید و فروخت کی صورت میں ہو یا قرض اور ادھار کی شکل میں بہر صورت ممنوع ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں قرض کی صورت میں اگر قرض دہندہ نے وعدہ کیا یا اصل سے کچھ زیادہ لینے کی شرط نہ لگائے نہ زیادہ دینے اور لینے کا دستور و رواج ہو اور نہ قرض لینے والا اصل سے زیادہ واپس کرنے کا وعدہ کرے بلکہ محض اپنی خوشی سے بغیر شرط کے اور بغیر دستور و رواج کے اور بغیر وعدہ کے کچھ زیادہ دے دے تو قرض دہندہ کے لئے اس کا لینا بلا شک و شبہ جائز ہوگا۔ تفصیل مع دلیل بخاری ص۳۲۲ ج ۱ و مسلم ص... و موطا مالک ص... و عالمگیری باب القرض والاستقراض ص... ج ۳ والمغنی ص... ج ۴ و فتح القدیر ص... و محلی للشیخ سلام اللہ ... میں ملاحظہ کیجئے اور بیع کی صورت میں یہ معاملہ مطلقاً ناجائز ہے۔ میرے نزدیک احتیاط اسی میں ہے کہ چاول اور دوسرے غلہ جات کو اشیاء ربویہ کے حکم میں قرار دے کر ان میں بھی ربوی معاملہ سے اجتناب کیا جائے۔

(عبید اللہ رحمانی محدث دہلی جلد ۹ شمارہ ۳)

سوال: ایک شخص دوکاندار ہے کہ تیل وغیرہ کے ساتھ تمباکو، سگریٹ، بیڑی کی تجارت بھی کرتا ہے کیا اس کی تجارت جائز ہے اور اس کی دعوت و صدقہ قبول کرنا جائز ہے؟ حدیث شریف میں آیا ہے عن ام سلمة رضی اللہ عنہا ... روایة ... نهی عن کل مسکر و مفتر۔ کیا تمباکو مسکر و مفتر میں شامل ہے؟

جواب: بعض علماء کے نزدیک تمباکو کھانا اور پینا ناجائز بلکہ حرام ہے کیونکہ ان کی تحقیق میں تمباکو غیر عادی شخص کے حق میں مفتر (اعضاء میں سستی اور ڈھیلا پن پیدا کر دینے والا یعنی اعضاء کو سن اور بے حس کر دینے والا) اور مخدر (حواس کو معطل کر دینے والا) جیسا کہ ... میں تجربہ و تحقیق ... سے بے حس کر دینے والا ہے اور حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَمُفَتِّرٍ (مسند احمد و ابو داؤد) ایک دوسری مرفوع روایت میں ہے: أَلَا إِنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَكُلَّ مُفَتِّرٍ ... (عون المعبود ص۳۴۵ ج ۳ بحوالہ کنز العمال ...)

قَالَ الْخَطَّابِيُّ الْمُفَتِّرُ كُلُّ شَرَابٍ يُورِثُ الْفُتُورَ وَالْخَدَرَ فِي الْأَعْضَاءِ وَهُوَ مُقَدِّمَةُ السُّكْرِ نَهَى عَنْ شُرْبِهِ لِئَلَّا يَكُونَ ذَرِيعَةً إِلَى السُّكْرِ انْتَهَى ...

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أكل التنباك وشرب دخانه معتها بلا مرية وإضرارها عاجلا ظاهرا بلا مرية وإن كان لأحد فيه شك فليأكل منه وزن درهم أو سدسه ثم لينظر كيف يدور حواسه وتختل حواسه وتتقلب نفسه بحيث لا يقدر على أن يفعل شيئا من أمور الدنيا أو الدين بل لا يستطيع أن يقوم أو يمشي وما هذا شأنه فهو مضر بلا شك وإذا عرفت هذا ظهر لك أن إضراره عاجلا هو الدليل على عدم إباحة أكله وشرب دخانه انتهى۔ اور بعض علماء کے نزدیک تمباکو کھانا پینا محض مکروہ ہے حرام اور ناجائز نہیں کیونکہ ان کے خیال میں اس کی حرمت و ممنوعیت پر کوئی صریح دلیل موجود نہیں وہ تمباکو کو مسکر میں داخل مانتے ہیں نہ مفتر میں۔

اور بعض علماء بلا کراہت اس کے جواز اور اباحت کے قائل ہیں۔ قال العلامة الشوكاني إذا تقرر هذا علمت أن هذه الشجرة التي سماها بعض الناس بالتنباك وبعضهم التوتون لم يأت فيها دليل يدل على تحريمها وليست من جنس المسكرات ولا من السموم ولا من جنس ما يضر عاجلا أو آجلا فمن زعم أنها حرام فعليه الدليل ولا يفيد مجرد القال والقيل انتهى۔ پہلے گروہ کے نزدیک تمباکو کی تجارت ناجائز ہے، اور اس کے تاجر کی دعوت و صدقہ قبول کرنا بھی نادرست ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لعن الله اليهود حرمت عليهم الشحوم فباعوها وأكلوا أثمانها وإن الله حرم على قوم أكل شيء حرم عليهم ثمنه (احمد و ابو داؤد عن ابن عباس) قال الشوكاني حديث ابن عباس فيه دليل على إبطال الحيل والوسائل إلى المحرم وأن كل ما حرمه الله على العباد فبيعه حرام لتحريم ثمنه (نیل الاوطار ص ۳۳۰ [illegible]) اور دوسرے گروہ کے نزدیک تمباکو کی بیع و شراء جائز اور مباح ہے۔ [illegible] إباحة أكل [illegible] إضراره عاجلا وإنما يبيعه [illegible] به وإنما من تلطخ به واشتغل [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَذٰلِكَ لِأَجْلِ اخْتِلَافِ الْعُلَمَاءِ فِيْهِ فَإِنَّ اخْتِلَافَ الْعُلَمَاءِ فِيْ شَيْءٍ يُوْرِثُ التَّخْفِيْفَ فِيْهِ۔ صورت مسئولہ میں اس دکاندار کی تجارت جائز ہے۔ اور اس کی دعوت وصدقہ بھی درست ہے۔ اولاً اس لئے کہ وہ تمباکو کے ساتھ دوسری بہت سی غیر مختلف فیہ حلال وجائز چیزوں کی تجارت کرتا ہے۔ ثانیاً۔ اس لئے کہ خود تمباکو کے بارے میں علماء مختلف الرائے ہیں پس اس قدر تشدید وتغلیظ کر اس کی بیع کو ناجائز وحرام کر دیا جائے خلاف احتیاط ہے۔

(عبید اللہ رحمانی) (محدث دہلی جلد ۱۰ شمارہ ۱۲)

سوال:۔ مردار یا جھٹکا کی کھال کی فروخت وخرید جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ دباغت سے پہلے خرید وفروخت ناجائز اور ممنوع ہے۔ اور دباغت کے بعد جائز اور درست ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰی مَوْلَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوْا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا (مسلم وغیرہ)

(عبید اللہ رحمانی)

(محدث دہلی جلد ۹ شمارہ ۸)

سوال:۔ زید نے بہ سبب اشد ضرورت کے اپنی کاشت کھیت ایکھ یعنی گنا پر سال آئندہ کے واسطے روپے قرض لیا اور قرض روپیہ لینے کے وقت یہ کہا کہ اس وقت میرا کھیت گنا تین ماہ کا لگا ہوا ہے سال آئندہ کو گنا تیار ہونے پر یہ نرخ چھ آنہ یا آٹھ آنہ فی من بخوشی دونگا اس طور کی خرید وفروخت شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟ (ابو محمد عبد اللہ لال پور ڈاک رام پور اسٹیٹ)

جواب:۔ صورت مرقومہ میں اس کو بیع سلم کہتے ہیں جو جائز ہے نرخ اور جگہ مقرر ہونی چاہیے۔ اللہ اعلم۔ (اہلحدیث جلد ۴۶ ص ۸)

تشریح:۔ سوال کی عبارت سے اس کا بیع سلم میری سمجھ میں نہیں آیا اس لئے کہ بیع سلم میں راس المال یعنی رقم قرض کی تعیین لازم ہوتی ہے۔ ایسے ہی مسلم فیہ اور اجل کی بھی، اور صورت مرقومہ میں کچھ بھی نہیں اور شے معین میں بھی بیع سلم نہیں ہوتی۔ اور اجل معلوم سے مراد سال ماہ دن کی تعین ہوتی ہے اور صورت مرقومہ میں تاریخ دن کی تعیین نہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَسْلَفَ فِيْ شَيْءٍ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ ج ط ص ۲۳۰)

وَقَالَ فِي نَيْلِ الْأَوْطَارِ قَوْلُهُ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ احْتَرَزَ بِالْكَيْلِ مِنَ السَّلَمِ فِي الْأَعْيَانِ وَبِقَوْلِهِ مَعْلُومٍ مِنَ الْمَجْهُولِ مِنَ الْمَكِيلِ وَالْمَوْزُونِ وَقَدْ كَانُوا فِي الْمَدِينَةِ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُونَ فِي ثِمَارِ نَخِيلٍ بِأَعْيَانِهَا فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ اھ ج ۵ ص ۱۶۲ ۔ اور صورت مرقومہ فی السوال میں تعیین کمیت کی ہے۔ وَقَالَ فِي التَّيْلِ إِنَّ لِلسَّلَمِ شُرُوطًا غَيْرَ مَا اشْتَمَلَ عَلَيْهِ الْحَدِيثُ مَبْسُوطَةً فِي كُتُبِ الْفِقْهِ وَلَا حَاجَةَ لَنَا فِي التَّعَرُّضِ لِمَا لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّهُ وَقَعَ الْإِجْمَاعُ عَلَى اشْتِرَاطِ مَعْرِفَةِ صِفَةِ الشَّيْءِ الْمُسْلَمِ فِيهِ عَلَى وَجْهٍ يَتَمَيَّزُ بِتِلْكَ الْمَعْرِفَةِ عَنْ غَيْرِهِ انتہیٰ (و ھو مذکور م) … صورت مذکورہ جائز نہیں۔ (ابو سعید شرف الدین دہلوی)

تشریح: بیع سلم کا نام ہے اس بیع کا کہ بالفعل روپیہ دیا جائے اور جنس ٹھہرائی جائے کہ اتنی مدت تک لوں گا، مثلاً سو روپیہ ایک شخص کو بالفعل دیدیا اور اس سے ٹھہرایا کہ دو مہینے میں گیہوں سو من اس قسم کے لونگا اس کو عربی میں بیع سلم کہتے ہیں پھر اگر شرطیں پائی جائیں تو یہ بیع درست ہے۔ جو کوئی بیع سلم کرے اس چیز میں کہ تولی جاتی ہے۔ جیسے زعفران وغیرہ تو سلم کرے وزن معلوم میں مثلاً چار تولے یا پانچ تولے اور مدت معلوم تک جیسے ایک مہینہ یا ایک سال اور مثل اس کے اس سے معلوم ہوا کہ اس میں مدت کا معلوم ہونا شرط ہے، اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہؒ ومالکؒ و احمدؒ کا حاشیہ ترمذی نولکشور مترجم جلد ا ص ۲۴۹ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مروجہ مزارعت

(ستفیہ حضرت مولانا حافظ محمد صاحب مدظلہ العالی شیخ الجماعت)

سوال:۔ ا:۔ یہاں ایک شخص نے بٹائی پر زمین دینے کے مروجہ سلسلہ کو سودی کاروبار قرار دے دیا ہے، میرے ساتھ اس کی گفتگو ہوئی، کتاب العلم ترجمہ صحیح مسلم شریف ص ۳۲۸ تا ۳۴۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلد ۵ پیش کرکے تعامل نبوی ؐ و صحابہؓ کے علاوہ حضرت ابن عباسؓ سے مخابرہ کی تعریف بھی دکھائی تو اسے اثر صحابی قرار دے کر مندرجہ ذیل اعتراض لکھ کر تفصیل طلب کی ہے۔ ابوداؤد شریف میں باب المزارعۃ میں مندرجہ ذیل دو احادیث ہیں، جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بٹائی چونکہ سود ہے اور جو اس کو چھوڑنے پر تیار نہ ہو، وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ لڑائی پر تیار ہو جائے۔

(۱) عن رافع بن خدیجؓ یعنی انہوں نے جو کھیتی کر رکھی تھی۔ اس کی مزارعت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سود کا کاروبار ہے۔ زمین واپس کرو اور اپنا خرچ ان سے لو۔

(۲) جابرؓ سے جو بٹائی چھوڑنے پر تیار نہ ہو۔ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ لڑائی کرنے پر تیار ہو جائے۔ اس کے علاوہ بھی رسول اکرمؐ سے بہت سی احادیث نہی کی بابت وارد ہیں۔ ان سے خیبر بحوالہ حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے۔ لیکن تاریخی طور پر یہ ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ نے خیبر سے ان کو نکالا تو ان کو ان کی اراضی کی قیمت ادا کی۔ اگر وہ مالک تھے تو پھر بٹائی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا (یعنی یہ توجیہ ہو گی) سود کی جو تعریف کی جاتی ہے، اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سود ہے۔ مثلاً ایک آدمی کے پاس ایک ہزار روپیہ ہے۔ اگر بینک میں جمع کرائے وہ اس سے بیس روپے سود لے تو اس کو حرام کہا جاتا ہے۔ اگر اسی رقم کی زمین لی جائے اور اس سے تقریباً دو صد (۲۰۰) روپے لے لئے جائیں (بٹائی کی صورت وغیرہ میں) تو وہ کیسے سود نہیں بنتا۔ پھر زمین کو مزارعت پر دینے کا جو رواج عام ہے اس ملک میں اگر یہ غلط ہے تو اب تک خاموشی کیوں رہی، ابوداؤد شریف کی جن احادیث مذکورہ کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کے الفاظ یا رواۃ میں بھی مجھے شک ہے۔ مگر صحیح مسلم میں منع کی احادیث بھی آئی ہیں۔ ان کے متعلق دیگر ائمہ اہلحدیث کے علاوہ امام ابوحنیفہؒ اور امام زفرؒ سے حرمت کا فتویٰ بھی دیگر ائمہ سے بڑھ کر ہے۔ (معلم) لہٰذا جناب مفصل روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں!

جواب: مزارعت کی مختلف صورتیں ہیں۔ (۱) ایک صورت یہ ہے کہ پیداوار کے حصول پر زمین دی جائے یعنی جو پیدا ہو اس سے مزارع اتنا حصہ لے اور باقی مالک ......

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابو حنیفہؒ اسے منع خیال کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ اس صورت میں جائز سمجھتے ہیں، جب مزارعت تبعی صورت یعنی اصل معاملہ باغات میں ہو۔ اور سفید زمین میں تبعی طور پر مزارعت جائز ہے اگر صرف زمین کا معاملہ ہو تو اس میں مزارعت ناجائز سمجھتے ہیں۔ امام مالکؒ بھی تبعی صورت میں مزارعت کو جائز قرار دیتے ہیں مگر یہ قید لگاتے ہیں۔ کہ سفید زمین ثلث ⅓ تک ہو تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں امام احمد بن حنبلؒ۔ امام محمدؒ۔ امام ابو یوسفؒ۔ ابن ابی لیلیٰؒ۔ سعید بن مسیبؒ۔ محمد بن سیرینؒ۔ زہریؒ۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جائز سمجھتے ہیں۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ زمین کو سونے چاندی کے عوض دیا جائے۔ اس کو آئمہ اربعہ جائز سمجھتے ہیں۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ زمین کے حصے کئے جائیں مزارع تمام زمین کاشت کرے۔ مگر بعض حصوں میں اپنے لئے کاشت کرے اور بعض حصوں میں مالک کے لئے یہ صورت بالاتفاق ممنوع ہے۔ یعنی زمین کے تیسرے حصہ میں مالک کے لئے اور دو حصوں میں اپنے لئے۔ اور یہ حصہ معین کرے۔

(۴) چوتھی صورت یہ ہے کہ جو پانی کے سامنے اور نالی کے قریب ہو۔ سو مالک کے لئے اور جو دور ہو وہ کاشتکار کے لئے یہ بھی بالاتفاق منع ہے۔ جن احادیث میں مزارعت کی ممانعت آئی ہے وہ حدیثیں دو قسم کی ہیں، بعض ضعیف اور بعض صحیح۔ اور صحیح بھی دو قسم کی ہیں، بعض میں مطلق مزارعت کی ممانعت ہے۔ اور بعض میں تیسری اور چوتھی صورت کی تصریح موجود ہے، یعنی زمین کے حصے کرنے کی صورت ہے، یا پانی کے قریب و بعید کی صورت ہے۔ اور بعض حدیثوں میں پہلی صورت کی ممانعت کا ذکر ہے، اور بعض میں جواز کا ذکر ہے۔

اب تفصیل سنئے، وہ حدیث جس میں بٹائی پر زمین دینا سود شمار کیا گیا ہے، وہ حدیث ضعیف ہے قابل احتجاج نہیں ہے، ابوداؤد میں جو اس کی سند مذکور ہے اس میں ذکیر بن عامر راوی ہے جس کو حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں لکھا ہے کہ وہ ضعیف ہے، میزان میں ہے ابن معین اور بیہقی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، ابوزرعہ نے کہا ہے کہ وہ قوی نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی حدیث میں لفظ ہیں کہ یہ سود کا کاروبار ہے زمین واپس کر دو اں سے اپنا خرچ واپس لو، پھر اس حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ انہوں نے پیداوار کے حصے کس صورت میں مقرر کئے تھے، کیا زمین کے حصے نصف نصف کر رکھے تھے یا خارج کئے، دوسری حدیث میں چونکہ اس امر کی تصریح ہے، کہ جس مزارعت کی ممانعت ہے اس کی صورت یہ ہے۔ زمین کے حصے مقرر کئے ہوں ممانعت والی حدیث کے راوی رافع بن خدیج سے بھی ابوداؤد اور مسلم وغیرہ میں اس امر کا تذکرہ موجود ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں۔ اِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يُؤَاجِرُونَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا عَلَى الْمَاذِيَانَاتِ وَاَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ وَاَشْيَاءَ مِنَ الزَّرْعِ فَيَهْلِكُ هٰذَا وَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَهْلِكُ هٰذَا وَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ اِلَّا هٰذَا فَلِذٰلِكَ زَجَرَ عَنْهُ۔

ابوداؤد وغیرہ۔

(۲) جابر کی حدیث جس میں یہ ذکر ہے جو بٹائی چھوڑنے پر تیار نہ ہو وہ اللہ اور اس کے رسول کے سامنے لڑائی لڑنے پر تیار ہو جائے، یہ حدیث بھی ابوداؤد کی ہے۔ اس حدیث کی سند میں ابوالزبیر کی ہے، وہ مدلس ہے مدلس کے متعلق یہ اصول ہے جب اس کی سند میں لفظ عن ہو تو وہ حدیث صحیح نہیں ہوتی، لہٰذا یہ حدیث صحیح نہ ہوئی، کیونکہ اس کی سند میں ابوالزبیر کی عن کہہ کر روایت کرتا ہے۔ تقریب میں حافظ ابن حجرؒ نے میزان میں علامہ ذہبی نے اور علامہ وغیرہ میں اس کو مدلس قرار دیا ہے (۳) وہ احادیث جن میں مزارعت کی ممانعت ہے، ان احادیث میں مزارعت سے وہ مزارعت مراد ہے جس میں زمین کے حصے کر کے زمین کاشت کی جائے، ایک حصہ مالک کا ہو دوسرا حصہ کاشتکار کا، کیونکہ بعض روایات میں اس کی تصریح موجود ہے، اور یہ قاعدہ ہے جب ایک جگہ نص مطلق وارد ہوا اور دوسری جگہ مقید ہو۔ تو اگر ایک ہی حادثہ اور ایک ہی حکم ہو تو مطلق مزارعت کی ممانعت ہے، ان کو قید پر محمول کیا جائے گا، یعنی ان سے ممانعت کی وہی صورت مراد لی جائے گی جس کی تخصیص و تقیید دوسری احادیث مقیدہ میں وارد ہے، پس جن احادیث میں مخابرہ یا مزارعت یا کرایہ پر لینے سے مراد وہی صورت ہو گی جس کا خاص طور پر حضرت رافع بن خدیج کی روایات میں ذکر وارد ہے، یعنی زمین کے بعض حصے کرنے کی صورت میں یا پانی کے قریب و بعید مواقع متعین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی صورت میں ہو۔ اور جن احادیث میں پیداوار کے حصہ پر یا ٹھیکہ پر زمین دینے سے روکا گیا ہے، ان احادیث میں دراصل ممانعت کا ذکر نہیں۔ بلکہ مواسات کی صورت بتائی گئی ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَنْہَ عَنْھَا وَلٰکِنْ قَالَ یَمْنَحُ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ خَیْرٌ لَہٗ مِنْ اَنْ یَّاْخُذَ عَلَیْھَا اَجْرًا مَعْلُوْمًا۔ (ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بٹائی پر زمین دینے سے منع نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا ہے، کہ زمین کو بٹائی پر دینے سے بہتر یہ ہے کہ کسی کو مفت کاشتکاری کیلئے دی جائے۔ اور بعض روایات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جو منع فرمایا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک دفعہ مالک اور مزارع آپس میں جھگڑے اور لڑے پھر آنحضرت کے پاس آئے آپ نے فرمایا۔

اِنْ کَانَ ھٰذَا شَاْنُکُمْ فَلَا تُکْرُوا الْمَزَارِعَ زَادَ مُسَدَّدٌ فَسَمِعَ قَوْلَہٗ لَا تُکْرُوا الْمَزَارِعَ (ابوداؤد) زید بن ثابت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج پر رحم کرے، اللہ کی قسم ہے مجھے اس حدیث کا علم رافع بن خدیج سے زیادہ ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ مالک اور مزارع آپس میں لڑ پڑے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا کرنا ہے تو کھیت بٹائی پر مت دو، حالانکہ آپ نے خبر دار کیا تھا کہ اگر تم بھائیوں کی صورت میں کام نہیں کرتے بلکہ لڑائی کرنے لگتے ہو، اگر ایسا کرنا ہے تو آئندہ بٹائی پر زمین نہ دو دینا۔ امام بخاری نے ممانعت کی روایات کو مواسات پر محمول کیا ہے اور اہل مدینہ کے متعدد مسائل سے جواز پر استدلال کیا ہے، چنانچہ ممانعت کی احادیث کو مندرجہ ذیل باب میں ذکر کیا ہے۔

بَابُ مَا کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوَاسِیْ بَعْضُھُمْ بَعْضًا فِی الزِّرَاعَۃِ۔ (بخاری جلد ۱) یعنی اس باب میں اس بات کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ زراعت میں ایک دوسرے کے ساتھ مواسات کیا کرتے تھے، یعنی بٹائی اور اجرت کے ... ایک دوسرے کو زمین دے دیا کرتے تھے۔ اور مزارعت کے ثبوت میں لکھا ہے۔

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ مَا بِالْمَدِیْنَۃِ اَھْلُ بَیْتِ ھِجْرَۃٍ اِلَّا یَزْرَعُوْنَ عَلَی الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دَعْمَرُ وَآلُ أَبِي بَكْرٍ وَآلُ عُمَرَ وَآلُ عَلِيٍّ وَابْنُ سِيرِينَ۔ (بخاری جلد اول ص۳۱۳) حضرت امام باقرؒ فرماتے ہیں مدینہ میں جتنے مہاجر خاندان تھے سب بٹائی پر کاشت کرتے تھے، حضرت علی، حضرت سعد بن مالک، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت قاسم، حضرت عروہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خاندان، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خاندان، حضرت علیؓ کا خاندان ابن سیرینؒ۔ یہ سب بٹائی پر زمین دیتے تھے۔ خیبر کی زمین کے مالک مسلمان تھے، یہود صرف کاشتکار تھے جب ان کو نکالا گیا تھا، تو اس وقت جو ان کا حصہ کاشتکاری کا تھا، صرف اس کا معاوضہ ان کو دیا گیا تھا۔ اور یہ بات کہ ان کو زمین کا معاوضہ دیا گیا تھا۔ صحیح طور پر ثابت نہیں ہے۔ اور حدیث میں ہے۔

وَكَانَتِ الْأَرْضُ حِينَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُسْلِمِينَ (بخاری جلد اول ص۳۱۵)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر پر غالب ہوئے، تو وہ زمین اللہ اور اس کے رسول اور اہل اسلام کی ہو گئی تھی، بٹائی اور سود میں فرق واضح ہے۔ سود کی صورت میں اگر رقم ضائع ہو جائے تو مدیون ذمہ دار ہوتا ہے۔ اصل مالک ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اور بٹائی کی صورت میں اگر زمین سیلاب یا دریا برد ہو جائے تو مزارع ذمہ دار نہیں ہوتا ہے تاوان سب مالک پر پڑتا ہے۔ اصل میں یہ صورت مضاربت کے ساتھ تعلق ہے جیسے مضاربت میں ایک شخص کی رقم ہوتی ہے، اور دوسرے کا عمل اور نفع میں دونوں شریک ہوتے ہیں، اسی طرح بٹائی کی صورت میں جو پیداوار ہو گی اس میں دونوں شریک ہوں گے۔ اگر زمین ہلاک ہوتی ہے تو مالک کی ہوتی ہے مضاربت میں اگر رقم ضائع ہو گی تو مالک کی ہو گی۔ بخلاف سود کے اس میں رقم باقی رہتی ہے، اس کا ذمہ دار مدیون ہوتا ہے وہ صرف نفع ہی حاصل کرتا ہے۔ اگر بالفرض بٹائی کی صورت میں پیداوار تباہ ہو جائے تو اس صورت میں صحیح مسئلہ یہ ہے، کہ مالک بقدر تباہی رقم واپس کر دے۔ اگر تباہ نہ ہو تو بالکل مضاربت کی صورت ہو گی۔ (فی الحال اسی مختصر تحریر کافی ہے)۔

(بحوالہ الاعتصام جلد ۱۳ شمارہ ۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تجارت میں ایک بنیادی شرط

تجارت کو ہمیشہ ہی بہت اہمیت حاصل رہی ہے، تجارت کا سلسلہ چونکہ بہت ہی اہم ہوتا ہے اس لئے اس میں بعض ایسے امور پائے جاتے ہیں، جو دوسرے کاموں میں نہیں پائے جاتے، مثلاً عام طور پر تجارت کا پھیلاؤ اتنا ہوتا ہے کہ ایک آدمی اس پر قابو نہیں پا سکتا اس میں اکثر دو یا دو سے زیادہ آدمی شریک ہوتے ہیں، اس میں ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے، جو تندرست و توانا ہوں اور محنت اور مستعدی سے مال فروخت کریں، روپیہ پیسہ بے شک کچھ نہ لگائیں، لیکن ایسے لوگوں کو منافع سے مناسب حصہ دیا جاتا ہے، اور تجارت میں ایماندار، تجربہ کار، اور تعلیم یافتہ افراد کی بھی ضرورت ہوتی ہے، لیکن بعض دفعہ ان اوصاف کے حامل لوگ روپے سے تہی دامن ہوتے ہیں اور جن کے پاس روپیہ پیسہ ہوتا ہے، وہ بسا اوقات ان اوصاف حمیدہ سے محروم ہوتے ہیں، ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ جو برابر یا تیسرے چوتھے یا پانچویں حصہ کی رقم ادا کر کے شریک کاروبار ہوتے ہیں، ان میں اس قسم کے افراد بھی ہوتے ہیں جو اپنے حصہ کی رقم کے علاوہ اپنی محنت اور کوشش کا الگ معاوضہ بھی وصول کرتے ہیں، اس طرح اور بھی بہت سی چیزیں تجارت میں پائی جاتی ہیں، جو دوسرے کاموں میں نہیں پائی جاتیں۔ شریعت میں اس کی نشان دہی بلکہ وضاحت کی گئی ہے، اور اس میں شراکت کے لئے بہترین اصول بیان کئے گئے ہیں، تجارت میں شراکت کاروباری اعتبار سے بہت اچھی چیز ہے، جو محنت اور تگ و دو ایک آدمی کو کرنا پڑتی ہے، شراکت کی صورت میں وہ متعدد افراد کرتے ہیں، اور اس طرح مال کی کھپت اور فروخت کا حلقہ ہر ایک کی سعی اور محنت سے زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ اور جب ایک چیز پر ایک کی بجائے کئی آدمیوں کی توجہ مبذول ہوگی تو مال بھی اچھا اور جاذب نظر تیار ہوگا۔ جس کی وجہ سے مارکیٹ میں ان کے مال کی قیمت زیادہ پڑے گی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ پائے جاتے ہیں۔ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی نعمت عظمیٰ پہ سرفراز ہونے سے قبل تجارت کی ہے۔ اور اس کی بعض شکلوں میں آپ باقاعدہ شریک و سہیم رہے ہیں اور بلوغ المرام کے باب الشرکۃ والوکالۃ میں مسند امام احمد بن حنبل، سنن ابی داؤد اور ابن ماجہ کے حوالے سے ایک حدیث بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے پہلے ایک صاحب کے ساتھ کاروباری شرکت کی تھی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

وَعَنِ السَّائِبِ الْمَخْزُوْمِیِّ اَنَّهٗ کَانَ شَرِیْکَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْبِعْثَةِ فَجَاءَ یَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِاَخِیْ وَشَرِیْکِیْ۔ سائب مخزومی سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے پہلے آپ کے ساتھ تجارت میں شریک تھے وہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میرے بھائی اور شریک کو خوش آمدید، میں آپ کے لئے اس عظیم الشان کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ کو خوش آمدید اور مرحبا کہتا ہوں۔ تجارت میں شرکت احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن اس میں اولین شرط ایمانداری اور دیانت داری ہے۔ حصہ داروں کا پہلا فرض ہے کہ وہ دیانت داری سے کام کریں اور کسی قسم کی خیانت اور بددیانتی کے ہرگز قریب نہ جائیں۔ جس شخص کے ذمہ جو کام بھی سپرد ہے اس کو دیانتداری کے ساتھ انجام دے، جو حکم جس کے ذمہ ہے وہ اس کی اطلاعات فراہم کرے اور جس شخص کو کسی کام پر لگایا گیا ہے وہ حسن و خوبی کے ساتھ وہ کام کرے، وقت مقررہ پہ آئے، خود کام کرے، دوسروں سے کروانے کی کام چوری نہ کرے نہ دوسروں کو بیٹھنے دے۔ جب تک یہ صورت حال رہے گی، ایمانداری اور شراکت میں برکت رہے گی۔ اور اللہ ان کے کاروبار میں اضافہ کرے گا۔ جب یہ صورت نہ رہے گی اور ہر ایک اپنے اپنے کام مفوضہ فرائض میں خیانت کا ارتکاب کرنے لگے گا تو ان میں نہ تو برکت رہے گی اور نہ ایک دوسرے پر اعتماد رہے گا اور نہ اللہ کی امداد و اعانت ان کے شامل حال رہے گی۔ اس سلسلہ میں سنن ابو داؤد میں ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنَا ثَالِثُ الشَّرِیْکَیْنِ مَا لَمْ یَخُنْ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ فَاِذَا خَانَهٗ خَرَجْتُ مِنْ بَیْنِهِمَا۔ حضرت ابوہریرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے ہو ورت ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے میں دو حصہ داروں میں تیسرا ہوتا ہوں جب تک ان دونوں میں سے کوئی اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت نہ کرے جب خیانت کرتا ہے تو میں درمیان میں سے نکل جاتا ہوں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد دو حصہ داروں کو حاصل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان پر اس وقت تک نظر کرم رکھتے ہیں اور ان کے کاروبار میں برکت پیدا کرتے ہیں جب تک یہ آپس میں مخلص رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت و تعاون رکھتے ہیں اور باہم امانت داری کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ اور جب یہ چیز درمیان سے اٹھ جائے اور حصہ دار بددیانتی و خیانت پر اتر آئیں تو اللہ کی مدد سے محروم ہو جاتے ہیں اور برکت باقی نہیں رہتی جو ان کے نہ امانت و دیانت میں پائی جاتی تھی۔ ظاہر ہے جب ایک خیانت کرے گا۔ تو دوسرے کو لازماً کسی نہ کسی وقت شک گزرے گا پھر اس کی بھی یہی کوشش ہوگی کہ وہ بھی وہی کچھ کرے جو دوسرے نے کیا ہے۔ اگر کسی کے پاس خرچ کو روپیہ ہے۔ تو اس میں خیانت کرے گا۔ اور غلط حساب پیش کرے گا۔ اگر کوئی کاروبار میں محنت کرتا ہے اور وقت صرف کرتا ہے۔ تو اس میں سستی کرے گا اور دوسرے کا کام بگاڑنے لگا اور جب تک رہے گا نیم دلی سے رہے گا۔ خود بھی اچھی طرح کام نہیں کرے گا۔ دوسروں سے بھی نہیں کرائے گا۔ ہر حصہ دار دوسرے کو شک کی نظر سے دیکھے گا۔ اور دل سے برا سمجھے گا۔ میل جول گفتگو اور ضروری کاروباری مشوروں سے جو نہایت ضروری ہے گریز کرے گا آہستہ آہستہ دل کی بات زبان پر آنے لگی۔ جب کارندے حصہ داروں کے اس معاملے کے اس پہلو کو دیکھیں گے تو وہ بھی سستی کریں گے۔ اس کا اثر مال کی تیاری پر پڑے گا۔ اور پھر مال کی کھپت اور فروخت کا دائرہ بھی سمٹ جائے گا۔ اور اس طرح سارا کاروبار معطل ہو کر رہ جائے گا۔ کاروبار میں امانت، ایک دوسرے سے خیر خواہی، حصہ داروں کا آپس میں حسن سلوک، نیت و دل کی صفائی۔ باہم تعاون و مشاورت نہایت ضروری ہیں اور درحقیقت یہی ایک کاروبار کی ترقی کا باعث ہے [illegible] ہے۔ اگر کاروباری حضرات کو یہ حدیث ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہیے [illegible] ترقی کے لئے اس پر عمل پیرا رہنا چاہئے۔ اور جو اس پر عمل پیرا ہوں گے [illegible] اپنے کاروبار کو دیانت داری کے ان اصولوں کے مطابق چلائیں گے وہ یقیناً کامیاب ہوں گے اور [illegible] ہوں گے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بنیادی اصول کو نظر انداز کر دیں گے یعنی کام ہونا سر رہیں گے اور بڑے سے بڑے کاروبار کو بھی تباہی و بربادی سے نہیں بچا سکیں گے، جب ان میں باہمی تعاون اور امانت باقی نہ رہی تو اللہ کی مدد اور برکت نہ رہی، بلکہ جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور برکت نہ رہے گی، تو کاروبار کس طرح باقی رہ سکے گا۔ (الاعتصام جلد ۱۲ شمارہ ۵)

سوال: زید نے اپنا کھیت بکر کو اس شرط پر دیا کہ اس کی پیداوار یا سود و زیاں سے کچھ سروکار نہیں مگر ہم کو سالانہ اتنا پیسہ دے دے۔ آیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ کرایہ آراضی کی صورت ہے۔ جو جائز ہے۔ حدیثوں میں اس کا جواز آیا ہے۔

تشریح: آراضی کو روپے پیسے کے عوض کرایہ پر اٹھانے کی حدیث سعد بن ابی وقاص کی روایت سے ہدایہ ہے۔ مسند احمد وغیرہ نیل الاوطار جلد ۵ صفحہ ۲۹۶ پر موجود ہے۔ مؤلف۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۱۷۱)

سوال: ایک شخص کسی کو روپیہ دیتا ہے اس شرط پر کہ تم سے فلاں وقت میں غلہ لوں گا، اس وقت جو بھاؤ ہوگا اس بھاؤ سے پانچ سیر یا دس سیر زیادہ لوں گا، یہ حلال یا حرام ہے؟

جواب: یہ صورت ناجائز ہے، بھاؤ مقرر کرے بازاری بھاؤ سے واقع میں کم ہو یا زیادہ تو جائز ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ صفحہ ۱۷۱)

سوال: مردہ ہڈی کی تجارت جائز ہے یا ناجائز، مردار ہڈی سے یہ مراد ہے کہ ہر ایک حلال و حرام جانور مردہ کی ہڈی جیسے کتا، سور وغیرہ کی ہڈی بھی مل کر بنی ہے، اس کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: حلال جانوروں کی ہو تو بلاشبہ جائز ہے، ملی جلی بے امتیاز ہو تو مشتبہ ہے۔ واللہ اعلم (اہلحدیث امرتسر جمادی الاول سنہ ۰)

تشریح: ماکول اللحم[۱] مذبوح کی ہڈی کے جواز پر کلام نہیں، اور غیر ماکول اللحم کے استعمال و فروخت کو ہاتھی دانت پر قیاس کر کے جواز پر استدلال ہو سکتا ہے۔ کہ حدیث و آثار صحابہ سے ہاتھی دانت کا استعمال ثابت ہے، اور استعمال و فروخت کا حکم ایک ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ

۱؎ ماکول اللحم وہ جانور ہیں جن کا گوشت حلال ہے۔ (راقم راز دہلوی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم فی آخر حدیث طویل یا ثوبان اشتر لفاطمة قلادة من عصب وسوارین من عاج انتھی۔ سنن ابی داؤد باب الانتفاع بالعاج۔

(ابو سعید شرف الدین دہلوی)

تشریح:۔ ہڈی کی تجارت جائز ہے ماکول اللحم کی ہو یا غیر ماکول اللحم کی صحیح بخاری ۳۷ جلد ۱ میں ہے:۔ قال حماد لا باس بریش المیتة وقال الزھری فی عظام الموتی نحو الفیل وغیرہ ادرکت ناسا من سلف العلماء یمتشطون بھا ویدھنون فیھا لا یرون به باسا وقال ابن سیرین وابراھیم لا باس بتجارۃ العاج انتھی۔ یعنی حماد بن ابی سلیمان کوفی فقیہ نے کہا کہ مردار کے پر میں کچھ مضائقہ نہیں یعنی مردار کا پر نجس نہیں ہے۔ ماکول اللحم کا پر ہو یا غیر ماکول اللحم کا ہو اور زہری نے مردار جانور جیسے ہاتھی وغیرہ کی ہڈیوں کے بارے میں یعنی ان جانوروں کی ہڈیوں کے بارے جو غیر ماکول اللحم ہیں کہا کہ میں نے بہت سے علماء سلف کو پایا کہ وہ ان ہڈیوں کے کنگھے استعمال کرتے تھے اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں سمجھتے تھے اور ابن سیرین اور ابراہیم نے کہا کہ ہاتھی دانت کی تجارت میں کچھ مضائقہ نہیں ان بہت سے علمائے سلف اور ابن سیرین وابراہیم کے قول کی تائید ابو داؤد کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔ یا ثوبان اشتر لفاطمة قلادة من عصب وسوارین من عاج الی آخرہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ محمد عبد الرحمن المبارکفوری عفی اللہ عنہ

(فتاویٰ نذیریہ جلد دوم ص ۳) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۱۴۲)

سوال:۔ اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۲ء میں سوال ۱۴ کا جواب دیا ہے کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ تاڑی اتارنے کے لیے درخت کو کرایہ پر چھوڑنا جائز ہے اگر ایسا ہے تو وہ اصلی تاڑی ہو جاتی ہے جس کی خرید و فروخت حرام ہے اور آپ براہ مہربانی اس جواب مذکور کو بحوالہ قرآن وحدیث سمجھا دیں؟

جواب:۔ جہاں یہ مسئلہ لکھا ہے وہاں اس کی ساری تفصیل لکھی مطلب اس کا یہ ہے کہ تاڑی میں نشہ پیدائشی نہیں۔ بلکہ بعد میں گرمی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، جب تک اس میں نشہ نہیں اس کا استعمال کرنا حرام نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعاقب :۔ جو فتویٰ ص۱۵ مندرجہ اہلحدیث ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء متعاقب نے نہ سوال نقل کیا نہ جواب محض تعاقب کی عبارت سے ناظرین کچھ سمجھ سکتے اس لئے سوال مع جواب مکرر نقل ہے اس پر تعاقب درج ہوگا۔

سوال :۔ ص۱۵ نیلام: ایک راجہ کے ماتحت جنگل اور بیابان کا ایک طریقہ یہ ہے کہ تمام خودرو پر مویشی چرانے دیہاتی لاکھوں روپیہ خرچ کرتے ہیں جن کی یہی شناخت ہے کہ یہ مردار ہیں، نیز قدرتے قلیل ذریعہ بھی اس بیع میں شامل ہیں بلکہ تعبیر میں مویشی چرانے کا مشتری کو پوری شناخت ہے علاوہ ازیں یہ چیزیں راجہ کی طرف سے نیلام کی جاتی ہیں۔ جس کے نام نیلام ختم ہوگا اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص علاقہ ٹھیکہ میں یہ چیزیں نہیں خرید سکتا۔ زید بائع کو پوری قیمت دینے کا ذمہ دار ہے خرید سکے گا۔ اور زید نے راجہ کو گویا اس حق کے حصول کے لئے دیا ہے کہ میرے سوا کوئی دوسرا شخص ان چیزوں کو خرید نہ سکے۔

جواب :۔ اس ٹھیکہ کا مطلب یہ ہے کہ حکومت اپنا حق منافع اس کے ہاتھ بیچتی ہے اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے تو حکومت پر ٹھیکیدار پر نہیں۔ بیع میں کوئی دھوکہ نہیں بیع میں نہ بائع مجبور ہے اور نہ مشتری۔

تعاقب :۔ اہلحدیث مجریہ ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء جواب ص۱۵ کے متعلق یہ عرض ہے کہ حکومت سے جو حق منافع خریدا ہے اس مشتری ٹھیکیدار کے نزدیک مقدار مبیع کس قدر ہے جس کی وہ ایک معین قیمت منظور کرتا ہے سوال ظاہر ہے کہ مقدار مبیع مجہول و نامعلوم اور غیر متعین ہے ممکن ہے کہ تعداد حد تک پہنچ جاوے بلکہ اتنی بھی ہو سکتا ہے ۳ تک بھی پہنچے اور یہ واقعہ بھی ہے۔ پس مشتری نے ایک ... کی معین رقم کس قدر تعداد مبیع کے حق منافع کے صلہ میں راجہ کو ادا کی خریداری مبیع و حق منافع کی کیفیت دیکھتے ہوئے راجہ و ٹھیکیدار پر واقف مگر کیا وجہ کہ ہندو راجہ ماخوذ ہو اور ایک مکلف بشرع مسلمان ٹھیکیدار آزاد و خوب مسئلہ ... امید کہ تفصیل اور وضاحت سے مطمئن فرمائیں گے۔

جواب :۔ حکومت بائع نہیں نہ ہی مشتری ہے، بلکہ ٹھیکیدار اور ٹھیکہ گیر سے حکومت محض اپنا حق حکومت لیتی ہے، جو اس کے قانون میں جائز ہے، جیسے انگریزی علاقے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمینداروں سے یا لزامنی پر حکومت کا حق لگان لگایا جاتا ہے کیونکہ آج کل اس کا مشہور مطلب یہی ہے یعنی یوں سمجھئے کہ حکومت ایک معنی سے کمیشن یا دلالی لیتی ہے جو اس کا حق حکومت ہے۔ ایسی فروعات کے لئے شرعیات سے جزئیات تلاش کرنے کی بجائے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ شریعت کی طرف سے ممنوع منصوص نہیں۔

نوٹ:۔ غالباً ٹھیکہ دار کو مشتری سمجھنے سے غلطی لگی ہے، حالانکہ وہ مشتری نہیں ہے۔ بلکہ ٹھیکہ گیر ہے جو راجہ کو محض حق حکومت دیتا ہے (جس کے یہ معنی ہیں کہ راجہ اس سے ایک قسم کا ٹیکس وصول کرتا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۷)

سوال:۔ جو اشیاء دکانوں پر بتوں پر چڑھائی جاتی ہیں، یا ہندو کا نذرانہ کو معلوم ہے کہ یہ اشیاء بتوں پر چڑھائی جائیں گی ان کا فروخت کرنا شرعی کیا ہے۔ اور فروخت کرنے والا کس گناہ کا مرتکب ہے؟

جواب:۔ اگر وہ ایسی چیز ہے جو سوائے چڑھاوے کے کھانے پینے میں بھی آسکتی ہے، جیسے حلوہ وغیرہ، تو ان چیزوں کا بیچنا جائز ہے۔ چاہے چڑھاوے والا اس کو کسی بت پر چڑھا دے اور اگر ایسی ہے کہ سوائے شرکیہ کے کام آتی ہے تو اس کا فروخت کرنا جائز نہیں۔ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (اہلحدیث امرتسر ص۱۲ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۲ء)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۶)

سوال:۔ زید کہتا ہے کہ تعمیر مکان کے بعد دعوت ضروری ہے ورنہ نقصان یا کسی آفت کا اندیشہ ہے، بکر برخلاف ہے اور ایسی دعوت کو ریاکاری کی غرض بتلاتا ہے فریقین کا ایسی دعوت میں مطلب یہ ہوتا ہے کس کا خیال صحیح ہے؟

جواب:۔ امام شوکانی نے نیل الاوطار میں بعض سلف کا قول لکھا ہے کہ تعمیر مکان کا کھانا ولیمہ مستحب ہے۔ ریاکاری کو تو ہر جگہ دخل ہے، اور ہر جگہ معیوب ہے واللہ اعلم (۲۳ دسمبر ۱۹۳۲ء)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۴)

توضیح:۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی مثال مکان تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ بیان فرمائی ہے، جیسا کہ ایک سردار نے ایک مکان تیار کیا، اور پھر اس میں دعوت کی اور اپنا ایک ایلچی لوگوں کو دعوت کی طرف بلانے کے لئے بھیجا کہ ہر شخص کو دعوت کی طرف بلاؤ، جو شخص اس ایلچی کے بلانے پر دعوت کی طرف آگیا اس نے کھانا کھایا اور جو نہ آیا وہ محروم رہا، اللہ تعالیٰ کا دین بمنزل طعام ہے، اللہ تعالیٰ دعوت کرنے والا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم داعی الی الطعام ہے۔

جو آپ کے بلانے پر آگیا وہ دعوت کھا گیا، اگر نئے مکان کی دعوت ناجائز ہوتی تو آپ مثال بیان نہ فرماتے فافہم وتفکر (سعیدیہ)۔

سوال:- جناب میرا ارادہ یہ ہے کہ ٹرام کمپنی کے شیئر پانسو روپے یا زائد کمی سے فروخت ہوتے ہیں، چھ ماہ کے بعد جو آمد کمپنی آتی ہے اس میں سے حصہ دار پر تقسیم ہوتے ہیں کوئی وقت دس روپے ملتے ہیں کوئی وقت پانچ روپے ملتے ہیں کبھی یا فروخت یعنی اصل کمی ہو جاتی ہے تو بہت نقصان ہوتا ہے گویا سب روپے چلے جاتے ہیں اس طرح سے کام شریعت میں کچھ نقصان ہے یا نہیں؟

جواب:- نقصان اور نفع میں شرکت ہو تو جائز ہے شرکت سے کام کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا ہے۔ اللہ اعلم (اہلحدیث امرتسر ص ۱۳، ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۹۵)

سوال:- ایک دوکاندار کسی کو آلو کسی کو مکی اس وقت اس شرط پر دیتا ہے کہ ہاڑی کے موقع پر یعنی جب گندم نئی آئے گی۔ لے لوں گا۔ یعنی جتنے آلو یا مکی دی ہے اتنی ہی گندم یا مکی لے لوں گا۔ کیا اس طرح کرنا جائز ہے جواب مدلل ہو؟

جواب:- آلو اور مکی اصول سودیہ میں نہیں ہیں، اس لئے ان کی بیع میں اختلاف ہے، ایک گروہ محدثین صورت مرقومہ کی بیع جائز کہتا ہے قیاس کرنے والے منع کرتے ہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۴۰۴) (اہلحدیث امرتسر ص ۱۳، ۴ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء)

سوال:- اگر کوئی شخص ادھاگن میں کسی کو دہ من پختہ گندم اس شرط پر دیوے کہ جب نئی گندم نکلے گی تو ساڑھے دس من پختہ لے لوں، کیا یہ جائز ہے؟ جواب مدلل ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: یہ مضمون یہیں نقل کیا ہے۔ گو مضمون بہت مفید ہونے کے لیے اہل حدیث مقرر ہے
نیچے درج ذیل ہے۔ اہلحدیث امرتسر ۲۲ مارچ ۱۹۳۳ء۔ فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص
کیا اشتہار کے ذریعے سے مرتہن کو نفع لینا جائز ہے؟

س: اس مضمون پر اہلحدیث میں علماء نے خامہ فرسائی کی ہے۔ مولوی عبدالستار صاحب مولوی عبدالجبار صاحب جواز کے قائل ہیں۔ اور مولوی عبدالوہاب صاحب عدم جواز کے قائل ہیں ناچیز کچھ تفصیل سے دونوں حضرات کے دلائل بیان کر کے اپنا خیال ظاہر کرتا ہے۔

مولوی عبدالوہاب صاحب بارہ حضرات جو عدم جواز کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ روایت ہے
لا يغلق الرهن من راهنه له غنمه وعليه غرمه ۔ (ابن حبان)

مولوی عبدالجبار صاحب کا یہ فرمانا کہ یہ روایت ایسی کتابوں کی ہے جن میں سب قسم کی حدیثیں ضعیف، موضوع، مقلوب، منقطع، مرسل بھری ہوئی ہیں۔

میرے خیال میں یہ الفاظ مناسب نہیں کیونکہ علاوہ صحیحین سنن اربعہ میں بھی ضعیف مقلوب منقطع مرسل ہیں تو لازم آتا ہے کہ سنن اربعہ کی روایات ناقابل قبول ہیں۔ اہل فن سے لازمی ہے کہ وہ کسی طبقہ کی کتاب کیوں نہ ہو سب کی روایات پر غور کریں۔ ان کی روایت دیکھیں علمائے محدثین کے کلام پر غور کریں کہ انہوں نے کیا خیال ظاہر فرمایا ہے بہت ممکن ہے کہ ایسی کتابوں میں صحیح روایات اکثر موجود ہوں اور جب کہ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ۔ علامہ ابن جوزی حافظ ذہبی جیسے حضرات نے اکثر ایسی موضوع اور ضعیف روایتوں کی تخریج فرمادی ہے۔ اس لیے ان

نوٹ: حضرت شیخ الاسلام مولانا عبدالوہاب صاحب آروی کا مضمون بہ سرخی شئے مرہونہ سے نفع اٹھانا جائز نہیں بلکہ سود ہے ۲۰ ستمبر ۱۹۴۷ء کے اخبار اہلحدیث امرتسر میں ہے اس کا جواب حضرت العلام مولانا عبدالجبار صاحب کھنڈیلوی کے قلم سے بہ سرخی شئے مرہونہ سے نفع اٹھانا جائز ہے سود نہیں ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء کے اہلحدیث میں شائع ہوا ہے پھر اس کا جواب مولانا آروی صاحب نے ۲۰ ستمبر ۱۹۴۷ء کے اہلحدیث میں شائع کیا ہے جو فریقین کے مضامین نہایت قیمتی معلومات سے پر ہیں ان ہی کی طرف جناب مولانا خالد صاحب گھرجاکھی نے اشارہ فرمایا ہے افسوس کہ قلت گنجائش و ضخامت کے پیش نظر ہم ان علمی مقالات کو کلی طور پر شائع نہ کر سکے شائقین مذکورہ بالا پرچہ جات میں ان تفصیلی [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کتب سے ایسے کتابوں کے رُواۃ کے حالات معلوم ہوسکتے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حدیث مذکورہ بالا کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ مِنْ رَاهِنِهِ لَهُ غُنْمُهُ وَعَلَيْهِ غُرْمُهُ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيْحِهِ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ مِنْ طَرِيْقِ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ مِنْ رَاهِنِهِ لَهُ غُنْمُهُ وَعَلَيْهِ غُرْمُهُ وَأَخْرَجَهُ مِنْ طَرِيْقِ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْصُوْلًا وَأَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ مِنْ طُرُقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ مَوْصُوْلَةً أَيْضًا وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ وَيُوْنُسُ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ مُرْسَلًا وَرَوَاهُ الشَّافِعِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ وَابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ وَكِيْعٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ كَذٰلِكَ وَلَفْظُهُ لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ مِنْ صَاحِبِهِ الَّذِي رَهَنَهُ لَهُ غُنْمُهُ وَعَلَيْهِ غُرْمُهُ قَالَ الشَّافِعِيُّ غُنْمُهُ زِيَادَتُهُ وَغُرْمُهُ هَلَاكُهُ وَصَحَّحَ أَبُو دَاوُدَ وَالْبَزَّارُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَابْنُ الْقَطَّانِ إِرْسَالَهُ وَلَهُ طُرُقٌ فِي الدَّارَقُطْنِيِّ وَالْبَيْهَقِيِّ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ وَصَحَّحَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَعَبْدُ الْحَقِّ وَصْلَهُ۔

(تلخیص الحبیر ص۲۳۶)

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ ابن حزم ایک روایت اور نقل فرمائی ہے جو یہ ہے:
رَوَاهُ ابْنُ حَزْمٍ مِنْ طَرِيْقِ قَاسِمِ بْنِ أَصْبَغَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْأَنْطَاكِيُّ وَغَيْرُهُ مِنْ أَهْلِ الثِّقَةِ نَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَنْطَاكِيُّ نَا شَبَابَةُ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ الخ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ هٰذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ قُلْتُ أَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ مِنْ طَرِيْقِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَصْرٍ الْأَصَمِّ الْأَنْطَاكِيِّ عَنْ شَبَابَةَ بِهِ وَصَحَّحَهَا عَبْدُ الْحَقِّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ ضَعِيْفٌ وَإِنَّمَا هُوَ عَبْدُ بْنُ نَصْرٍ الْأَصَمُّ سَقَطَ عَبْدُ اللّٰهِ وَصَارَتِ الْأَصَمُّ الْعَاصِمَ (تلخیص الحبیر ص۲۳۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض اس روایت کا مدار حضرت ابو ہریرہؓ پر اور کسی صحابی سے یہ روایت معلوم نہیں ہوتی اور اس پر محدثین کا اتفاق ہے کہ اس کے اکثر طرق ضعیف ہیں اور ساتھ ہی مرسل بھی ہے البتہ اگر اور طریقوں سے بصحت مروی ہوتی اور اس کے خلاف کوئی اصح روایت نہ ہوتی تو ضرور قابل عمل ہو سکتی تھی لیکن اس کے مخالف صحیح روایت موجود ہے۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ

(نیل الاوطار صـ۱۲۳ بحوالہ ترمذی۔ ابن ماجۃ۔ ابو داؤد)

پہلا مذہب امام ابو حنیفہ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہم کا ہے اور دوسرا مذہب امام احمد رضی اللہ عنہ کا ہے امام احمد کے موافق ایک اور حدیث بھی ہے:۔ إِذَا كَانَتِ الدَّابَّةُ مَرْهُونَةً فَعَلَى الْمُرْتَهِنِ عَلَفُهَا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ وَعَلَى الَّذِي يَشْرَبُ نَفَقَتُهُ (رواه احمد) اس روایت کے متعلق علامہ شوکانی فرماتے ہیں۔ اَلْحَدِيثُ لَهُ أَلْفَاظٌ مِنْهَا مَا ذَكَرَهُ الْمُصَنِّفُ وَمِنْهَا لَفْظُ الرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ (رواه الدارقطني والحاكم وصححه) مِنْ طَرِيقِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا قَالَ الْحَاكِمُ لَمْ يُخْرِجَاهُ لِأَنَّ سُفْيَانَ وَغَيْرَهُ وَقَفُوهُ عَلَى الْأَعْمَشِ وَقَدْ ذَكَرَ الدَّارَقُطْنِيُّ الْاِخْتِلَافَ فِيهِ عَلَى الْأَعْمَشِ وَغَيْرِهِ وَرَجَّحَ الْمَوْقُوفَ وَبِهِ جَزَمَ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ قَالَ أَبِي رَفَعَهُ يَعْنِي أَبَا مُعَاوِيَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرَكَ الرَّفْعَ بَعْدُ وَرَجَّحَ الْبَيْهَقِيُّ أَيْضًا الْوَقْفَ (نیل الاوطار صـ۱۲۳)۔ غرض اس پر اتفاق ہے کہ جس میں لفظ مرتہن کی زیادتی ہے وہ روایت موقوف ہے مرفوع نہیں علامہ شوکانی نے اس قول کی تائید میں ایک حوالہ حماد بن سلمہ کی روایت کا اور دیا ہے۔ وَيُؤَيِّدُهُ مَا وَقَعَ عِنْدَ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ فِي جَامِعِهِ إِذَا ارْتَهَنَ شَاةً يَشْرَبُ الْمُرْتَهِنُ مِنْ لَبَنِهَا بِقَدْرِ عَلَفِهَا فَإِنِ اسْتَفْضَلَ مِنَ اللَّبَنِ بَعْدَ ثَمَنِ الْعَلَفِ فَهُوَ رِبًا فَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ يَجُوزُ لِلْمُرْتَهِنِ الْاِنْتِفَاعُ بِالرَّهْنِ (نیل الاوطار صـ۱۲۳)

لیکن اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرتہن بقدر مصارف نفع اٹھا سکتا ہے مگر یہ روایت حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ و علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے استشہاداً پیش کی ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں کہیں لفظ مرفوعاً نہیں قطع النظر اس کے علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حماد بن سلمہ سے امام بخاری نے احتراز کیا ہے اور امام مسلم نے بطور شواہد ان کی روایت لی ہے۔ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ "تَرْکِیْبُ الْکَفَالَۃِ یَقْتَدِیْ عَنْہُمَا وَتُحْلَبُ یَقْتَدِیْ عَلَیْہِمَا وَتَحْرِیْمُہُ الْاَثَرَ، وَصَلَہٗ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ ہُشَیْمٍ عَنْ مُغِیْرَۃَ" یعنی جیسا کہ امام بخاری نے فرمایا "وَقَالَ مُغِیْرَۃُ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ النَّخَعِیْ" تو مغیرہ تک سعید بن منصور نے وصل کیا ہے اور اسی روایت کی مطابقت صحیح کی ہے۔ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ اس حدیث "اَلظَّہْرُ یُرْکَبُ" کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں: "وَفِیْہِ حُجَّۃٌ لِمَنْ قَالَ یَجُوْزُ لِلْمُرْتَہِنِ الْاِنْتِفَاعُ بِالرَّہْنِ اِذَا قَامَ بِمَصْلَحَتِہٖ وَلَوْ لَمْ یَأْذَنْ بِہِ الْمَالِکُ وَہُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ وَطَائِفَۃٍ قَالُوْا یَنْتَفِعُ الْمُرْتَہِنُ مِنَ الرَّہْنِ بِالرُّکُوْبِ وَالْحَلْبِ بِقَدْرِ النَّفَقَۃِ وَلَا یَنْتَفِعُ بِغَیْرِہِمَا لِمَفْہُوْمِ" (فتح الباری) اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام نے کسی صحیح روایت میں انتفاع کو محدود نہیں فرمایا اور نہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے علاوہ سواری اور دودھ کے جانوروں کے انتفاع کو ناجائز قرار دیا ہو بلکہ یہ حکم عام ہے اور مرتہن کو اختیار ہے کہ وہ جس قدر چاہے اس سے نفع اٹھائے اور ہر شے مرہونہ سے وہ متمتع ہو سکتا ہے۔ علامہ وقت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ نے اس مسئلہ پر یوں روشنی ڈالی ہے فرماتے ہیں: میرے نزدیک ان دونوں حدیثوں میں اختلاف نہیں ہے، اور اس کا سبب یہ ہے کہ پہلی حدیث میں حکم عام ہے مگر جس وقت راہن کو شے مرہونہ کے تلف یا ہلاک کا خوف ہو اور مرتہن اس کا خرچ اٹھائے تو اسی صورت میں لوگ جس قدر انصاف کریں اس شے سے مرتہن نفع اٹھا سکتا ہے۔ گو حضرت شاہ صاحب نے دونوں روایتوں میں تطبیق دینے کی کوشش فرمائی ہے مگر پھر بھی اعتراض مذکورہ بالا کا جواب نہیں ہو سکتا چنانچہ علامہ ابن قیم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"المثال الرابع والسبعون: رد السنۃ الثابتۃ الصحیحۃ بجواز رکوب المرتہن الدابۃ المرہونۃ وشرب لبنہا بنفقتہ علیہا کما حکی البخاری فی صحیحہ ثنا محمد بن مقاتل انا عبد اللہ انا زکریا عن الشعبی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم المرتهن یرکب بنفقته إذا احتاج مرهونا ولبن الدر یشرب بنفقته ولهذا المستثنى من احسن الاحکام واصحها قیاسا(۱) صلح للراهن منه وما عداه فائدتہ ثلاث فان الراهن قد یغیب ویتعذر على المرتهن مطالبته بالنفقة التي تحفظ الرهن ویشق علیه او یتعذر رفعه الى الحاكم واثبات الرهن واثبات غیبة الراهن واثبات ان قدر نفقته علیه هي قدر حلبه ورکوبه وطلبه منه الحاكم له بذلك وفي هذا من العسر والحرج والمشقة ما ینافي الحنیفیة السمحة فشرع الشارع الحكيم القيم بمصالح العباد للمرتهن ان یشرب لبن الرهن ویرکب ظهره وعليه نفقته وهذا محض القیاس لو لم تأتِ به السنة الصحیحة ثم على المطلق اخذ ضمانه اذا انفق على الرهن صارت النفقة دینا على الراهن لانه واجب اداء علیه ویتعذر علیه الاشهاد على ذلك كل وقت واستئذان الحاكم فجوز له الشارع استیفاء دینه من ظهر الرهن ودره (اعلام الموقعین ج۲)

علامہ موصوف نے اس بحث کو نہایت وضاحت سے تحریر فرمایا۔ تحریر بالا سے تین مذہب معلوم ہوتے ہیں۔ ایک مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا کہ انتفاع ناجائز ہے ایک مذہب امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا کہ شئے مرہونہ پر جتنا خرچ کیا ہو اسی قدر انتفاع جائز ہے۔ تیسرا مذہب جو ظاہر حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انتفاع شئے مرہونہ سے جائز ہے اور اس میں یہ شرط فضول ہے کہ جس قدر خرچ کرے اتنا ہی لے کیونکہ انتفاع کے معنی نفع حاصل کرنا ہے، جب مرتہن نے اس پر صرف کیا۔ تو اول تو اس کو اس کا حساب کتاب کرنا دشوار ہے دوسرے وہ اس کی حفاظت بھی کرے گا تیسرے اگر وہ اسی قدر شئی مرہونہ سے وصول کرے جس قدر اس نے صرف کیا ہے تو یہ انتفاع کہاں ہوا یہ خواہ مخواہ کی دردسری ہے، پس بقول امام ابن قیم و حضرت سید اسمٰعیل امیر یمانی وغیرہ علیہ الرحمۃ سے شئے مرہونہ سے نفع اٹھانا جائز ہے اور جب ان دو کا ثبوت بروایت صحیح ثابت ہے تو دوسری چیزوں کا بھی انہی پر قیاس کر لینا چاہیے۔ ناچیز کی تحقیق اس مسئلہ میں یہ ہے اور علماء اس پر روشنی ڈالیں تو بہتر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب مختصر لکھنے کی مجھے ضرورت ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم ۔ (از قلم حضرت مولانا خالد صاحب التصانیف المدیدۃ)

(مدرس انوار یہ بھوپال ۹ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ)

(فتاوی ثنائیہ جلد ۲ ص ۴۲۳ ص ۴۲۱)

فائدہ مرہون (یعنی) چیز مرہون سے فائدہ لینا مرتہن کو جائز نہیں کیونکہ یہ سود ہے اور مسلمان بھائی کا مال حرام وجہ سے کھانا ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بِالْبَاطِلِ. وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ دِمَائَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ حرام علیکم کحرمة یومکم ھذا فی بلدکم ھذا فی شھرکم ھذا متفق علیہ۔ اگر مرتہن کھیتی کرے یا مکان کرایہ پر دیوے یا حیوان کو کھلاوے۔ تو جو کچھ خرچ کیے اس کی آمدنی سے اتنا لے اور باقی اس کے پاس امانت ہے یا تو رہن کے قرض میں شمار کرے جب اس کا قرض پورا ہو جائے تو مرہون کو واپس کر دے یا وہ باقی فائدہ راہن کو دے دیوے اس کا کھانا مرتہن کو جائز نہیں۔ اس واسطے کہ وہ حرام اور سود ہے صحیح بخاری میں ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظھر یرکب بنفقتہ اذا کان مرھونا ولبن الدر یشرب بنفقتہ اذا کان مرھونا وعلی الذی یرکب ویشرب النفقة ۔

اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ جتنا خرچ کرے اسی قدر سواری کرے اور دودھ پیئے۔ اس حدیث کے یہی معنی صحیح بخاری میں ہیں۔ قال المغیرة عن ابراھیم ترکب الضالة بقدر علفھا وتحلب بقدر علفھا والرھن مثلہ. اور مجمع البحار میں ہے الظھر یرکب بنفقتہ الی الرابة بالنظام ان المرھون لا یعطل منافعہ ینتفع بھا بالنفقة لکن مذھب احمد واسحاق قال ینتفع بحلب ورکوب دون غیرھما الذاھبین الی ان نفعہ ونفقتہ للراھن دملیہ بان الباء بنفقتہ للسبیت بلا یمنع الراھن من الانتفاع بالمرھون.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولا یستفاد منہ الا لانفاق انتہی اور فتح الباری میں بھی اسی طرح ہے تفصیل تمام مطول کے دیکھنے والے متقی پرہیزگار کو ان سے خوب شفا ہو جاتی ہے اور صحیح بخاری میں ہے،

عن سعید بن ابی بردة عن ابیہ قال اتیت المدینة فلقیت عبد اللہ بن سلام فقال الا تجیئ فاطعمک سویقا و تمرا فتدخل فی بیت ثم قال انک بارض الربا بہا فاش اذا کان لک علی رجل حق فاھدی الیک حمل تبن او حمل شعیر او حمل قت فلا تاخذہ فانہ ربا انتہی - (جلد ۱ صفحہ ۵۳۵)

اور ابن ماجہ میں ہے، عن یحیی بن ابی اسحاق الہنائی قال سألت انسا الرجل منا یقرض اخاہ المال فیہدی لہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرض احدکم قرضا فاھدی لہ او حملہ علی الدابة فلا یرکبہا ولا یقبلہ الا ان یکون جری بینہ و بینہ قبل ذلک. ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جو کچھ خرچ کرنے کے بعد بچے وہ راہن کو دیوے یا اس کے قرض میں حساب کرے خواہ مکان مرہون ہو یا زمین یا باغ یا حیوان۔ اگر راہن خود خرچ کرے تو مرتہن کو کوئی چیز لینی جائز نہیں نہ دودھ پینا نہ سواری کرنا نہ مکان کے کرایہ کی آمدنی سے لینا اور نہ زمین کی زراعت اور باغ کے پھل سے لینا جائز ہے اس واسطے کہ یہ حرام ہے اور سود ہے واللہ اعلم

عبد الرحمن عفی عنہ مدرس مدرسہ حاجی علی جان مرحوم دہلی ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ

تعاقب :- استمتاع بالمرہون کے بارے میں جمہور ہر شئے مرہونہ میں حرمت کے قائل ہیں، اور بعض علماء ظہر اور لبن الدر میں جواز استمتاع اور اس کے ماسوا میں مثل جمہور علماء حرمت کے قائل ہیں۔

چنانچہ فتح الباری میں ہے، وقال احمد واسحاق وطائفة ینتفع المرتہن من المرہون بالرکوب والحلب بقدر النفقة ولا ینتفع بغیرہما انتہی (ج ۵ ص ۱۲۶)

سبل السلام میں ہے، ذہب احمد واسحاق الی العمل بظاہر الحدیث و خصوا ہذا الحکم بالرکوب والدر فقالوا ینتفع بہما بقدر قیمة النفقة

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قائل ہیں اور خاص ارض مرہونہ کے بارے میں دو حدیثیں آ چکی ہیں جن کا ما حاصل یہ ہے کہ بعد وضع خرچ اخراجات کے جو باقی بچے وہ قرضہ میں منسوب ہونا چاہیے۔

یہ مانا کہ ہر دو حدیث اعلیٰ طبقہ کی نہیں ہیں ادنیٰ کی ہیں لیکن بعض علماء کا قول ہے تو ان کی حیثیت کم نہیں ہے۔ پس اہلحدیث ۱۶ مارچ ۱۹۳۵ء کے جواب ۱۰ میں میرے خیال میں دور اندیشی اور غور سے کام نہیں لیا گیا جو ایسے نازک معاملے میں ایک قلم کھلا فتویٰ جواز کا دے دیا گیا ہے۔ والسلام علی خیر الختام۔ حررہ العاجز مولانا یوسف عفی عنہ

یکم مئی ۱۹۳۵ء مقام زیرہ ضلع فیروزپور پنجاب

اراضی مرہونہ کا نفع

گزارش ہے کہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۱۰ کالم ۱ میں سوال ۱۰ نظر سے گزرا جو کہ اراضی مرہونہ سے نفع اٹھانے کے متعلق تھا۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ زمین کی مالگزاری اگر مرتہن کے ذمے ہے تو زمین کی پیداوار حاصل کر سکتا ہے۔ اس پر مولوی محمد یوسف صاحب ساکن زیرہ فیروزپور نے عدم جواز کا تعاقب کیا، فرمایا ہے، جو اخبار یکم مئی ۱۹۳۵ء صفحہ ۱۰ پر درج ہے۔ میں اس کے متعلق تین اکابر علماء کرام کا فتویٰ پیش کرتا ہوں امید ہے کہ آپ اسے بھی شائع فرمائیں گے۔

۱۔ مولانا مولوی محمد حسین صاحب مرحوم بٹالوی فرماتے ہیں اراضی مرہونہ سے مرتہن کو نفع اٹھانا جائز نہیں بلکہ اس سے نفع لینا راہن کا حق ہے، موجب حدیث راہن کو حق رکھنا نفع اٹھانے سے منع کرتا ہے لیکن اراضی مرہونہ سے مرتہن اس وقت نفع اٹھا سکتا ہے جب کہ تمام مالگزاری ادا کرے اور راہن اجازت دے عوض من النفقۃ علی المعہود۔ بموجب حدیث الظہر یرکب الحدیث گھوڑا وغیرہ جانور اگر گرو ہوں تو ان کی خوراک عوض مرتہن ان پر سوار ہو سکتا ہے اور دودھ پی سکتا ہے یہ دونوں روایتیں مشکوٰۃ میں ہیں۔

ابو سعید محمد حسین۔ ۲۔ مولانا محمد جوناگڑھی دہلوی۔ ۳۔ مولانا ابو طاہر بہاری مدرسہ احمدیہ آرہ و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال مدرسہ رحمانیہ دہلی (مہر) ان حضرات کی دلیل بھی یہی حدیث ہے مولوی صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔ اگر اراضی مرہونہ پر کل اخراجات مرتہن خود کرے اور راہن کے ذمے حالت رہن میں کوئی خرچ نہ ہو تو اغلب مرتہن کو نفع بعوض اپنے نفقہ کے جائز ہوگا جمہور کا مذہب اس کے خلاف ہے مولوی ابوطاہر صاحب کے مختصر الفاظ یہ ہیں۔ ویعلام فی الانتفاع بالاہا من المرھونۃ اذا کان الملوون علیہ من نفقۃ وغیرہا ماتدعوا علیہ الحاجۃ الخ (محمد امین از امرتسر کٹڑہ بہائی)

مدیر امرتسری مولوی محمد امین صاحب نامہ نگار ہذا نے یہ تینوں فتوے قلمی مجھے دکھائے ہیں واقعی ان تینوں صاحبوں کے دستخطی ہیں ۲۲ رمئی ۱۹۲۵ء

فتوی بابت انتفاع از مرہونہ

جناب مولنا صاحب مہربانی کر کے بغرض فائدہ عام فتوی ہذا شائع فرمادیں۔

عین الدین دلب پوری

شے مرہون کے ساتھ نفع لینے میں اجازت راہن کو کچھ دخل نہیں۔ بلکہ سود ہے مگر چند اشیاء مرہونہ سے نفع لینا جائز ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظھر یرکب بنفقتہ اذا کان مرھونا ولبن الدر یشرب بنفقتہ اذا کان مرھونا رواہ البخاری وغیرہ۔ اس حدیث میں بسبب نفقہ کے مرتہن کو اشیاء مرہونہ سے فائدہ درست کیا گیا ہے، ان اشیائے مرہونہ کے ساتھ اور بھی بقیاس لاحق ہو سکتی ہے بعلت نفقہ اور کسب بھی مثل نفقہ ہے اگر زمین رہن رکھ کر خود آبادی کر لے اپنے نفقہ وکسب میں جواز نکلتا ہے قال الشوکانی فی النیل فتکون الفوائد المنصوص علیھا فی الحدیث للمرتھن ویلحق غیرھا من الفوائد بھا بالقیاس لعدم الفارق والکسب من جملتھا فلا وجہ للتفرق بینہ وبینھا فتکون کلھا للمرتھن بما ینفق علیہ من نفقۃ وغیرھا مما تمس بہ الحاجۃ المرتھن انتھی۔ اور اگر علت نفقہ وکسب اپنا نہ ہو تو شے مرہونہ کے منافع کا حساب کر کے دین میں سے وضع کرتا جائے مرتہن ادا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے نہ راہن واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ احمد اللہ سلمہ الصمد مدرس مدرسہ حاجی علی جان دہلی۔

قال فی الفتح وفیہ حجۃ لمن قال بجواز للمرتھن الانتفاع بالرھن اذا قام بمصلحتہ ولو لم یاذن المالک۔ ہاں اگر مرتہن لگان اور مال گزاری اس زمین کی ادا نہ کرے۔ تو البتہ سود ہوگا واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمئاب۔ فقط۔

حررہ ابو طاہر البہاری عفی عنہ الباری المدرس الاول فی المدرسۃ احمدیہ الکائنۃ فی البلدۃ آرہ ۲۲/محرم الحرام ۳۴ھ

مرتہن کو اشیاء مرہونہ سے فائدہ اٹھانا لاریب جائز اور درست ہے؟

اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۲/جولائی ۱۹۱۵ء میں کسی صاحب کی طرف سے یہ مضمون نکلا ہے، کہ اشیاء مرہونہ کے ساتھ مرتہن کو فائدہ اٹھانا درست ہے یا نہیں۔

جواباً گزارش ہے کہ جائز و درست ہے، اخرج البخاری بلفظ الظھر یرکب بنفقتہ اذا کان مرھونا ولبن الدر یشرب بنفقتہ اخرجہ ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ مرفوعا وابوداؤد عنہ لبن الدر یحلب بنفقتہ اذا کان مرھونا والظھر یرکب بنفقتہ اذا کان مرھونا وعلی الذی یحلب ویرکب النفقۃ قال ابوداؤد وھو عندنا صحیح انتہی۔ واخرج الترمذی عنہ مرفوعا الظھر یرکب اذا کان مرھونا ولبن الدر یشرب اذا کان مرھونا وعلی الذی یرکب ویشرب نفقتہ قال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح واخرج الحاکم والدارقطنی من حدیث ابی ھریرۃ مرفوعا الرھن مرکوب ومحلوب۔ خلاصہ ان تمام روایات کا یہ ہے کہ اشیاء مرہونہ سے فائدہ جائز ہے مگر بعض عالم یرکب ویشرب کا فاعل راہن کو بتاتے ہیں، اور بعض مرتہن کو فریق ثانی کا قول حق ہے، اس لئے کہ بعض روایت میں لفظ مرتہن آچکا ہے چنانچہ وہ روایت یہ ہے: حدثنا احمد بن داؤد حدثنا اسمٰعیل بن ابراھیم الصائغ حدثنا

لہ حضرت شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی ثم الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے از شاہیر اکابر اہلحدیث ہند کثر اللہ سوادہم (سعیدی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هشيم عن زكريا عن الشعبي عن ابي هريرة مرفوعاً اذا كانت الدابة مرهونة فعلى المرتهن علفها ولبن الدر يشرب وعلى الذي يشرب نفقتها۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ مرتہن ہی یرکب و یشرب کا فاعل ہے، باقی جو احادیث اس کے مخالف ہیں اول تو وہ ضعیف ہیں، ثانیاً وہ اس کے مخالف نہیں ہیں بلکہ ان احادیث میں مرتہن کو اشیاء مرہونہ کے ساتھ اور کسی قسم کی شرط جو جر منفعت میں ہو اس سے روکا گیا، جیسا کہ صاحب سبیل اسلام وغیرہ نے کہا ہے صاحب اعلام الموقعین نے اس بحث کو بسط کے ساتھ لکھا ہے۔ عبدالستار کلانوری نزیل دہلی ٨ ذیقعدہ ؁

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۲ ۱)

گروی سے نفع اٹھانے کے عدم جواز پر نئی دلیل۔

اس حدیث سے گروی شئی سے فائدہ اٹھانا بھی ناجائز ثابت ہوا کیونکہ جب بیع میں صرف ایک شرط ہونے کی صورت میں فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے تو گروی جس میں شئی بالکل مالک کی رہتی ہے اس سے فائدہ اٹھانا کس طرح جائز ہوگا اور بیع اس کو نہیں بنا سکتے کیونکہ فریقین اس کو بیع نہیں بتاتے برخلاف سوال کی صورت کے کہ فریقین نے اس کو بیع بنایا اور بیع میں لکھایا اس لئے سوال کی صورت کو ہر وجہ گروی کا حکم دے سکتے اور ہر وجہ گروی کا حکم گروی ہی کا رہے گا، اور اس سے فائدہ اٹھانا سود کے حکم میں ہوگا۔

(عبداللہ امرتسری ۱۷ فروری ؁) (فتاویٰ اہلحدیث ص)

باپ کی فی سبیل اللہ دی ہوئی زمین کو بیٹے کا خریدنا

سوال: ایک آدمی نے کسی کو زمین فی سبیل اللہ دی ہے اب جس کے پاس زمین ہے وہ فروخت کرنا چاہتا ہے [illegible] میں اس کو زمین خریدنی جائز ہے؟

جواب: کوئی شخص فی سبیل اللہ دے کر خرید نہیں سکتا رسول اللہ نے حضرت عمرؓ کو منع فرمایا تھا، ہاں اولاد کیلئے کوئی [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتاوی علمائے حدیث

جلد ۱	کتاب الطہارت ـــــ	۲۱/- روپے
〃 ۲	کتاب الصلوٰۃ ـــــ	۳۱/- 〃
〃 ۳	کتاب 〃 〃 ـــــ	۲۱/- 〃
〃 ۴	کتاب 〃 ـــــ	۳۱/- 〃
〃 ۵	کتاب الجنائز ـــــ	۲۶/- 〃
〃 ۶	کتاب الصیام ـــــ	۵۱/- 〃
〃 ۷	کتاب الزکوٰۃ ـــــ	۳۱/- 〃
〃 ۸	کتاب الحج ـــــ	۲۱/- 〃
〃 ۹	کتاب الایمان ـــــ	۲۶/- 〃
〃 ۱۰	〃 〃 〃 ـــــ	۲۶/- 〃
〃 ۱۱	کتاب الاعتصام بالسنۃ واجتناب عن البدعۃ	۲۶/- 〃
〃 ۱۲	کتاب العلم ـــــ	۳۶/- 〃
〃 ۱۳	کتاب الضحایا والعقیقہ ـــــ	۳۶/- 〃
〃 ۱۴	کتاب البیوع	[illegible]/- 〃
	میزان	۴۸۳/-

برہان العجاب ـــــ ۹۰/- روپے

حج نبوی ۵/- روپے ، اسلامی شکل وصورت ۶/- روپے

نماز محمدی ۲/- روپے ، بدرِ سلام زیرِ طبع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ